خطباتِ مشاہیر
منبرِ حقانیہ سے
عظیم بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی جامعہ حقانیہ کے منبر ومحراب سے تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم وفضل، علماء ومحدثین، مشائخ واکابرین امت، دانشورو مصنفین اور نامور خطباء کرام کے خطبات، مواعظ ونصائح کا علمی، فقہی، روحانی مجموعہ ......
علم وعمل، معارف وحکم، دعوت وجہاد، حکمرانی وسیاست اور تصوف وارشاد کا بحر ذخار
مکمل تحقیق وتخریج کیساتھ مستند دستاویز
شناوران علم وحکمت کیلئے ایک نایاب تحفہ
جلد نہم
ترتیب وتدوین، توضیح وحواشی
مولانا سمیع الحق
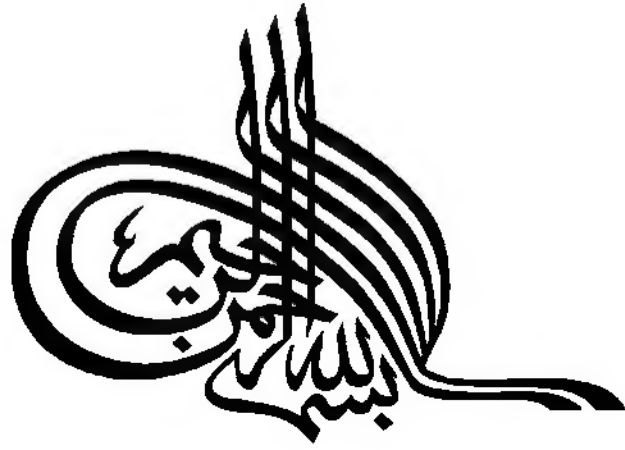
خطباتِ مشاہیر

جلد نہم

تقریبات رونمائی برائے کتب

منبرِ حقانیہ سے

خطباتِ مشاہیر

(جلد نہم)

ترتیب وتدوین .... حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

معاون .... محمد اسرار ابن مدنی

نظر ثانی وتخریج .... مولانا محمد اسلام حقانی / مفتی یاسر نعمانی

کمپوزنگ .... بابر حنیف

ضخامت .... ۴۶۶ صفحات

تعداد 1100

اشاعت اوّل .... اپریل 2015

برقی رابطے .... editor_alhaq@yahoo.com
www.jamiahaqqania.edu.pk

ملنے کے پتے

☆ مؤتمر المصنفین ...... جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ☆ القاسم اکیڈمی ...... جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

☆ مکتبہ ایوان شریعت ...... جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ☆ کتاب سرائے، اردو بازار لاہور

☆ تحقیقات پبلشرز نوشہرہ ☆ یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور

☆ مکتبہ محمودیہ، سردار پلازہ، اکوڑہ خٹک (0300-9610409)

فہرست

(۸) جناب حافظ محمد سعید صاحب (امیر جماعت الدعوۃ)

(۹) جناب حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب

(۱۰) جناب حامد میر (جیوٹی وی اخبار جنگ)

(۱۱) جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل صاحب

(۱۲) **جناب اعجاز الحق** (سابق وفاقی وزیر مذہبی امور)

(۱۳) **شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب**

تقریب رونمائی (۲) لاہور

(۱۴) جسٹس (ریٹائرڈ) **جاوید اقبال** (فرزند علامہ اقبالؒ)

(۵۸) حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی (جامعہ ابو ہریرہؓ)

(۵۹) مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

تقریب رونمائی (ا) ''مکاتیب مشاہیر'' جامعہ حقانیہ

(۶۰) شیخ الحدیث مولانا انوارالحق (خطبہ استقبالیہ)

(۶۱) مولانا قاری محمد عبداللہ حقانی (بنوں)

(۶۲) پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد (شیخ زائد سینٹر پشاور)

(۶۳) حضرت مولانا سید عدنان کاکاخیل (جامعۃ الرشید کراچی)

(۶۴) حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی (لاہور)

(۶۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق (خیر مقدمی کلمات)

(۶۶) شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی (دارالعلوم کراچی)

(۶۷) مولانا رشید احمد سواتی (مدرس دار العلوم حقانیہ)

تقریب رونمائی (۲) ''مکاتیب مشاہیر'' الحمرا ہال لاہور

(۶۸) ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

(۶۹) مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

(۷۳) جناب قیوم نظامی (معروف تجزیہ نگار لاہور)

(۸۱) حضرت مولانا سمیع الحق صاحب (خطبہ اختتامیہ)

(۸۲) مولانا زاہد الراشدی صاحب

(۸۳) مولانا محمد شفیع چترالی (مدیر روزنامہ ''اسلام'' کراچی)

(۸۴) مولانا محمد عمر انور بدخشانی

(۸۵) جناب فصیح الدین (پی ایس پی)

(۸۵) جناب اسداللہ غالب

● مولانا سمیع الحق کی نئی انگریزی کتاب

مقدمة

باسمه سبحانه وتعالیٰ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

خطبات مشاہیر کے اس جلد کا تعلق دارالعلوم کے شعبہ موتمر المصنفین کی شائع کردہ بعض اہم تصانیف سے ہے جس کی رونمائی کی تقریبات دارالعلوم حقانیہ اور بعض کی اسلام آباد، لاہور، کراچی میں بھی ہوئیں، کسی تصنیف کا تعارف تشہیر اور ترغیب وتشویق کے لئے فی زمانہ کتاب کی تقریب رونمائی کی جاتی ہے، جس میں علمی، ادبی حلقوں کے افراد محققین مصنفین اوردانشوروں کو جمع کیا جاتا ہے، اس طرح میڈیا اور پریس کے ذریعہ بھی کتاب کا تعارف ہوجاتا ہے۔ یہاں بھی بعض اہم کتابوں میں زین المحافل فی شرح الشمائل، مشاہیر کے مکاتیب کا عظیم مجموعہ مکاتیب مشاہیر اور صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام، پر ان تقریبات میں اہل علم وفن ارباب صحافت وسیاست کے اظہار خیال سے بہت سے اہم گوشوں پر روشنی پڑی۔ ایسی تقاریب مولفین کتاب کی حوصلہ افزائی اورمزید ولولہ اور عزم و ہمت کا بھی ذریعہ بن جاتی ہیں، مرتب اور شائع کرنے والے ادارہ کے وقیع خدمات بھی علمی دنیا کے سامنے آجاتے ہیں۔

بحمدللہ دارالعلوم کا تصنیفی اور اشاعتی ادارہ مؤتمر المصنفین بھی ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ایک وقیع مقام حاصل کرچکا ہے اور اب تک اہم ترین موضوعات پر ایک صد سے زائد کتابیں شائع کرچکا ہے، یہ دارالعلوم کا شعبہ تحقیق وتصنیف ہے جس کے تحت عصر حاضر کے پیدا کردہ مسائل کے علاوہ قرآنیات، شروح حدیث، فقہ وفتاویٰ، تصوف وارشاد، منطق وفلسفہ، عربی، اردو، پشتو، فارسی ادبیات، تاریخ، مکتوبات، خطبات،

سیاسیات، فرق باطلہ کا تعاقب اور کئی ایک اہم وقیع اور علمی موضوعات پر تحقیق وتصنیف اوراشاعت وطباعت کا کام جاری رہتا ہے۔

قارئین کے لئے یہ خبر یقیناً باعث مسرت ہوگی کہ اس وقت دو مہتم بالشان موضوعات پر تحقیق وتدوین کا کام جاری ہے، اولاً استاذی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے تفسیری آمالی وافادات جسے احقر نے ان سے زمانہ طالب علمی ۱۹۵۸ء میں شیرانوالہ باغ مدرسہ قاسم العلوم لاہور میں دوران دورہ تفسیر قلمبند کیا تھا، ان آمالی کو دیگر اہم امالی کے ساتھ یکجا کر کے مرتب کر رہا ہوں، دوسری چیز حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ کے درس ترمذی کے افادات حقائق السنن پر کام جاری ہے جس کی پہلی جلد ابواب الطہارۃ پر شائع ہو چکی ہے۔

ادارہ نے اپنے یوم تاسیس سے لے کر تاہنوز قلیل مدت میں بحمداللہ اپنی اہم اور وقیع تصنیفات اور مطبوعات کے پیش نظر ملک و بیرون ملک کے علمی وتحقیقی اداروں اور مطالعاتی حلقوں میں اچھا خاصہ اعتماد وثقاہت اور مقام پیدا کرلیا ہے۔

ادارہ کا اصل ہدف اور اس کے خدام کا عزم یہی ہے کہ دعوت وتربیت اور فکر اسلامی کے نشر واشاعت کے کام کو وسعت وقوت پہنچانے کی کوشش باقاعدہ اور مضبوط بنیادوں پر مزید آگے بڑھائی جاتی رہے۔

اللہ تعالیٰ خطبات مشاہیر کی ہر ہر جلد بلکہ سطر سطر کو امت کی اصلاح وارشاد، اضافہ علم اور وسیلہ عمل بنا دے اور ہم سیہ کاروں کے لئے بھی ہدایت ونجات کا ذریعہ ثابت ہو۔ وما ذلك على الله بعزيز

سمیع الحق

خادم دارالعلوم حقانیہ وصدر مؤتمر المصنفین

یکم مئی ۲۰۱۵ء بمطابق ۱۱ر رجب ۱۴۳۶ھ

خطبات

تقریبات رونمائی

تقریب رونمائی (۱) اسلام آباد

تقریب رونمائی کتاب
”صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام“

بمقام لیک ویو ہوٹل اسلام آباد،
بتاریخ ۲۶ مئی ۲۰۰۴ء

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی کتاب

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

اسلام آباد تقریب رونمائی میں کہے گئے خطبات

۲۶ مئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ بوقت ۴ بجے سہ پہر لیک ویو ہوٹل اسلام آباد میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی زیر صدارت جناب اعجاز الحق وفاقی وزیر مذہبی امور منعقد ہوئی اس پُروقار تقریب میں مولانا سمیع الحق مدظلہ، مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ' مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، مولانا حامد الحق حقانی، ایڈیٹر الحق حافظ راشد الحق، مولانا عبدالقیوم حقانی کے علاوہ ملک بھر کی مذہبی و سیاسی جماعتوں، صحافتی حلقوں اور ہر مکتبہ فکر کے زعماء شریک ہوئے، چند اہم شخصیات میں جناب جنرل حمید گل، مشاہد حسین سید، علامہ سبطین شیرازی، جنرل ظہیر الاسلام عباسی، حامد میر، محترمہ ڈاکٹر عالیہ امام، ناروے کے ڈپٹی سفیر الف آرن رسلین، ایران کے نائب سفیر، علامہ غلام مرتضٰی پویا، مولانا غلام محمد صادق ایم این اے، مولانا شاہ عبدالعزیز ایم این اے، مولانا گل رحمان ایم این اے، طاہر اشرفی مشیر گورنر پنجاب، حافظ سعید امیر مجلس الدعوہ، سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران اور اہم شخصیات شامل ہوئے، احقر نے بطور میزبان سلسلہ کلام کی ابتداء کرتے ہوئے کتاب کے تعارف میں کہا کہ عالمی حالات و واقعات،

بین الاقوامی وملکی صورتحال، عالم اسلام کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے، افغانستان اور طالبان کے حوالہ سے، پاکستان، افغانستان، عراق اور پورے عالم اسلام پر مغربی یلغار، ظلم، جبر، استبداد اور جارحیت کے حوالہ سے عالمی میڈیا کے اداروں کو وقتاً فوقتاً دیئے گئے مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کے انٹرویوز او ردوٹوک مکالے کتابی شکل میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں کتاب کیا ہے، ایک پیغام ہے، ایک مشن ہے، ایک پلیٹ فارم اور لائحہ عمل ہے، ظلم، جبر، استبداد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا گیا ہے مولانا سمیع الحق مدظلہٗ سے کہا گیا کہ حضرت! آپ کے شرح شمائل اور دیگر افادات حدیث پر کام کریں گے علمی خدمت ہے، دین کا کام ہے، بعض علمی اور معرض التواء میں پڑی اہم مسودوں کی تکمیل اور طباعت پر کام ہو جائے، مگر آپ نے کہا کہ یہ وقت قیام کا ہے، بیٹھنے کا نہیں عالم اسلام کے فوری سلگتے مسائل پر کام کی ضرورت ہے کیونکہ ہر خاص و عام پر سکتہ طاری ہے اور لوگ ان مسائل کا نام لینا بھی زبان سوزی سمجھ بیٹھتے ہیں موجودہ دور کے تقاضوں، حالات کی نزاکت اور ترجیحی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر ان اہم انٹرویوز کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے منظر عام پر لانے کا زور دیا آج بحمدللہ وہ کتاب آپ حضرات کے سامنے ہے، اس تقریب کا مقصد صلیبی دہشت گردی، امریکی بہیمیت اور اسلام کے پیغام امن کو عام کرنا ہے۔

(مولانا عبدالقیوم حقانی)

خطاب
ڈاکٹر پروفیسر سٹیفن

تعارف

کرسچین رہنما ڈاکٹر پروفیسر سٹیفن سابق پرنسپل گارڈن کالج راولپنڈی

اسلام کے عادلانہ نظام میں دیگر مذاہب کے حقوق کا تحفظ

دنیا میں جاری قتل وغارت گری میں مغرب کا کردار

آج پوری دنیا میں جوظلم اور دہشت گردی ہورہی ہے اور انسان انسان کو کاٹ رہا ہے، اس میں مغربی دینا کا ظالمانہ کردار سب کے سامنے ہے، پاکستان کے مسیحی اس دہشتگردی کی مذمت کرتے ہیں، مسیحی برادری کا مغربی دنیا سے کوئی تعلق نہیں، نہ یہ امریکی ہیں، نہ برطانوی، بلکہ محب وطن پاکستانی شہری ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام میں امن ہے، کوئی مسلمان دہشتگردی نہیں کرتا اور نہ ہی ہر عیسائی دہشت گرد ہوسکتا ہے دہشت گردی بظاہر جس رنگ، شکل اور لبادے میں ہو اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، یہ مختلف مذاہب کا لیبل لگا کر صرف بدنام کرنے کی سازش ہوتی ہے افغانستان، عراق اور دنیا کے ہر خطے میں ظلم، جبر اور دہشت گردی کو صلیبی مقاصد کی تکمیل کا نام دینا بجائے خود ایک ظلم، ناانصافی اور صلیب کا غلط استعمال اور بدنامی کی سازش ہے، حضرت مسیحؑ اور حضور پاک ﷺ امن کے داعی تھے، میں نے ہمیشہ اسلامی نظام کے نفاذ کی ہر جدوجہد کی حمایت کی ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام میں مسیحیت کو تحفظ اور امن حاصل ہوجائیگا۔

خطاب
علامہ سبطین شیرازی

تعارف

پاکستان عوامی تحریک کے رہنما اور ادارہ البصیرہ انٹرنیشنل کے اہم رکن

مولانا سمیع الحق کا کارنامہ اور اہم پیغام

مسلم امہ کے اتحاد کا مظاہرہ

آج کی یہ تقریب اس حوالہ سے بھی انتہائی اہم ہے کہ یہاں مسلم امہ کے اتحاد، اتفاق اور یگانگت و یکجہتی کا مظاہرہ ہو رہا ہے، تمام مکاتب فکر اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے طبقہ کی نمائندگی موجود ہے، یہ مولانا سمیع الحق صاحب کا اہم کارنامہ اور اتحاد امت کے لئے ایک اہم پیغام اور وقت کا اہم تقاضا ہے آج پوری دنیا کی صورتحال، دہشت گردی، جنگ وجدل، بدامنی و بے چینی سے پوری انسانیت مضطرب اور پریشان ہے۔

مظلوم مسلمانوں کے دل کی آواز

مسلمان تو ابتداء ہی سے مظالم کا شکار چلے آ رہے ہیں، اسلام کی تاریخ مظلوم مسلمانوں کے خون سے رنگین چلی آ رہی ہے، آج دنیا کا کوئی انسان محفوظ نہیں، انسانیت کو عافیت، سلامتی اور امن کی تلاش ہے، دہشت گردی مسلمان کے خلاف ہو یا غیر مسلم کے خلاف، بحیثیت انسان پوری انسانیت کو اس کی مذمت کرنی چاہیے۔

مولانا سمیع الحق کی کتاب ایک مشن کی تکمیل

دینا ایک گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر چکی ہے اور کسی بھی گاؤں کے ایک کونے میں لگی ہوئی آگ پورے شہر کو بھسم کر کے راکھ کا ڈھیر بنا سکتی ہے آج ظالم کا ہاتھ روکنے اور مظلوم کی حمایت کرنے کا وقت ہے اور اسلام کا بھی یہی پیغام ہے، یہی مشن اور یہی درس ہے، مولانا سمیع الحق کی کتاب اس مشن کی پیش رفت ہے جو موجودہ حالات میں یقیناً ایک عظیم جہاد ہے۔

خطاب
جناب مسٹر الف آرن رمسلین

تعارف

ناروے کے نائب سفیر

مکالمہ بین المذاہب غلط فہمیوں کا ازالہ

غیر ملکی سفارتکاروں میں ناروے کے نائب سفیر جناب مسٹر الف آرن رسلین نے اردو زبان میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہوئے کہا

آج کا جہاد امن کا جہاد

آج کی یہ تقریب انتہائی اہمیت کی حامل ہے، ہم سب ایک خاص مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، ہم نے اس امن فوج کا ہراول دستہ بننا ہے جو پوری دنیا کیلئے ابر رحمت اور پیام امن وسکون بن سکے، ہمیں انسانیت کی فلاح کے لئے مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ آج کا جہاد امن کا جہاد ہے، امن کے قیام اور ظلم کے خاتمے کا جہاد ہے، آج دنیا سے دہشت گردی اور بدامنی ختم کرنے کی ضرورت ہے، تمام ممالک، تمام مذاہب کو ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر برداشت اور صبر سے کام کرنا ہوگا، اسلام اور دیگر مذاہب کو ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرکے غلط فہمیاں دور کرنا ہوں گی، یہ دور مذاکرات سے مسائل حل کرنے کا ہے، مسلمان ہو یا عیسائی یا کوئی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا سب کو ایک دوسرے کی مدد سے، ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا، دنیا میں امن قائم کرنا ہے اور شیطانی قوتوں کو ختم کرنا ہے، اللہ کی طاقت سب سے زیادہ ہے ہمیں اپنی زندگی شیطان کی پیروی میں نہیں گزارنی چاہیے یہی میرا پیغام ہے اور یہی آج کی اس تقریب کا مقصد ہے شکریہ۔

خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا

ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ

تعارف

محبی حبیبی وخلیلی ومخلصی حضرت علامہ مولانا شیر علی شاہ ولد مولانا قدرت شاہ مرحوم ساکن اکوڑہ خٹک معروف شخصیت، حضرت شیخ الحدیث کے اولین تلامذہ میں سے ہیں، حضرت کی خصوصی تربیت میں رہے، سفروحضر میں رفاقت وخدمت کا شرف حاصل کرتے رہے، حقانیہ کی اعلیٰ تدریس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم وتعلم کا طویل موقعہ عطا فرمایا جودراصل قیام مدینہ کی تمنا اور خواہش کی تکمیل کا ایک وسیلہ بنا، حضرت نے حسن بصری کے تفسیری روایات پر ڈاکٹریٹ کیا، قیام مدینہ کے بعد دوبارہ اپنے مادر علمی میں حدیث وتفسیر کے اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے علم وعمل، عربی زبان پر عبور تحریر وتقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے اور میرے لئے اس ہمدم دیرینہ کی رفاقت ملاقات مسیحا وخضر کے برابر ہے، بچپن سے ذہنی یگانگت محبت ورفاقت کا سلسلہ قائم ہے۔ بیرونی ممالک کے سفر میں رہتے تو علمی اور سفری نوادرات سے خطوط کے ذریعہ نوازتے جس کا ایک بڑا حصہ مکاتیب مشاہیر (حرف ش) میں شامل ہے۔ بہت سے خطوط کا تعلق قیام حرمین شریفین سے ہے اور میرے نام بہت سے خطوط میں انکے عرب ممالک کے اسفار کی تفصیلات ہیں، جو بڑی کارآمد ہیں، بے تکلفی اور طنز ومزاح اور عہد شباب کی شوخیاں بھی بعض خطوط سے جھلکتی رہتی ہیں جو بحمد اللہ آج دم تحریر ۱۴ اپریل ۲۰۱۴ء تک ان کے عہد مشیخت میں بھی ناچیز کے ساتھ مجالست ومخاطبت میں قائم ہیں۔

حق گوئی اور حق بیانی کا عملی نمونہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب نے اپنے خطاب میں کہا

نڈر اور حق گو قائد

مولانا سمیع الحق مدظلہ، نے ہمیشہ ظالم کے خلاف کلمہ حق ادا کیا ہے اور نتیجہ کی کبھی پرواہ نہیں کی......

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

محدث کبیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ابتداء ہی سے حق گوئی کا عملی نمونہ تھے، حق بیانی انہیں ورثہ میں ملی ہے، غیر ملکی صحافیوں کو انٹرویو دینا بہت مشکل کام ہے، ہم نے مولانا سے کہا کہ یہ لوگ آپ کا کافی وقت لے لیتے ہیں کیا ضرورت ہے ان بکھیڑوں میں پڑنے کی؟ مولانا نے انتہائی تدبر اور فہم وفراست سے کہا کہ دراصل مغرب میں اسلام کے خلاف ایک پروپیگنڈہ چل رہا ہے اور اسلام کی غلط تصویر پیش کی جارہی ہے، آج ان مغربی اور غیر ملکی صحافیوں اور میڈیا کے نمائندوں کو اسلام کا صحیح تصور اور اصل پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے وہ چاہیں اسے مسخ کر کے شائع کریں ان تک تو بات پہنچ جاتی ہے۔

درویش خدا مست اور مظلوم کی حمایت

ان انٹرویوز کو کتابی شکل میں شائع کرنا بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے کہ مغربی پروپیگنڈہ کے توڑ اور اسلام کے دفاع کو تاریخ کا حصہ بنا کر آنے والی نسلوں کو صحیح راستہ کا تعین کیا جاسکے، آج امریکہ اور مغربی قوتوں نے دنیا میں ایک دہشت اور وحشت پھیلا رکھی ہے، بڑے بڑے ان حالات میں اپنی پرواز بھول چکے ہیں اور زبانوں کو تالے لگ گئے ہیں مگر یہ درویش خدا مست حق کا پرچم بلند کئے ہوئے ہے، مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کا حکم دیا گیا ہے اور ظالم کو ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد ہے۔

خطاب
جناب آغا غلام مرتضیٰ پویا

تعارف

شیعہ مکتب فکر سے تعلق، حزب جہاد کے نام سے اپنی جماعت کے ساتھ قومی و ملی خدمات انجام دیتے ہیں، اسلامی جمہوری اتحاد کی تشکیل کے بعد اس پلیٹ فارم سے متعارف ہوئے، آج کل پھر مسلکی شدت پسندی کی لپیٹ میں ہیں۔

ایک تحریک اور ایک مشن کی تکمیل

معروف سیاستدان وشیعہ رہنما غلام مرتضی پویا نے اپنے بیان میں کہا

صرف کتاب نہیں ایک احساس اور ایک فکر ہے

دہشت گردی صلیبی ہو، صیہونی ہو یا برہمن یا مسلمان کے ہاتھ سے ہو، قابل مذمت ہے، امریکہ تو پہلے روز سے ہی دہشت گرد ہے، اس کے شر سے نہ مسلمان محفوظ ہے اور نہ غیر مسلم، جاپان کو تباہ کرنے والا نمبر ون دہشت گرد امریکہ ہے، پوری دنیا میں ظلم وبربریت اور جارحیت و مداخلت سے ایک وحشت پھیلا رکھی ہے، دنیا کی ہر تخریبی کاروائی اور ظالمانہ تحریک میں درپردہ امریکہ کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔

بدلے حالات میں مولانا سمیع الحق کی کتاب کی اہمیت

مولانا سمیع الحق صاحب نے جو کتاب متعارف کرائی ہے، یہ صرف کتاب نہیں بلکہ ایک مشن ہے، ایک تحریک ہے، ایک احساس ہے، ایک سوچ وفکر ہے، آج دنیا میں بدلتے حالات کو دیکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کہیں زیادہ اہم ہے ہم مسلمانوں کو اپنی سمت درست کرنا ہوگی آج آپس کے اختلافات اور فرقہ واریت، قومیت ولسانیت کے جھگڑوں سے نکل کر مکمل یکجہتی وہم آہنگی کی ضروت ہے،

تمام مسلمان دشمن کی نظر میں

دشمن ہمارے فرقوں اور گروہوں کو نہیں جانتا اس کی نظر میں مسلمان ہی دشمن ہے اور دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے والا مسلمان چاہے وہ جس مسلک، قومیت، وطن اور زبان سے تعلق رکھتا ہو بحیثیت مسلمان مغرب کی نظروں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے، ہمیں بھی ایک قوت بن کر دشمن کو دکھا دینا چاہیے کہ ہم ایک خدا، ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں، آج دنیا میں جہاں کہیں بھی دہشت گردی کا عمل جاری ہے، یہ صرف اسرائیل کو بچانے کے لئے ہے مگر اسرائیل اور صیہونیت دم توڑنے والی ہے، ان شاء اللہ بہت جلد دنیا کا نقشہ بدل جائے گا اور جہاد و قربانی کے ثمرات سب کو نصیب ہوں گے۔"

خطاب

جنرل (ریٹائرڈ) ظہیرالاسلام عباسی

تعارف

جنرل مشرف دور میں فوج میں بغاوت کیس سے شہرت یافتہ شخصیت، تفتیش وحراست کے مراحل سے گزرے، دینی جذبات اور احساسات سے سرشار، ہمارے پاک افغان ڈیفنس کونسل اور دیگر اجتماعی پروگراموں میں بھرپور ساتھ دیتے رہے۔

اہل حق کے دلوں کا ترجمان

حق اور باطل کی کشمکش

آج پوری دنیا تقسیم در تقسیم کا شکار ہے، لڑائی، جھگڑے، فسادات اور دہشت گردی نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اس کرۂ ارض کو جہنم کدہ بنا دیا گیا ہے شیطان کے پیروکار اپنی کاروائیوں میں مصروف ہیں، حق و باطل ہمیشہ مد مقابل رہے، اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ اہل حق کے ساتھ رہی ہے اور باطل کو بہر حال مٹ جانا ہے، افسوس یہ ہے کہ باطل اور اسلام دشمن قوتوں کو کفار کی صفوں سے بھی ساتھی مل جاتے ہیں اور مسلمانوں کی صفوں سے بھی منافقین کا ٹولہ ان کا ساتھی بن جاتا ہے، جبکہ مظلوم سچے مسلمان اپنے ہی منافقین کے ہاتھوں زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔

آخر کار فتح حق کی ہوگی

بہر حال حق کی فتح ہوگی اور بالآخر کفار و منافقین کو ذلت و رسوائی سے ہمکنار ہونا پڑے گا آج کی تقریب اور کتاب کی رونمائی درحقیقت یہ پیغام دینا ہے کہ حالات کچھ بھی ہوں حق کا پرچم ہمیشہ سر بلند رکھا جائے اور حق والوں کا ساتھ دیا جائے چاہے وہ تھوڑے ہوں یا بہت اور بظاہر مضبوط ہوں یا کمزور یہی کامیاب اور سرخرو ہونے والے ہیں "صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام" اہل حق کی دلوں کی ترجمان ہے اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کا جہاد ہے۔

خطاب

محترمہ ڈاکٹر عالیہ امام صاحبہ

تعارف

معروف سکالر، کالمنسٹ

باطل کے خلاف قوت ایمانی اور جذبہ صادق کی ضرورت

معروف سکالر محترمہ عالیہ امام صاحبہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا

ظلم جبر اور بربریت کے خلاف اذانِ حق

ایک ایسے دور میں جب اسلام کے صاف وشفاف چہرے کو آگ اور خون سے ظلم و بربریت سے مسخ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، عالم اسلام ایک دردناک صورتحال سے گزر رہا ہے، مولانا سمیع الحق کی یہ کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آج دہکتے ہوئے انگاروں پر قدم رکھ کر بھی حق کی آواز بلند کی جاسکتی ہے، اس کتاب کے ذریعے مولانا نے ایک پیغام دیا ہے، ظلم کے خلاف، جبر و بربریت کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے کسی میزائل، کسی توپ، کسی فوج اور کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف قوت ایمانی، جذبہ صادق اور ادراک و آگہی کی ضرورت ہوتی ہے، اسلام تو نور ہی نور ہے، سحر ہی سحر ہے، اجالا ہی اجالا ہے اور خوشبو ہی خوشبو ہے۔

مظلوموں کا خون انقلاب کا پیش خیمہ

جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو مظلوم اور معصوم کا خون مہکتا ہے، نالہ پھر احتجاج، پھر انقلاب بنتا ہے، ظلم کو دوام نہیں، ظلم آگے بڑھتا ہے، پیچھے ہٹتا ہے، پھر آگے بڑھتا ہے، یہاں تک کہ نیست و نابود ہو جاتا ہے اور مظلوم کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے، آج نہیں تو کل فتح مندی اسلام کا مقدر رہے گی کیونکہ یہ مظلوموں کا مذہب ہے، آخر میں اس کتاب کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

خطاب

جناب حافظ محمد سعید

امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

تعارف

لشکر طیبہ کے بانی کشمیر وغیرہ کے جہادی سرگرمیوں میں مصروف ایک بڑا نام، عالم کفر بالخصوص بھارت کی آنکھوں کا کانٹا، ناچیز کے تمام علمی اور سیاسی جدوجہد میں رفیق کار۔

فکری اور نظریاتی یلغار کا مقابلہ قلمی جہاد سے

مجاہد رہنما جماعت الدعوۃ کے رئیس جناب حافظ محمد سعید صاحب نے اپنے بیان میں کہا

میڈیا اور قلمی جہاد وقت کی اہم ضرورت

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام ایک عظیم علمی اور جہادی معرکہ ہے موجودہ حالات میں تیر بہدف اقدام ہے مولانا سمیع الحق اوران کے رفقاء کار لائق تحسین وتبریک ہیں میزائل، ایٹم، ٹینک اور کلاشنکوف کی طرح میڈیا اور قلمی جہاد بھی وقت کی ضرورت اور ایک موثر ترین ہتھیار ہے، اس وقت امریکہ کی عالمی قذاقی اور بدمعاشیاں اور درندگی کا راستہ روکنا عالم اسلام کا فرض بنتا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا کا مقابلہ

مقدور بھر مسلمان اس کا مکلّف ہے کہ وہ اسلامی اقدار، اسلامی تہذیب وتمدن اور قرآن وسنت کے علوم ومعارف کی حفاظت کرے، مدرسہ بنائے، دارالعلوم قائم کرے، جہادی تنظیم تشکیل دے تیر، تلوار، توپ، ٹینک، میزائل اور ایٹم بم تیار کرے، الیکٹرانک میڈیا کا مقابلہ الیکٹرانک میڈیا سے کرے اور فکری اور نظریاتی یلغار کا مقابلہ قلمی جہاد سے کرے "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام" اس عظیم جہاد کے تسلسل کی ایک مربوط، مضبوط اور مستحکم کڑی ہے، اسکے فروغ، اشاعت اور مطالعہ سے فکری، ذہنی، علمی ودینی اور انقلابی نتائج اور ثمرات مرتب ہونگے۔

خطاب
جناب حافظ طاہر محمود اشرفی

تعارف

جمعیۃ طلباء اسلام کے سابق متحرک کارکن، سابق مشیر گورنر پنجاب، کالم نگار، صحافی اور پاکستان علماء کونسل کے چیئرمین، وفاق المساجد پاکستان (رجسٹرڈ) کے صدر...... (س)

جبر کے خلاف مسلمان کی للکار عین جہاد

گورنر پنجاب کے مذہبی مشیر جناب حافظ طاہر محمود اشرفی نے خطاب کرتے ہوئے کہا

پیغام حق اور نعرہ مستانہ

مولانا سمیع الحق کے انٹرویوز پر مشتمل کتاب کا پیغام برحق اور نعرۂ مستانہ ہے، ہم نے اس کی لاج رکھنی ہوگی، اگر امریکہ، برطانیہ کو ایٹم بم بنانے اور رکھنے کی اجازت ہے تو مسلمانوں کو بھی اپنے ممالک کی سالمیت کے لئے یہ حق حاصل ہونا چاہیے اور قوت بازو سے یہ حق حاصل کرنا چاہیے۔ اگر روس کے تسلط کے دور میں افغانستان میں ظلم کے خلاف برسرپیکار ہونا جہاد تھا تو امریکی جبر و استبداد کے خلاف مسلمان کی للکار بھی عین جہاد ہے اور ان شاء اللہ یہ جہاد رنگ لائے گا اور مسلمان غالب آئیں گے۔

خطاب

جناب حامد میر

تعارف

جیو ٹی وی کے شہرۂ آفاق اینکر، جنگ کے کالم نگار، انتھک محنتی، معاملات اور حوادث وخبر کی تہہ تک پہنچ کر حقائق کو بے نقاب کرنے کے ماہر، سخت ترین خطرات افغانستان میں ہوں یا لبنان وغیرہ میں بے خطر کود پڑنا اِن کی کمزوری یا بہادری ہے؟ عرصہ سے اپنے پروگرام کیپٹل ٹاک جیو کے ذریعہ میڈیا کی سکرین پر نمایاں ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ امن کا گہوارہ

مولانا کے خدشات اور پیشن گوئیاں سچ ثابت ہو رہی ہیں

جیو ٹی وی اور جنگ کے معروف صحافی، کالم نگار، جناب حامد میر نے اپنے خطاب میں کہا

باہمی اختلافات بھلانے کی ضرورت

مولانا سمیع الحق صاحب کی کتاب کے انٹرویوز بہت اہم ہیں، انہوں نے اپنے انٹرویوز میں جن خدشات کا اظہار کیا تھا اور پیشن گوئی کی تھی وہ آج ڈھائی سال بعد سچ ثابت ہو رہے ہیں، عالم اسلام کے اصل دشمن کا چہرہ کھل کر سامنے آ گیا ہے، آج کی یہ تقریب اس حوالہ سے بہت اہم ہے کہ یہاں غیر ملکی سفارتکار بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دارالعلوم حقانیہ سے دہشت گردی کی نہیں بلکہ امن و سلامتی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اتحاد و اتفاق کے دائرے کو وسعت دینا

آج کی اس تقریب میں ہر مسلک اور ہر مکتبہ فکر کے لوگ مدعو ہیں، اقلیتوں کو بھی نمائندگی دی گئی ہے، یہ اتحاد و اتفاق اگر اپنے دائرہ کو وسعت دیتے ہوئے

پورے ملک اور پوری اسلامی دنیا تک پھیلایا جاسکے تو اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت بن کر ابھر سکتا ہے۔

مسلمانوں کا جذبہ ایمان

عراق کے مسلمانوں کا جذبہ ایمانی اور امریکہ کو ناکوں چنے چبوانے کے پیچھے اس قوم کا اتحاد و یکجہتی کارفرما ہے وہاں کوئی مذہبی، مسلکی، فرقہ وارانہ اختلاف نہیں، مسجدیں بھی محفوظ ہیں اور امام بارگاہیں بھی امن میں ہیں، اگر ہم اپنے باہمی اختلافات بھلا سکیں تو کوئی بھی دشمن آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

خطاب

جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل

تعارف

جنرل صاحب معروف جہادی شخصیت، جہاد افغانستان کے دوران آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل اور دوسرے مناصب پر عظیم کردار ادا کیا۔ زبان و قلم کا ہر ہر لفظ ملی احساسات اور غیرت ایمانی کا غماز ہوتا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ہر محاذ پر استقامت سے ملت اور پاکستان کی ترجمانی کرتے ہیں۔ پاک افغان ڈیفنس کونسل میں بھرپور اور قائدانہ کردار ادا کیا اور طالبان افغانستان کی بڑی جرأت سے وکالت کی اور آج تک اپنے اصولی موقف پر جرأت سے ڈٹے ہیں۔

اپنی اصلاح آپ کی ضرورت

عظیم مجاہد، مفکر دانشور جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل اپنے خطاب میں کہتے ہیں

معرکہ حق و باطل

آج کی تقریب رونمائی اور انٹرویوز کا یہ مجموعہ، ایک بہانہ ہے، مل بیٹھنے کا، اور اصل مقصد اپنے بھولے ہوئے سبق کو دہرانے کا ہے، آج ہم اکٹھے ہوکر جہاد کی بات کررہے ہیں آج لوگ جہاد کا نام لینے سے گھبراتے ہیں، بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں، ان حالات میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کے حوالہ سے جہاد کا ذکر تازہ ہورہا ہے، آج ایک زبردست مقابلے کی کیفیت ہے، معرکہ حق و باطل جاری ہے، باطل دہشت گردی اور ظلم کی انتہا کررہا ہے، ابوغریب جیل کے مناظر سے امریکی درندگی وسفاکی کا اظہار ہورہا ہے، مسلمان دفاعی پوزیشن میں ہیں،

مسلم حکمرانوں کا کمزور اور معذرت خواہانہ رویہ

آج ہمارے حکمران روشن خیالی کی باتیں کرتے ہیں اور انتہائی کمزور لہجہ میں اپنی صفائیاں پیش کرکے اسلام دشمنوں کو مطمئن کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اس معذرت خواہانہ لہجہ کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اسلام کے

حوالہ سے کسی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں، روشن خیالی اور آزادی خیال کے لاحقے لگانے کی کیا ضروت ہے؟ صاف کہنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور بس۔

مکالمے کا نہیں مقابلہ کا وقت ہے

اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں، باہمی اختلاف کو ختم کر کے یکجا ہو جائیں عالم اسلام کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق اور مظلومیت کی حمایت کرنا ہمارا فرض بنتا ہے انسانیت کی بقاء اور سلامتی کا درس اسلام نے دیا ہے، آج مکالمے کا وقت نہیں، مکالمہ اس وقت ہوگا جب اسلام بالا دست اور غالب ہوگا، آج مزاحمت اور مقابلے کا وقت ہے، یہ جنگ تو جیتی ہی جائے گی، اسلام کی فتح ہوگی، ان شاء اللہ لیکن ہمیں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے کربلا سے ۱۴۰۰ سال پہلے بچھڑنے والے آج پھر کربلا پر اکٹھے ہو رہے ہیں اسلام ہی انسانیت کا آخری سہارا ہے، لیکن ہمیں اس کا نمونہ اور ماڈل پیش کرنا ہوگا دنیا کے ہر مظلوم کے حق میں آواز بلند کرنا ہوگی۔

خطاب

جناب اعجاز الحق

سابق وفاقی وزیر مذہبی امور فرزند جنرل ضیاء الحق شہید

تعارف

جنرل ضیاء الحق شہید صدر پاکستان کے فرزند، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور، مسلم لیگ (ض) کے سربراہ، دفاع پاکستان کونسل میں ہمارے ساتھ شانہ بشانہ رہے۔

عالم کفر کو جہاد اور دہشت گردی میں فرق کرنا چاہیے

مہمان خصوصی وفاقی وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب نے خطاب میں کہا کہ

جہاد خاص مقصد اور مذہبی تعلیمات کا پابند ہوتا ہے

دنیا انتہائی نازک صورتحال سے گزر رہی ہے، مسلمانوں کو ہر سمت سے کچلا جا رہا ہے، عالم کفر کی ہر طرف سے یلغار ہے، اس نازک صورتحال میں حکومتیں انتہائی سوچ سمجھ کر پالیسیاں مرتب کرتی ہیں، دنیا سے کٹ کر بھی نہیں رہا جاسکتا اور اپنے وجود کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے مسلمان مظلوم ہیں، مغربی جارحیت کا شکار ہیں، افغانستان کو جہاد کے ذریعے روس جیسی سپر پاور سے نہ صرف آزادی ملی بلکہ روس کو ٹکڑے ٹکڑے ہونا پڑا۔

جہاد دہشت گردی نہیں ایک فریضہ ہے

جہاد کو آج دہشت گردی کی علامت بنادیا گیا ہے حالانکہ کوئی بھی مسلمان جہاد جیسے فریضہ کا منکر نہیں ہوسکتا میرے والد جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جہاد افغانستان کی سرپرستی اور تعاون کی پاداش میں اپنی جان قربان کردی، مسلمانوں کی بقاء جہاد میں ہے، آج دنیا جہاد اور دہشت گردی میں تمیز کرے، جہاد کسی خاص مقصد کسی مخصوص ایجنڈے

اور مشن اور کسی مذہبی تعلیمات کا پابند ہوتا ہے جبکہ دہشت گردی کا کوئی مذہب اور کوئی مقصد و مدعا نہیں ہوتا صرف وحشت و بربریت پھیلانے اور خوف و ہراس طاری کرنے کے لئے دہشت گردی کی جاتی ہے، ہمیں انتہائی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھنا ہے۔

ملک کے امن کو تباہ کرنے والے کون؟

آج ہمارا ملک اندرونی سازشوں میں گھرا ہوا ہے، مسجدیں، مدارس، امام بارگاہیں، سڑکیں اور اجتماعات محفوظ نہیں رہے، ہر طرف خوف و ہراس کی کیفیت ہے، یہ ملک تو امن کا گہوارہ ہونا چاہیے تھا، کون ہے جو اس امن کو تباہ کر رہا ہے؟ اصل دشمن اور درپردہ ہاتھوں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے، اصل مجرم کو تلاش کیا جائے تاکہ اس بدامنی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے اس میں بیرونی ہاتھ بھی کارفرما ہوتے ہیں، پڑوس میں ہمارے دیرینہ دشمن ایسی مذموم حرکات سے اس ملک کا امن وامان تباہ کرنا چاہتے ہیں کشمیر میں کیا کچھ مظالم نہیں ڈھائے جارہے بوڑھے بزرگوں، معصوم بچوں اور عفت مآب خواتین خانہ کو بھی معاف نہیں کیا جارہا یہ اصل دہشت گردی ہے افغانستان و عراق میں جو آگ اور خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے یہ اصل دہشت گردی ہے، فلسطین کے نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کے خون سے سڑکیں رنگین ہورہی ہیں، یہ اصل دہشت گردی ہے، ہر ملک میں دھماکے، فائرنگ اور قتل و غارت گری، بے گناہ اور معصوم انسانوں کی جانیں لینا یہ اصل دہشت گردی ہے، دنیا جہاد اور دہشت گردی کے فرق اور واضح فرق کو سمجھے اور اصل دہشت گردوں کے بے نقاب کر کے عالمی عدالت انصاف سے سزا دلوائے تاکہ دنیا میں امن قائم ہو، سکھ وچین کا سانس لینا نصیب ہو، انسانی ترقی کا یہ حال ہے کہ اپنی تباہی و بربادی کا سامان تیار کیا جارہا ہے اگر دنیا میں ظلم اور ناانصافی، زیادتی اور

جارحیت ختم ہو جائے تو کوئی تباہ کن ہتھیار اور میزائل و گولہ بارود تیار نہیں کرے گا، امن ہی امن ہوگا، دنیا میں خوشحالی کا دور آنے والا ہے، ظلم بالآخر مٹ جائے گا اور انصاف و عدل کی حکمرانی ہوگی افغانستان و عراق فلسطین و کشمیر اور دنیا کے ہر خطہ میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے ان کی حمایت کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق میرا بھائی، میرا دوست

مولانا سمیع الحق صاحب نے مجھے ایک وفاقی وزیر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک بھائی کی حیثیت سے اس تقریب رونمائی میں شرکت کی دعوت دی ہے، ہمارے اور ان کے دیرینہ تعلقات ہیں، بلکہ ہم دونوں ایک دوسرے کو ورثہ میں ملے ہیں ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور میرے والد بزرگوار جنرل ضیاء الحق شہید کے دوستانہ تعلقات اور جہاد افغانستان کے حوالہ سے مضبوط مراسم تھے، ہم دونوں بھی ان شاء اللہ اپنے بزرگوں کے دوستانہ تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہیں گے، مجھے خوشی ہے کہ جو وزارت مجھے ملی ہے اسی اسٹینڈنگ کمیٹی کے سینیٹ میں چیئرمین مولانا سمیع الحق صاحب ہیں ان کے تجربات، علم اور مفید مشوروں کی روشنی میں ان شاء اللہ ایوان کے اندر بھی ہماری رفاقت قائم رہے گی اس پروقار تقریب میں دعوت شرکت پر مولانا سمیع الحق صاحب اور جملہ رفقاء کا شکر گزار ہوں اور مولانا کی اس کتاب میں جرأت اظہار پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں پاکستان پائندہ باد۔

اختتامی خطاب

از شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب

حقائق کے اظہار سے اجتناب مغربی پروپیگنڈا کی تصدیق کے مترادف

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مختصر اختتامی کلمات میں کہا

کربناک اور اذیت ناک صورت حال

سب سے پہلے آج کی اس تقریب کو رونق بخشنے والے معزز مہمانان گرامی اور شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہیں آپ حضرات کی تشریف آوری سے خوشی اور حوصلہ افزائی ہوئی آج پوری دنیا ایک کرب و اذیت سے گزررہی ہے، ظلم و بربریت کے دل دہلا دینے والے مناظر، انسانیت کی تذلیل وتوہین اور حیوانی کردار وعلم نام نہاد مہذب دینا اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کا منہ چڑا رہے ہیں ان حالات کے آثار کچھ عرصہ قبل سے ظاہر ہونا شروع ہوگئے تھے ہم بتدریج اس مقام تک پہنچے ہیں، جب خطرات سر پر منڈلارہے تھے تو احساس نہیں تھا، جب آگ اور خون کی بارشیں ہونے لگیں تو جائے پناہ ملنا مشکل ہوگئی ان حالات پر تفصیلی مباحث اور مذاکرے اور وضاحتیں ہوتی رہیں جب افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام اور اسلام کا عملی نفاذ ہوا تو مغرب نے اسلام

کی غلط تعبیر اور پروپیگنڈہ مہم شروع کردی، میڈیا وار کا آغاز کیا اور حقائق کو مسخ کر کے دنیا میں اسلام کو بدنام کرنے کی باقاعدہ مہم شروع کردی اس وقت سے مغربی میڈیا کے نمائندے دارالعلوم حقانیہ آنا شروع ہوئے اور اسلام و طالبان کے حوالہ سے مختلف نوعیت کے انٹرویوز لیتے رہے، ہم نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنا موقف، اسلام کا اصل چہرہ، اسلامی تعلیمات کی وضاحت اور مغربی پروپیگنڈہ کا توڑ کرنے کے لئے میڈیا کا جواب میڈیا کے ذریعے دینے کی بھرپور کوشش کی تاکہ حقائق دنیا کے سامنے لائے جاسکیں اس موقع پر خاموش رہنا یا حقائق کے اظہار سے اجتناب کرنا مغربی پروپیگنڈہ کی تصدیق کے مترادف تھا اسلئے ہم میدان میں نکلے اور ہر ٹیم کو مفصل حالات بیان کئے اسلام اور طالبان کے عزائم، مقاصد و اہداف اور امن وسلامتی کے عملی مظاہرہ کی تصاویر بیان کیں، امریکہ اور اس کے حواریوں کے مظالم، جارحیت اور اسلام دشمنی کو کھل کر بے نقاب کیا مغربی دنیا والے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر گئے ہیں کہ دینی مدارس دہشت گردی اور اسلحہ کی تربیت گاہیں نہیں ہیں بلکہ امن وسلامتی اور درس و تدریس کی تعلیم گاہیں اور انسانیت وشرافت کی تربیت گاہیں ہیں۔

امریکہ کی اسلام دشمنی اور صلیبی جنگ کا اعلان

امریکہ نے اسلامی دنیا کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کر کے اپنے لئے مشکلات بڑھائی ہیں، افغانستان میں امریکہ باوجود اپنی مکمل سپر طاقت اور پوری عالمی حمایت کے امن قائم نہیں کرسکا، وہاں غیر ملکی فوجی محفوظ نہیں ہیں، عراق میں قیام امن کا سلسلہ کھٹائی میں پڑ چکا ہے اور عراقی عوام نے غیر ملکیوں کا وجود اس سرزمین پر برداشت کرنے سے انکار کردیا ہے، امریکہ کو لاشوں کے تحفے وصول کرنے پڑ گئے ہیں، اگر انکی پالیسی پہلے روز سے ہی منصفانہ اور حقائق پر مبنی ہوتی تو دنیا امن وسکون سے رہتی

افغانستان کی سرزمین پر روس کا انجام اس کیلئے باعث عبرت ہوتا۔مجاہدین کی قربانیوں سے روس تہس نہس ہوا اور امریکہ واحد سپر پاور بن سکا، اب دنیا کو امن دینا اور انصاف قائم کرنا اسکی ذمہ داری تھی مگر اس نے پوری دنیا بالخصوص تیل سے مالا مال خلیجی ممالک کو اپنی کالونی بنانے کی پالیسی پر عمل کیا، اس جارحیت کے نتائج ابھی مزید سامنے آتے رہیں گے، بہرحال مغربی میڈیا کے ذریعے اسلام کا دفاع اور مقدمہ پیش کیا گیا تو اس کو بھی میڈیا میں توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا حقائق کو پھر بھی ظاہر نہیں کیا گیا مجبوراً یہ سوچنا پڑا کہ ہماری کوشش اور حقائق بیانی دنیا پر کیونکر عیاں ہو سکے گی اس کیلئے ان انٹرویوز کو آڈیو کیسٹوں سے صفحہ قرطاس پر بکھیر کر کتابی شکل میں شائع کیا گیا اور آج وہ کتاب منظر عام پر آچکی ہے، آپ حضرات نے اپنے بیانات میں بہت کچھ حقائق بیان کئے، وقت کی ضرورت و تقاضوں کا ذکر کیا، امید ہے خدا کرے یہ کتاب اور یہ تقریب بیداری امت کا باعث بنے اور اسلام کی عظمت کا بول بالا ہو......

اس کے بعد حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ کے مختصر خطاب اور دعائیہ کلمات سے تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ضبط وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی

(الحق،۲۰۰۴ء ج ۳۹ ص ۳۵۲۷)

تقریب رونمائی (۲) لاہور

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی کتاب

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

لاہور کی تقریب رونمائی کے خطبات

اسلام آباد میں مولانا سمیع الحق صاحب کی معرکتہ الاراء کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی اسلام آباد کی رپورٹ اور خطبات پچھلے صفحات میں شامل کی جاچکی ہے، یہاں ۹ جون ۲۰۰۴ء کو لاہور کے ایک اہم ہال میں رونمائی کی تقریب کی رپورٹ اور خطبات شامل کئے جارہے ہیں، جس کی صدارت ملک کے مایہ ناز صحافی، ایڈیٹر نوائے وقت جناب مجید نظامی صاحب نے فرمائی، لاہور کے چیدہ ممتاز علماء سیاستدانوں ممبران پارلیمنٹ، ممتاز صحافیوں اور کالم نگاروں نے اظہار خیال کیا جس کے چیدہ چیدہ حصے شامل کئے جارہے ہیں، اجلاس کا آغاز جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا فضل الرحیم صاحب کی تلاوت سے ہوا، سٹیج سیکرٹری کے فرائض، کتاب کے مرتب مولانا عبدالقیوم حقانی نے انجام دیئے جبکہ کراچی سے آئے ہوئے مہمان مولانا محمد عثمان یار خان نے معاونت فرمائی، تقریب کے حاضرین میں درجنوں شہرہ آفاق علماء وفضلاء اور دانشور بھی موجود تھے، مگر وقت کی کمی کی وجہ سے اظہار خیال کا موقع نہ مل سکا، تقریب کا اختتام لاہور کے مدرسہ ضیاء العلوم بیگم پورہ کے مہتمم مولانا لطیف الرحمان حقانی (فاضل حقانیہ) کی دعا پر ہوا۔ (ادارہ)

خطاب

جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال صاحب

تعارف

مفکر اسلام علامہ محمد اقبال مرحوم کے فرزند، ہائیکورٹ کے سابق جج، مصنف، مفکر اور اقبالیات کے حوالے سے ایک جانا پہچانا نام...... مزید ''تعارف'' کیلئے ان کی دلچسپ آپ بیتی ''اپنا گریبان چاک'' ملاحظہ فرمائیں۔ (س)

داستانِ پارینہ

ڈاکٹر جاوید اقبال نے خطاب کرتے ہوئے کہا......

مولانا ہمیشہ اپنی روش پر چلتے ہیں: تعلق اور تاثرات

محترم حضرات! مولانا سمیع الحق کے ساتھ میرے پرانے تعلقات ہیں، سینیٹ میں ہم اکٹھے تھے، میں نے ہمیشہ وہاں دیکھا کہ انہوں نے عام حالات سے راستہ الگ رکھا اور یہ ہمیشہ اپنی روش پر چلنے کے عادی ہیں، اسی وجہ سے ہم ان کی بڑی عزت و احترام کرتے ہیں، پھر اس کے بعد میں کابل گیا اور کابل سے واپسی پر ان کے ہاں اکوڑہ خٹک میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ان کے مدرسہ میں جانا ہوا، طلباء کو میں نے وہاں ایڈریس بھی کیا اور میں ان کی کوششوں سے بہت متاثر ہوا، مولانا نے مجھے بتایا کہ تم اگر مجھے کابل جاتے ہوئے بتا کر جاتے تو خود ملا عمر تمہیں ریسیو کرنے آتے، میں نے کہا کہ یہ مجھے علم نہ تھا کہ آپ کا ان پر اتنا رسوخ ہے، بہرحال مولانا کا بڑا عزت و احترام ہے، بہت محبت ہے، انہوں نے بڑی شفقت کے ساتھ مجھے بلوایا دعوت دی اور یہ کتاب بھی عنایت فرمائی جس کی بہت ساری باتیں آپ کے سامنے کی جا چکی ہیں، اس میں نئے اجتہاد بھی ہیں، مولانا نے جس طرح دارالاسلام اور دارالحرب کی تعریف کی ہے اور دارالحرب میں جو نیا معنی انہوں نے ڈالا ہے، اس کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ اجتہادی

نقطہ نگاہ ہے اور کاش کہ وہ اس طرح کے اور اجتہاد بھی کریں اور کئی نئی راہیں ہمارے سامنے پیدا کر کے دکھائیں بہر حال میں نے اس کتاب میں دیکھا ہے کہ اس کی ایک تاریخی حیثیت ہے، بہت سارے اس کتاب کے انٹرویوز ہیں جو کہ داستان پارینہ ہیں اور اس کی تاریخی حیثیت بن چکی ہے۔

ہمارا اگلا دشمن اسلام اور مسلمان

بعض باتیں ایسی ہیں جن پر آج بھی ہمیں غور وفکر کرنی چاہیے ایک بات جو میں نے محسوس کی ہے اور وہ آپ کی خدمت میں بھی پیش کر رہا ہوں وہ یہ کہ میری نگاہ میں یہ سارا سلسلہ ۱۱ ستمبر کے واقعہ سے شروع نہیں ہوا، دراصل یہ اس وقت سے شروع ہوا جب سوویت روس کی تحلیل ہوئی چونکہ سوویت روس کے خاتمہ کے بعد آپ دیکھتے ہیں کہ مغرب کے پالیسی میکرز نے کہنا شروع کر دیا کہ ہمارا اگلا دشمن مسلمان ہے یا اسلام ہے آپ ہنٹنگٹن کو پڑھیں، برناڈ لوئیس کو پڑھیں ان سب کی کتابیں یہ واضح کر رہی ہیں کہ اس وقت کے بعد انکا سارا تاثر امریکہ میں یہی ہے کہ ہمارا آئندہ دشمن اسلام ہے، اب اس کی وجہ انہوں نے نہیں بتائی بلکہ اس کے ساتھ چائنا کو بھی منسلک کیا کہ جس طرح چائنا اور اسلام یعنی کنفیوشن کا جو فلسفہ ہے، چائنا کا اور اسلام وہ دونوں ہمارے تصور جمہوریت سے جو ہیومن رائٹس ہے، اس کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے ہیں لہذا یہ ہمارے آئندہ کے دشمن ہیں۔

۱۱ رستمبر کا واقعہ دہشت گردی یا ڈرامہ

اچھا اب میں تو کہوں گا کہ مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہ ۱۱ رستمبر والا واقعہ دہشتگردی ہے یا ڈرامہ ہے جو بنایا گیا ہے بہت ساری کتب ایسی وجود میں آچکی ہیں جس میں یہ بحث کی گئی ہے کہ اس میں مسلمانوں کا کسی قسم کا تعلق نہیں تھا، یہ تو سارا کچھ ڈرامہ ہے جو

کہ ایک نقطہ نگاہ پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا، اچھا دنیا جب سے آتی چلی آرہی ہے تو وہ ہمیشہ اگر آپ پریکٹیکلی دیکھیں تو بیلنس آف پاور ہو تو دنیا قائم رہتی ہے سوویت روس کے تحلیل کے بعد وہ بیلنس آف پاور ختم ہو گیا۔

امریکی چنگیزیت

اب امریکہ دنیا میں یک قطبی طاقت کے طور پر ابھرا یہ ایک نئی قسم کی ایمپیریلزم ہے یہ ایک نئی قسم کی چنگیزیت ہے جو کہ گلوبلائزیشن کی شکل اختیار کر کے ہمارے استحصال کا سبب بن رہی ہے، وہ بات جس پر ہمارے زعماء اور علماء کو غور کرنے کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ اس چنگیزیت کا مقابلہ کرنے کے لئے کون سا طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا؟ کیونکہ یہ چنگیزیت اسی طرح رہے گی اور امریکہ کی یہ کوشش ہوگی کہ کوئی بھی اس بیلنس آف پاور کو ہلانے کے لئے میدان میں نہ اترے اگر فرض کیجئے کہ کل چین اس کے لئے اٹھے گا تو اسے نہیں چھوڑے گا اسی طرح اگر روس کرتا ہے تو اس کی کوشش بھی ناکام کی جائے گی اس طرح اگر بالفرض یورپی یونین یہ کرنا چاہے جن کے آپس میں اختلافات ہیں تو وہ یہ نہیں کرنے دیں گے۔

ٹیررازم یا اسلامی جہاد

تو نتیجہ کیا ہے یہی ٹیررازم جو اسے وہ کہتے ہیں یا میں اسے اسلامی جہاد کہتا ہوں یہ جاری رہے گا اور اسی وجہ سے میرے نقطہ نگاہ اور تحقیق کے مطابق یہ (جہاد) دنیا کو بیلنس آف پاور فراہم کر رہا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ کوئی ایسا وقت بھی آئے کہ اس جہاد کو جسے اب مغرب ٹیررازم کہہ رہا ہے اس کی خفیہ طور پر امداد و معاونت روس یا چین یا یورپی یونین کرے چونکہ ہر ملک کو اپنا مفاد سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور کوئی بھی ملک جو کہ حقیقی طور پر آزاد ہو اور اپنے اندر بل بوتا بھی رکھتا ہو، یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی

یک قطبی طاقت یا یونی پولر پاور حکمران ہو، یہ چنگیزیت ایسی ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، سو یہ اس طرح قائم نہیں رہ سکتا ہے جب تک اس کے خلاف یہ ایک جہادی روح جو ہے وہ برقرار رکھی جائے خواہ وہ اس شکل میں ہے کہ ہمارے بچے پیٹ پر بم باندھ کر اپنی جانیں دیتے ہیں۔

مسلم حکمرانوں کے احساسات ختم ہو چکے ہے

یہاں کے جو امراء ہیں یا مسلم ریاستوں کے جو حکمران ہیں ان کے پاس دولت ہونے کے باوجود اس بات کا احساس نہیں کہ اس وقت ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے ریسورسز کس طرح پیدا کرنے چاہئیں تاکہ ہمارے پاس ہتھیار ہوں، ہمارے پاس ایٹم بم بنانے کی، نیوکلیئر اسلحہ بنانے کی اہلیت ہو جب تک ایسی صورت ہم پیدا نہیں کر سکتے ہیں اس وقت تک ہمارے نوجوان اسی طرح قربانی دیتے رہیں گے۔

سلطان ٹیپو کا علامہ اقبال کو تحفہ

علامہ اقبال کا ایک فارسی شعر ہے جو کہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں آرہا ہے، علامہ اقبال جب سلطان ٹیپو کے مزار پر گئے تھے تو کچھ لمحات مزار کے اندر اکیلے کھڑے رہے، جب باہر نکلے تو کسی نے پوچھا کہ آپ کو سلطان نے کیا دیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ مجھے وہاں بہت کچھ حاصل ہوا اور پھر وہ شعر کہا کہ اگر عزت کے ساتھ زندہ رہنا ممکن نہیں تو جان قربان کر دینے میں زندگی ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے ہمارے سامنے راستہ کھولا یہ ملنگ کی آواز ہے

تو یہی صورت ہے جو کہ آج کل ہماری اور ہماری نئی نسل کی ہے اور ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو دہشت گرد کہہ کر چپ کرا سکیں

گے یا انہیں اطمینان دلاسکیں گے یا ان کو ترغیب دلائیں کہ بھائی اس وقت ہماری پوزیشن وہی ہے جو مسلمانوں کی مکہ میں تھی میں خود بھی یہی کہتا ہوں کہ مکی وحی جو بھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی ہے کہ وہ وقت آئے گا کہ جب تم کفار کے مظالم کا بدلہ لو گے، لیکن ابھی نہیں ابھی تمہارے ساتھ وہ قوت نہیں ہے تو جو مکی سورتیں ہیں وہ ہمیں یہی تلقین دیتی ہیں کہ جب اس قسم کا عالم ہو کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں سوائے اس کے جس کو میں جہاد کہتا ہوں اور مغرب ٹیرارزم کہتا ہے تو اسوقت تک جب تک ہم میں خود ریسورسز نہ ہو ہمیں صبر سے ہی کام لینا ہوگا، کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں حقیقت یہی ہے کہ مولانا نے جو سب سے بڑی بات کہی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ہمارے سامنے ایک راستہ کھول دیا، انہوں نے ہمارے سامنے واضح کر دیا جس طرح کہ انہوں نے ایک جاپانی کو کہا کہ بھئی! تم ڈرتے کیوں ہو تم مسلمان ہو جاؤ خدا سے ڈرو یہی ایک ملنگ کی آواز ہے اور یہی ہو سکتی ہے......

ع مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

تو بے تیغ کوئی سپاہی نہیں لڑ سکتا ہے لیکن یہ ایمانی جوش وخروش ہے اسکو زندہ رکھنے کی ضرورت ہے اور ان شاء اللہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ یہ جو چنگیزیت کا عالم اسلام پر چھایا ہوا ہے یہ ختم ہو جائے گا اس کا پتہ نہیں لگے گا کہ کدھر گیا، سو اس وقت تک صبر کیجئے اور دیکھتے جائیں کہ کیا ہو رہا ہے آپ کے سامنے جو کچھ ہو رہا ہے اس کا کیا بنے گا؟

خطاب

جناب مجید نظامی صاحب

ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت

تعارف

پاکستان کے اشاعتی ادارے روزنامہ نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر اور معروف کالم نگار و تجزیہ نگار

امت مسلمہ کے خلاف
یہود، ہنود اور نصاریٰ کا اتحاد

یہ صرف صلیبی دہشت گردی نہیں ہنود و یہود و نصاری کا اتحاد ثلثہ

دراصل مولانا سمیع الحق نے یہ کتاب لکھ کر ایک بہت بڑی خدمت کی ہے، لیکن میں ان کی خدمت میں ایک عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ہونا چاہیے باقی جہاں تک اس عنوان کا تعلق ہے میری مولانا سے درخواست ہے کہ وہ ایک کتاب اور لکھیں کیونکہ یہ صرف صلیب کی دہشتگردی نہیں ہے اس سے پہلے یہود و ہنود کی دہشتگردی جاری تھی یہ تو صرف ۱۱ ستمبر کو ہوئی اور باقاعدہ بُش نے کہا تھا کہ یہ کروسیڈ ہے یعنی عیسائیوں کا جہاد ہے اور یہ وہ جنگیں ہیں جو وہ فلسطین میں صلاح الدین ایوبی کے خلاف لڑی ہیں اور صلاح الدین ایوبی نے انہیں وہاں سے نکالا تھا، تو میری آپ سے درخواست ہے کہ یہود و ہنود و نصاریٰ جو اتحاد ثلاثہ ہے، اسلام کے خلاف، اس پر بھی ایک کتاب لکھیں اور انگریزی و اردو کے قارئین کو اس سلسلہ میں بھی مستفید فرمائیں۔

جناب مجید نظامی

۱۱ستمبر کے واقعہ میں یہود کا کردار

۱۱/۹ کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ ہم اس کے بارے میں امریکی اخبارات وجرائد کے حوالے سے لکھتے رہیں ہیں کہ اس کے ذمہ دار یہودی ہیں کیونکہ اس تاریخ کو کوئی بھی یہودی ان دفاتر کونہیں گیا جوکہ اس واقعہ میں نشانہ بنے اور نہ ہی اب تک اس کا کوئی جواب بھی انہوں نے دیا جہاں تک عراق کا تعلق ہے تو انہوں نے دعوے کیئے تھے کہ یہاں پر ایسے مہلک ہتھیار ہیں جو انسانیت کے لئے زہر قاتل و ہلاک کردینے والے ہیں اور آپ آج تک دیکھ رہے ہیں کہ خود وہ ابھی تک مان رہے ہیں اور تسلیم کرر ہے ہیں کہ کوئی ایسے ہتھیار ابھی تک نہیں ملے، C.I.A کے ہیڈ اور پھر اس کے ڈپٹی کو انہوں نے چھٹی کرادی، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ۱۱/۹ کا واقعہ محض ایک بہانہ تھا اور عراق پر حملہ بھی محض ایک بہانہ تھا۔

اب پاکستان کی باری

ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ اسکے بعد باری پاکستان کی ہے،خدانہ کرے کہ پاکستان کی باری ہو لیکن جو حالات ہیں اور جس طرح ہماری حکومت جارہی ہے وہ اسی طرح کے ہیں کہ خدانخواستہ پاکستان کی باری آسکتی ہے اور اس کو اسی صورت میں ٹالا جاسکتا ہے، کہ ہم اپنے جہاد کو جاری رکھیں کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس ایٹم بم بھی ہے، ہتھیار بھی ہیں لیکن بش کی جگہ پر جو صدر کیری آرہا ہے اس نے پہلے ہی نوٹس دے دیا ہے کہ ہم آپ کے ہتھیاروں پر قبضہ کرنے والے ہیں اور اگر ہندوستان کی مدد لینے کی ضرورت پڑی تو ہم اس سے بھی مدد لیں گے۔

میں نظامی اور اقبالی ہوں

مولانا دیوبندی ہیں اور یہاں اکثریت دیوبندی حضرات کی بیٹھی ہوئی ہے آپکے اور ہمارے نزدیک دیوبند بہت متبرک چیز ہے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ نہ میں دیوبندی ہوں، نہ بریلوی ہوں میں نظامی ہوں اور اقبالی ہوں۔

کفار کے مقابلے کے لئے تیاری کی ضرورت

خواتین وحضرات! ہندوستان کا مقابلہ کرنے کیلئے امریکہ کا مقابلہ کرنے کیلئے اسرائیل کا مقابلہ کرنے کیلئے آپ جب تک اپنے گھوڑے تیار نہیں رکھیں گے اور آج کے ایٹم بم ہی تو گھوڑے ہیں، آپ نے سنا ہوگا اور پڑھا ہوگا کہ ہندوستان نے چھوٹے چھوٹے ایٹم بم بنالئے ہیں جو کہ وہ عام لڑائیوں میں استعمال کرے گا، وہ لڑائی کس کے خلاف ہوگی، پاکستان کے خلاف اس میں اتنی جرات نہیں کہ چین کے خلاف لڑ سکے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ حضرات کی ذمہ داری ہے کہ آپ امت کو تیار کریں حکمرانوں کو ہوش میں لائیں اور جو غلط کام وہ کررہے ہیں تو انہیں صحیح پٹری پر ڈالیں اور یہ صرف آپ ہی ڈال سکتے ہیں۔

ہم سارے جہادی ہیں کلمہ حق بند نہیں کریں گے

جہاں تک ہمارا تعلق ہے میں اپنے اخبار کی بات کررہا ہوں، ہم نے اشتہار بند کروا کے کلمہ حق بند نہیں کیا اور ان شاء اللہ کلمہ حق جاری رہے گا اسی ہال میں گورنر صاحب جو کہ ریٹائرڈ کور کمانڈر ہیں ایک فنکشن کی صدارت کررہے تھے میں نے پوچھا کہ جنرل صاحب! آپ بتائیں کہ ہمارے فوج کا ماٹو جہاد فی سبیل اللہ ہے یا نہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ''ہے'' میں نے کہا کہ آپ جہاد کے خلاف کیوں باتیں کہتے رہتے ہیں

میں جہادی ہوں اور ساری قوم جہادی ہے، ہماری فوج جہادی ہے اور جب تک جہاد ہے ان شاء اللہ ہم محفوظ رہیں گے۔

جہاد ہی مقابلہ کا اہم ذریعہ

جہاد کے بغیر ہم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ دشمن میں یہودی، ہندو اور نصاریٰ سب شامل ہیں آپ صرف صلیبی جنگ کی بات نہ کریں بلکہ آپ ہنود و یہود کی بھی بات کریں اور انہیں بھی پیش نظر رکھیں اگر آپ ان کو بھولیں گے تو ہم مار کھائیں گے آخر میں مَیں مولانا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے مدعو کیا اور پھر کہنے کا موقع عنایت فرمایا۔

خطاب
جناب مصطفیٰ صادق صاحب

تعارف

پاکستان کے مشہور اخبار نویس روزنامہ 'وفاق' لاہور کے ایڈیٹر اور سیاسی بحرانوں میں نہایت متحرک انسان

عزیمت، استقامت
اور جرأت اظہار کا عملی نمونہ

تاریخی دستاویز

یقیناً آج مولانا صاحب نے اس کتاب کی شکل میں حق ادا کیا ہے تاریخ کی ایک بہت بڑی دستاویز محفوظ ہوگئی ہے میں تو مولانا کے مرحوم والد ماجد قدس سرہ کا دیرینہ خادم ہوں اور مولانا سمیع الحق صاحب کے کاموں میں طویل عرصہ سے ساتھ دیتا چلا آرہا ہوں۔

اعلائے کلمۃ الحق کی طویل جدوجہد

میں کل سے کتاب پڑھ رہا ہوں اور دل سے دعائیں نکلی، عزیمت و استقامت اور جرات اظہار اور اعلاء کلمۃ الحق کی ایک طویل جدوجہد مولانا کی شکل میں ہمارے سامنے رہی، اب عالم کفر کے سامنے اس کتاب کی شکل میں وہ ڈٹ کر کتابی صورت میں جلوہ آراء اور صف آراء ہوئے ہیں۔

خطاب

علامہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید

تعارف

مولانا سرفراز احمد نعیمی شہید، مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم کے بیٹے، جامعہ نعیمیہ لاہور کے مہتمم، سینئر عالم دین، عربی اور فارسی زبانوں کے ماہر، ماہنامہ 'عرفات' کے مدیر اور کالم نگار، ۱۲رجون کو جامعہ نعیمیہ لاہور' میں ایک خود کش بم حملے میں شہید ہوئے۔ (س)

عالم کفر کے شکوک ، شبہات اور اعتراضات کے جوابات

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام کے فرائض منصبی

دراصل اس کتاب میں عالم کفر کے شکوک وشبہات اوران کے سوالات کے جوابات انٹرویوز کی شکل میں دیئے گئے ہیں اس کے اندر، ان کے ذہنوں کوصاف کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن آج پھر بھی یہی سوال ذہنوں کے اندر موجود ہے کہ اس صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام کے حوالہ سے ہم اپنا فرض کہاں تک سرانجام دے پار ہے ہیں؟ مشرق کے اندر اسلام کے نقطہ نگاہ سے یا عالم اسلام کے اندر کتنے تھنک ٹینک قائم کیے گئے اور عالم کفر نے کتنے تھنک ٹینک قائم کیے ہیں اگر آپ اس کا موازنہ کریں تو بھی جواب نفی میں آتا ہے، ہماری جتنی بھی کوششیں ہیں جو لیگل ہیں یا انفرادی نہ حکمرانوں کے اندر نہ دینی سیاسی جماعتوں کے اندر اور نہ دینی طبقات کے اندر مریض سامنے کھڑا ہوا ہے تشخیص ہو کہ مریض کے اندر کون کون سے امراض موجود ہیں اور کن کن اسباب کی بنیاد پر یہ مرض پیدا ہوا ہے، کیا ہم نے ان امراض کے سدباب کی

شعوری کوشش کی ہے؟ اگر ہم حقیقی معنوں میں شعوری کوشش کر چکے ہوتے تو آج ہم ان حالات میں نہ پڑتے یا کم از کم اگر ہم آج یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے شعوری کوششیں کرنی ہیں اور وہ بھی توجہ کے ساتھ ایک منزل کا تعین کرنا ہے تو ہمیں بہت سے مراحل کو طے کرنا پڑے۔

دہشتگردی کی خودساختہ تعریف

ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے بجائے ۵۷ حکمرانوں اور جرنیلوں کو خریدنے کی پالیسی

دہشت گردی کی تعریف جو کتابوں کے اندر ہے یا انسائیکلو پیڈیا کے اندر ہے جو دائرہ المعارف کے اندر ہے وہ اس سے بہت ہی مختلف ہے جو آج کل بش کہہ رہا ہے اور چونکہ ہم ذہن سے خالی ہے اور خاص کر وہ طبقہ جنہیں خوش قسمتی کہہ لیں یا بدقسمتی کہہ لیں مسلمانوں پر حکمرانی کا حق حاصل ہے وہ دینی اعتبار سے، شعوری اعتبار سے، فکری اعتبار سے خالی ہے اس لئے انہیں جو کچھ کہا جاتا ہے زبان سے کہہ بیٹھتے ہیں، سوا ارب یا ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کنٹرول کرنا بہت مشکل ہے لیکن ۵۶، ۵۷ ریاستوں کے سربراہوں کو کنٹرول کرنا بہت ہی آسان ہے اس لئے اب جو پروگرام بنایا گیا ہے وہ یہ کہ بجائے اس کے کہ عوامی اعتبار سے کوئی ری ایکشن اپنے خلاف پیدا کیا جائے اس سے بہتر ہے کہ آپ ۵۶۔۵۷ ملکوں کے حکمرانوں کو اپنے پروگرام کا ایک حصہ بنائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اگر اس ملک کے کمانڈر ان چیف مل جائیں تو یہ سونے پر سہاگہ ہے پھر وہ اہداف زیادہ آسانی سے حاصل ہو جائیں گے اور آجکل یہی کچھ ہو رہا ہے۔

خطاب

حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب

علماء امن کونسل لاہور

تعارف

جمعیۃ طلباء اسلام کے سابق متحرک کارکن، سابق مشیر گورنر پنجاب، کالم نگار، صحافی اور پاکستان علماء کونسل کے چیئر مین، وفاق المساجد پاکستان (رجسٹرڈ) کے صدر...... (س)

مرد قلندر کا اعلان حق

دارالعلوم حقانیہ مجاہدین کا مضبوط قلعہ

جہاں پر سب کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں ہم نے اس مرد قلندر (مولانا سمیع الحق) کی زبان چلتی دیکھی ہے، جہاں لوگوں کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں ہم نے اس کے قلم کو چلتے ہوئے دیکھا، جہاں جا کر حق کا کہنا سلب ہو جاتا ہے ہم نے اس مرد قلندر کو حق کا اعلان کرتے ہوئے دیکھا اور یہ جو سب کچھ آج چھپا ہے یہ بہت عرصے پہلے سے چھپا جا رہا ہے یہ تو اب کی بات ہے مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب روس نے افغانستان میں مجاہدین کے مورچوں پر نقشہ میں سرخ نشانات لگوائے تھے تو اسی نقشہ میں پاکستان میں ایک مورچہ پر بھی نشان تھا وہ مورچہ تھا دارالعلوم حقانیہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب روسی استعمار افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ لڑ رہا تھا تو وہ یہی سوچتا تھا کہ ان مجاہدین کو ختم کرنے کیلئے ان کی نرسری کو ختم کرنا ہوگا جہاں سے وہ نکل رہے ہیں اور ابھی ابھی ماضی قریب کی بات ہے کہ جب سب لوگ ہر طرف سے دعوے کر رہے تھے کہ طالبان ہمارے ہیں اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب اپنے اور بیگانے اس کوشش میں مبتلا ہو گئے کہ نہیں ہمارا طالبان کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔

خطاب

سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب

تعارف

پروفیسر ساجد میر صاحب امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان، قومی وملی کاموں، ملی یکجہتی کونسل دفاع افغانستان کونسل وغیرہ میں برابر کے شریک کار رہے۔ سینیٹ میں بھی طویل رفاقت اور مشاورت حاصل رہی مگر کونسل کے ملبہ پر بنائے جانے والی ایم ایم اے (متحدہ مجلس عمل) کے توڑ پھوڑ اور اسے ہائی جیک کرنے والے لوگوں سے بچانے میں مثبت اور غیر جانبدارانہ کردار ادا نہ کر سکے جس کی ان سے بڑی توقع تھی۔ ان کیلئے مسلم لیگ (ن) کا حصہ بننا اور ایک الگ دینی جماعت کو سنبھالے رکھنا بھی دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والی بات بنی رہی اسی وجہ سے وہ اہل حدیث کے کئی اہم گروپس کو اپنے قریب نہ لا سکے۔

مسلمان
عالم کفر کے حواریوں کے ظلم کا شکار

۱۱ر ستمبر کے بعد امریکہ کا غیر منصفانہ ردعمل

انسانی سوچ اور خیالات کا تانا بانا آپس میں جڑا ہوتا ہے اور تلاطم خیز خیالات اسے کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں، یہاں ایمبیسڈر ہال کے سٹیج پر بیٹھے ہوئے آج سے ۳۳ برس قبل کا ایک منظر سامنے آیا جب اسی ہال میں قائد جمہوریت بابائے جمہوریت جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب اللہ ان کی مغفرت فرمائے، مئی جون ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کے حالات پر گفتگو کر رہے تھے اس وقت اپنی عادت کے مطابق انہوں نے ایک خوبصورت شعر سنایا جس کا اطلاق اس وقت تو پاکستان کے حالات پر ہوتا تھا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ وہ پورے عالم اسلام پر چسپاں ہوتا ہے......

ع ایک گھٹا سی چھائی ہوئی ہے جو نہ کھلتی ہے نہ برستی ہے

مسلمانان عالم آج کل امریکہ اور اس کے حواریوں کے جس دہشت گردی کا شکار ہیں اس پر ہر حساس مسلمان کا دل زخمی ہے، وہ بغض عداوت جو صلیبی جنگوں اور دوسرے بہت سے حوالوں سے عیسائیوں اور یہودیوں کو مسلمانوں سے تھی اسلام سے اور

نبی محترم ﷺ سے تھی اس کے اظہار کا موقع انہیں ۹/۱۱ کے واقعات سے مل گیا، بغض و عداوت تو پہلے سے تھی اب ایک بہانہ مل گیا۔ اس موقع پر ۹/۱۱ اور اسکے بعد امریکہ کا غیر منصفانہ و غیر ذمہ دارانہ ردعمل ہوا، ان واقعات پر بغیر کسی ثبوت کے وہ افغانستان پر چڑھ دوڑا اور پھر عراق پر اور پھر اپنے آئندہ کے ٹارگٹ اس نے متعین کیئے۔

آج کے حکمران مرزا غلام احمد قادیانی کے نقش قدم پر

امریکی ظلم تو اپنی جگہ پر لیکن افسوس اس پر کہ عالم اسلام پر پاکستان سمیت ایسے حکمران مسلط ہیں جو اس ظلم کے خلاف تھوڑا بہت کہنے کی بجائے قوم کو اور مایوس کر رہے ہیں اور انہیں شکست خوردہ بنا رہے ہیں، اس شکست خوردگی کو وہ ایمان اور ذہنوں میں اتارنے پر تلے ہوئے ہیں، ان کے اندر احساس جرم پیدا کر رہے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے غلط نہیں ہو رہا بلکہ تم اس کے مستحق ہو، اس لئے کہ تم روشن خیال نہیں ہو، تم پرانے زمانے کے لوگ ہو ٹیکنالوجی تمہارے پاس نہیں عقل تمہارے پاس نہیں، سور سو تمہارے پاس نہیں، اعتدال پسندی سے تم عاری اور محروم ہو تو پھر تمہارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ نہ ہو تو اور کیا ہو، حکمرانوں کی سوچ ہے جو دانستہ یا نادانستہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے ذہن میں موجود ہے اور وہ اسے لوگوں کے ذہنوں میں اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان حالات سے بچنے کے دو نسخے ہیں، انتہا پسندی نہ ہو اور جہاد سے کنارہ کشی کی جائے، کل یہ خدمت مرزا غلام احمد نے برطانیہ کے لئے انجام دی تھی، آج یہ خدمت حکمران امریکہ کے لئے انجام دے رہے ہیں......

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کیلئے اب حرام ہے جنگ و قتال

حکومتوں اور فوج کی فرائض سے کنارہ کشی اور پرائیویٹائز جہاد کا سہارا

یہ ہے وہ سوچ جوان کی طرف سے آرہی ہے یہاں میں واضح کرنا چاہوں گا کہ جب میں جہاد کہتا ہوں تو اس سے مراد صرف اور صرف پرائیویٹائز جہاد نہیں جو حکومتیں اور فوجیں اپنے فرائض سے کنارہ کشی اختیار کرکے کچھ تنظیموں کو آگے کرکے کہتے ہیں کہ جاؤ! تم یہ کام کرو یہ نہیں وہ اپنا فرض بھی ادا کرے اور پہچانے کہ اولاً اور بنیادی طور پر اور اصلاً یہ فرض تو ان کا ہے جنہوں نے ٹریننگ حاصل کی ہے اور جو قوم کا پیسہ اس لئے کھاتے ہیں، کہ وہ موقع پر اس کا دفاع کرے، وہ تو اپنے ملک کا دفاع کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں عالم اسلام تو بڑی دور کی بات ہے، وہ تو اپنے من کا دفاع کرے انکا سارا غصہ اور سارا جہاد اپنوں کیلئے ہے، وانا کے قبائلیوں کیلئے اپوزیشن کیلئے ہے سیاستدانوں کیلئے ہے اغیار کیلئے نہیں ہے اپنوں کیلئے شیر اور جب حقیقی دشمن کا مقابلہ ہو تو پھر یہ حال ہوتا ہے کہ اباؤٹ ٹرن یا یوٹرن کی عادت سیکھی ہے، اقتدار سنبھالنے کے بعد جب زمینی حقائق بقول ان کے ان پر روشن ہوئے تو پھر انہوں نے یہ عادت اختیار کی لیکن اب وہ چیزیں سامنے آرہی ہیں جو کتابیں اور حقائق سامنے آرہے ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عادت پرانی ہے۔

معذرت خواہانہ انداز سے بالاتر: آئینہ دکھانے اور مایوسی دور کرنے والی کتاب

کبھی کبھی میرے خیال میں مولانا سمیع الحق صاحب بھی نواز شریف صاحب کو اس حوالہ سے یاد کرتے ہوں گے اسوقت ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو کہ اپالوجیٹک نہ ہو اور ایسی کتابوں اور ایسی فکر دینے والے بڑے لوگوں کی جو کہ قوم میں خود اعتمادی پیدا کرے اور مایوسی پیدا نہ کرے، اپالوجیٹک اور معذرت خواہانہ انداز ان کا نہ ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب جس کی تقریب رونمائی کے لئے ہم آج جمع ہوئے ہیں میں نے

کتاب دیکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا انداز معذرت خواہانہ نہیں ہے اور سہما ہوا نہیں ہے، معافی مانگنے والا نہیں ہے، کہ یہاں ہمارے اندر یہ قصور ہیں، ہم ہیں ہی اس قابل اگر آپ نے ہم پر کچھ زیادتی کی ہے تو ہم اس کے لائق ہیں یہ انداز نہیں ہے۔اس کے اندر خود اعتمادی پیدا کی گئی ہے اس کے اندر ایک اعتماد پایا جاتا ہے اس کے اندر دلائل ہیں، اس کے اندر وزن ہے اس کے اندر اپنی تاریخ کا جائزہ بھی ہے اپنی کمزوریوں کوتاہیوں کا تذکرہ بھی آجاتا ہے، لیکن دشمنوں اور اغیار کو آئینہ بھی دکھایا گیا ہے کہ آپ ہمیں دہشتگرد کہہ رہے ہیں، دہشت گرد تو آپ ہیں آپ نے دہشتگردی کہاں نہیں کی؟ شبرغان میں، افغانستان کے ان کنٹینرز میں جن کو آپ نے زندہ انسانوں سے بھرا اور دشت لیلیٰ میں اور فلوجہ و کربلا میں اور ابوغریب میں کہاں کہاں آپ نے دہشتگردی نہیں کی، اصل دہشت گرد تو آپ ہیں، یہ تو آئینہ دکھانے والی کتاب ہے، غیروں کو اور اپنوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور مایوسی دور کرنے والی کتاب ہے۔

عالم اسلام کے مایوسیوں کا سبب ہمارے حکمران

اس وقت سارے مسلمان ملکوں کے حکمران (الا ماشاء اللہ الا ماشاء اللہ) بھی شاید میں نے یہ بھی رسماً کہا ہے تو وہ اپنے رویوں سے مزید مایوسی پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہیں، ہمارے ہاں صورتحال یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ ہے، اس میں شریک بھی ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں کہ دہشتگردی کے جو عوامل ہیں جن کے ردعمل میں وہ پیدا ہوتی ہے امریکہ اس کی طرف توجہ نہیں دے رہا ہے وہ اب بھی حیران و پریشان ہے کہ یہ لوگ آخر مجھ سے نفرت کیوں کرتے ہیں، لوگ ہماری جمہوریت کو، ہمارے اقدار کو، ہماری انسانیت کی خدمت کو اور ہمارے نعروں کو پسند کیوں نہیں کرتے؟ تو کیا ہم آپ کے نعروں اور باتوں کو دیکھیں یا آپ کے عمل کو دیکھیں۔

امریکہ اور اس کے حواریوں کی مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی

عمل کا جہاں تک تعلق ہے اس کا آئینہ اگر آپ نے دیکھنا ہو تو اس کے لئے اس کتاب کو دیکھیں آپ کو پتہ چل جائے گا، کہ اصل کیا ہے؟ تو جب تک مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی اس دنیا میں ختم نہیں ہوگی، جس کے سب سے بڑے ذمہ دار امریکہ اور اس کے حواری ہیں جب تک ناانصافی فلسطین کے اندر، کشمیر کے اندر، چیچنیا کے اندر ختم نہیں ہوتی اسوقت تک اس کا کچھ نہ کچھ ردعمل تو ہوگا اب ہو گیا رہا ہے، بہت زیادہ اور بہت بڑے پیمانہ پر دہشتگردی فلسطین میں چیچنیا میں کشمیر میں ہر جگہ امریکہ کرتا ہے، اسکے ساتھ اور حواری کرتے ہیں اور جب اس کا کہیں معمولی سا ردعمل ہوتا ہے، کچھ بچے، کچھ نوجوان غیرت سے مغلوب ہو کر معمولی ردعمل دکھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہیں دہشت گرد اور ہم نے جو کچھ کیا وہ سب صحیح اور ٹھیک ہے یہ وہ ناانصافی اور ظلم ہے جو ہو رہا ہے اور اس طرح دوسری سطح پر درس ہے، اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا لیکن اعتدال اور روشن خیالی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک یہاں جمہوری اقدار کی بالادستی نہیں۔

خطاب

پیر اعجاز ہاشمی صاحب

جمعیۃ علماء پاکستان لاہور

تعارف

جمعیۃ علماء پاکستان نورانی گروپ کے مرکزی رہنما،

تہذیبی جنگ اور تصادم کا شور

ہمارے حکمران امریکہ کے نقش قدم پر

آج کا موضوع مولانا صاحب کی کتاب "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام" یہ حقیقت بھی ہے اور اسے عوام الناس اور خصوصا اسلامی دنیا کے تمام عوام اس کو حقیقت مسلمہ مانتی ہے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے اور پورے عالم اسلام کے حکمران اس واقعہ کو اس طرح نہیں سمجھتے ہیں بلکہ وہ وہی بات کرتے ہیں جو امریکہ کہتا ہے، یعنی وہ ان کو دہشت گرد کہتا ہے جنہیں امریکہ دہشتگرد کہتا ہے میں نے کتاب تو پڑھی نہیں لیکن اس کا عنوان واضح مسلم حقیقت ہے اور اسے حکمرانوں اور مسلمانوں کو سمجھنا بھی چاہیے کہ دہشتگرد کون ہے؟

مغربی میڈیا میں تہذیبی جنگ کا شعور

حضرات! جہاں تک میں سمجھتا ہوں تو امریکہ کے دامن میں ۵۴ ریاستوں کو اسلیئے جمع کر کے رکھا گیا، پہلے انہیں چالیس سال تک کمیونزم سے ڈرایا گیا اور اسی خوف میں مبتلا رکھتے ہوئے کمیونزم کیخلاف مسلم دنیا کو استعمال کیا گیا خصوصاً پاکستان کو روس

کے مدمقابل اور پھر جب اسے گرا دیا گیا اور پھر مغرب و امریکہ کے میڈیا نے تہذیبی جنگ کا شور مچانا شروع کردیا، یہ انکا فلسفہ ہے کہ قوم کوکسی محاذ پر اکٹھا رکھنے کیلئے کوئی نہ کوئی ڈرامہ رچاتے ہیں، آپ نے دیکھا روس کوختم کرنے کیلئے انہوں نے مسلمانوں کو استعمال کیااور انہیں مجاہد اسلام، مجاہد اول کے القابات دیتا رہا اور اسی بن لادن کو وائٹ ہاؤس میں مجاہداعظم قرار دیا گیا، لیکن جب روس اور کمیونزم مات کھا گیا اور کمیونزم نے تو ختم ہونا ہی تھا تو اسی مجاہداعظم کوسب سے بڑا دہشتگرد قرار دے دیا گیا۔

خطاب

جناب عبدالقادر حسن صاحب

تعارف

روزنامہ ایکسپریس سے وابستہ لاہور کے مشہور معروف صحافی کالم نگار

مغرب کے سوالات کے جوابات

مسلمانوں کیلئے پولیٹیکل سائنس کی ایک جدید ترین کتاب طالبان کی حکومت اس مکتب کی کرامت جسے مولانا سمیع الحق چلا رہے ہیں

پولیٹیکل سائنس کی جدید کتاب

۹/۱۱ کے بعد مسلمان دنیا پر امریکہ کی جانب سے جو عذاب نازل ہوا اور اس کی جارحیت کا سامنا کرنا پڑا اور اس سے جو سوالات خود مسلمانوں کے ذہنوں میں بھی پیدا ہوئے ان سوالات کو سامنے رکھ کر مخالفوں کے شکوک وسوالات کو سامنے رکھ کر مولانا نے مسلمانوں کے لئے پولیٹیکل سائنس کی ایک جدید ترین کتاب مرتب کی ہے اور اس کتاب کو ریفرنس کی کتاب کے طور پر رکھا جائے گا اور ان کی اپنی شخصیت جو ہے اور ان کے مدرسہ کا جو مقام ہے اور جس طرح سادگی اور نادانی کے ساتھ انہوں نے اپنے ہاں حکمرانوں کو پیدا کیا جنہیں ہم طالبان کہتے ہیں۔

امریکہ نے افغانستان کو میدان جنگ کیوں بنایا؟

یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے، میرے خیال میں عراق میں تو تیل تھا لیکن

افغانستان تو ایک اجڑا ہوا، برباد ملک تھا، امریکہ کو اس سے کچھ نہیں مل سکتا تھا لیکن اس نے آغاز اسی اجڑے ہوئے ملک سے کیا اور مزید برباد کیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یہاں طالبان مذہبی قسم کی حکومت کی بنیاد رکھ رہے تھے اور مغربی تہذیب جو کہ مغربی دنیا کے خیال میں پتھر تہذیب سے اس کا مقابلہ کر رہے تھے یہ مغرب کے لئے قابل برداشت نہ تھا اگر طالبان اسی طرح چلتے رہتے اور وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق ایک مستحکم حکومت بنانے میں کامیاب ہو جاتے تو یہ مغربی تہذیب کی سب سے بڑی شکست تھی اور یہی شکست ان کیلئے ناقابل برداشت ہے اسلیئے انہوں نے سب سے پہلے طالبان کو ختم کیا اور بہانہ ایک فرضی تنظیم القاعدہ کا بنایا اور ان کو پھر دہشت گرد قرار دیکر ختم کروایا گیا، لیکن طالبان ان کا جذبہ، ان کے عقائد و نظریات اور ان کی تعلیمات کو کسی صورت نہیں ختم کیا جاسکتا۔

طالبان حکومت کے اہم کارنامے

یہ درست ہے کہ طالبان نے بعض پہلوؤں میں انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا جو خود اسلام کے مطابق بھی صحیح نہ تھا اور ۱۴۔۱۵ سو سالہ دور میں جو دنیا بدلی اسے ان کو ذہن میں رکھنا تھا، سو اسی کو بعد میں دنیا نے دلیل بنا کر لیا اور دقیانوس و پسماندہ اور نہ معلوم کیا کیا کچھ کہہ دیا ورنہ طالبان نے ایک ایسی قوم سے ہتھیار اٹھا لئے جسکے بغیر کوئی افغان اپنی شخصیت کا تصور نہیں کر سکتا تھا اور انکے رزق کا واحد ذریعہ افیون کی کاشت کو ختم کر دیا، یہ انتظامی معاملات نہیں تھے بلکہ معجزے تھے، کوئی اور کر کے دکھاتا تو صحیح اور نہ پھر یہ کبھی ہو سکے گا۔

طالبان کی سادہ زندگی

حکومت ایسی کہ زمین پر بیٹھ کر اقتدار و حکمرانی کا آغاز کیا اور اسی زمین پر

بیٹھے رہے ایک مسافر کو یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ ملا عمر کون سا ہے کیونکہ وہ سب ایک گول دائرے میں زمین پر بیٹھے ہوتے، ننگے پاؤں سے ہیلی کاپٹر چلاتے اور سائیکل پر سوار ہو کر اغواء شدہ جہازوں کی حفاظت کی اور ایمانی قوت کے ساتھ زندگی بسر کی، نہایت معمولی لباس اور نہایت معمولی کھانا پینا یہ فیضان جو تھا یہ اس مکتب کی کرامت تھی جس کا انتظام آج کل مولانا سمیع الحق کے پاس ہے، اللہ مولانا کو سلامت رکھے اور انہیں والد عظیم کے مقاصد کو آگے لے جانے کی توفیق سے نوازے۔

خطاب

سینیٹر کامل علی آغا

تعارف

مسلم لیگ (ق) کے رہنما، چیئر پرسن برائے اطلاعات سینیٹ

کلمہ حق کی اشاعت میں جامعہ حقانیہ کا کردار

جامعہ حقانیہ سے امید کی کرن

جہاں تک اس کتاب ”صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام“ کا تعلق ہے تو یہ وہ موضوع ہے جس پر اب بھی بہت کچھ لکھا جانا ضروری ہے میں سمجھتا ہوں کہ کلمہ حق کی جو اشاعت ہے جتنی شدت اور شد و مد کیساتھ محترم مولانا سمیع الحق صاحب کے مدرسہ حقانیہ سے جاری ہے، امید کی جاسکتی ہے کہ ان شاء اللہ پاکستان کے بنانے کے جو مقاصد تھے ان کا حصول یقیناً ممکن ہو رہے گا میں نے ان کا مدرسہ دیکھا ہے، بندہ حیران رہ جاتا ہے کہ یہ لوگ اسے کس طرح چلا رہے ہیں، ہم دین کے سلسلہ میں اور اسی طرح اس موضوع کے حوالہ سے مولانا سمیع الحق صاحب کو مانتے ہیں۔

خطاب
جناب سینیٹر محمد علی درانی صاحب

تعارف

سابق وفاقی وزیر اطلاعات، مسلم لیگ ق کے مرکزی رہنما، جنوبی پنجاب کی سیاست میں ایک اہم نام

مستقبل کے مؤرخ کے لئے رہنما کتاب

سپر پاور کی حمایت مفادات کیلئے ہوتی ہے مقابلہ اتحاد پر مبنی قوت سے ممکن ہے

مولانا عبدالحق صاحب کی صحبتوں کا اثر

میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' پر مبارکباد پیش کرتا ہوں مولانا صاحب نے یقیناً اس کتاب کی شکل میں ایک تاریخ رقم کی ہے، اس پر لوگ اعتراض بھی کریں گے اس کے مثبت پہلوؤں پر بھی اعتراض ہوسکتے ہیں لیکن بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ جب مستقبل کا مؤرخ اس زمانے کی تاریخ لکھے گا تو یہ کتاب یقیناً اس کی مدد کرے گی میں جب ۸۰ء کی دہائی کے آخر میں پشاور یونیورسٹی میں تعلیم کے لئے گیا تھا تو اس علاقے میں جو ایک نام انتہائی عزت و تعظیم کے ساتھ لیا جاتا تھا وہ حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کا تھا اور ان کا اثر اور ان کی نسبت سے جو عزت اللہ تعالیٰ نے مولانا سمیع الحق صاحب کو دی تو یہ ان کے بزرگوں کی محبت ان کی اسلام سے محبت اور اسلام کے لئے قربانی اور عام آدمی کو اسلام سے روشناس کرنے کی جستجو تھی اس کی بدولت اور اس کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے وہ عزت آج مولانا کو بھی دی ہے۔

افغان مجاہدین کے اتحاد کے لئے مولانا سمیع الحق کے ساعی

جہاں تک افغانستان کے جہاد کا تعلق ہے تو میں نے ابتدائی دور میں اسے انتہائی قریب سے دیکھا ہے اور مجھے وہ زمانہ یاد ہے کہ جب مولانا اور ان کے ساتھی پوری کوشش کرتے تھے کہ تمام افغان قیادت جو اس وقت روس کی دہشت گردی کے خلاف افغانستان میں جدوجہد کر رہی تھی وہ متحد ہو کر ایک امیر کے تحت اسلام کے نقطہ نظر کے مطابق جہاد کر سکے اور اس کے لئے انہیں بار بار کبھی خانہ کعبہ میں لے جایا جاتا تھا اور کبھی سعودی عرب کی مختلف مجلسوں میں لے جا کر اس بات کی کوشش کی جاتی تھی کہ افغانستان میں تمام جہاد کرنے والی قوتیں باہم متحد ہو کر اسلام کے نظریہ کے مطابق ایک امیر کے تحت جہاد کریں لیکن اس میں انہیں اس وقت کامیابی حاصل نہ ہوسکی اسوقت اسلام کی جو بڑی بڑی بزرگ شخصیات تھیں انہیں بھی یہ کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور اسی ناکامی کے نتیجہ میں ہم نے دیکھا کہ جب افغانستان سے روس نکل گیا تو اس کے بعد وہاں اسلام کے لئے لڑنے والوں کی حکومت کے بجائے خانہ جنگی کا ماحول پایا گیا اور حقیقت میں جہاد کا وہ تصور جس کے تحت جہاد کو اسلامی سلطنت کے تحت ہونا چاہیے اس کے بجائے جب وہ افراد کے تحت چلتا رہا اور علماء وقت کی کوششوں کے باوجود اس وقت کی قیادت اسے نہ سمجھ سکی تو اس کے نتیجہ میں ہمیں وہ مشکل دور دیکھنا پڑا جو آج تک افغانستان پر ختم نہیں ہو رہا ہے۔

آج اسلام کی روح کو سمجھنے کی ضرورت

میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ ہم اسلام کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے اسلام کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے آج کے لئے اسلام کی ضرورت سمجھتے ہوئے اسلام کی روح کو سمجھیں کاش! کہ مسلمانوں نے بادشاہتوں کی

بجائے اپنے محلات کے بجائے اسلام پر چلنے والے مسلمانوں کا خیال رکھا ہوتا، انہوں نے محلات کے بجائے یونیورسٹیاں تعمیر کی ہوتیں کاش! کہ ذاتی مفادات کی بجائے انہوں نے ملت اسلامیہ کی فکر کی ہوتی تو آج پوری ملت اسلامیہ اس جہالت کے اندھیرے میں نہ ہوتی، آج امریکہ کی حقیقی طاقت کا راز ان کی ٹیکنالوجی میں ہے جس کی بدولت آج وہ پوری دنیا میں دہشت گردی کے مرتکب ہورہے ہیں اور طاقت و دہشت گردی جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کا نشانہ پھر یقینی طور پر مظلوم بنتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف سازشیں

آج مسلمانوں کو مظلوم بنا کر رکھنے کے ذمہ دار یقیناً مسلمانوں کے وہ حکمران ہیں جنھوں نے ان کو علم سے روشناس نہیں کیا، وہ حکمران ہیں جنھوں نے اسلام پر چلنے والوں کو آپس میں متحد نہیں کیا اور وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے آج اسلام کے پیروکار تقسیم در تقسیم کا شکار ہوتے جارہے ہیں اور اسلام دشمن عناصر اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں جن کا اظہار مولانا صاحب نے اپنی کتاب میں کر رکھا ہے، کہ کوئی ایسی سازش نہیں ہے جو آج مسلمانوں کے خلاف نہ کی جارہی ہو۔

سازشوں کا مقابلہ کس طرح کیا جانا چاہیے؟

میرے خیال میں ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کا حقیقی طریقہ یہی ہے کہ ہم آپس میں اتحاد پیدا کرتے ہوئے اپنے اندر وہ طاقت پیدا کرتے ہوئے جو کہ اتحاد کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے، مسلم امہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرتے ہوئے اس دنیا میں حقیقی ترقی پر گامزن ہوسکے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جب روس کے مقابلہ میں افغانستان کے اندر مسلمان جدوجہد کررہے تھے اس وقت گو کہ امریکہ اور ریگن پوری قوت کے ساتھ ان کی پشت پر کھڑے ہوئے تھے

کل کے مجاہد آج دہشت گرد کیوں؟

اور روس کے خلاف جنگ میں ان دینی لوگوں کو جہادی کہا جاتا تھا ان لوگوں کو مجاہدین کہا جاتا تھا اور آج انہیں لوگوں کو دہشت گرد کے نام سے پکارا جاتا ہے، تو اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ سپر پاور جو ہوتے ہیں ان کی حمایت اپنے مفادات کی روشنی میں ہوتی ہے کسی نظریہ اور مقصد کے لئے نہیں ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی میں اجازت لیتا ہوں اور مولانا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری رہنمائی کے لئے یہ کتاب لکھی ہے، میری دعا ہے کہ اللہ ہمیں باہم تقسیم ہونے کے بجائے باہم متحد ہونے کی توفیق دے۔

خطاب

جناب مجیب الرحمان شامی صاحب

تعارف

معروف صحافی، کالم نگار، تجزیہ کار، روزنامہ پاکستان کے بانی و مدیر

جامعہ حقانیہ مغربی قوتوں کی نظر میں

مغربی میڈیا کے سوالات اور مولانا سمیع الحق کے جوابات

یہ عجیب بات ہے کہ مولانا سمیع الحق پر مغربی میڈیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور مغربی میڈیا کے اہلکاروں نے جس ذوق وشوق سے ان کا تعاقب کیا کسی دوسرے عالم دین کے حصے میں یہ سعادت نہیں آئی اور مولانا صاحب نے مختلف چینلوں اور اخبارات کو جو انٹرویوز دیئے ہیں وہ اب یکجا ہوکر سامنے آگئے ہیں ان کی اہمیت بھی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم ہیں حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین اور اس مدرسہ کی اہمیت جہادی طاقتوں کی نظر میں اور مغربی طاقتوں کی نظروں میں وہی ہے جو کہ ہمارے مغرب زدہ لوگوں کے نظر میں آکسفورڈ اور کیمبرج کی ہے تو اہل مغرب کو پوری دنیا میں یہ بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس مدرسہ میں کیا جادو ہے کیا پڑھایا جاتا ہے کہ پوری دنیا کے دور دراز علاقوں اور عالم اسلام سے نوجوان یہاں آتے ہیں اور دین پر مرنے مرمٹنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں......

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

تو یہ نقطہ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس لئے وہ دوڑ دوڑ کر دارالعلوم حقانیہ کی

طرف آتے تھے، مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ ملتے تھے، ان پر جرح کرتے، سوالات کرتے اور جو بات انہیں سمجھ میں نہیں آتی تھی اسے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے اور جو بات ان کو سمجھائی جاتی تھی پھر بھی ان کو سمجھ نہیں آتی تھی، وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان بوسیدہ عمارات میں چٹائیوں پر سونے والے اور روکھی سوکھی کھانے والوں نے دنیا کی تقدیر کیسے بدلی اور دنیا کا نقشہ کیسا بدلہ، بہرحال مولانا سمیع الحق صاحب کئی حوالوں سے احترام کے مستحق ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی شخصیت غلام مصطفیٰ کھر کی نظر میں

بہرحال مولانا عبدالحق صاحب جنہوں نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی، ان انٹرویوز سے ان کا تعارف بھی ہورہا ہے ان کے مدرسہ اور مشن کا بھی تعارف ہورہا ہے، کتاب میں مولانا دلائل بھی فراہم کررہے ہیں، طالبان کا دفاع بھی کررہے ہیں اور اہل مغرب سے سوال بھی کررہے ہیں، ہمارے گورنر تھے پنجاب کے ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب ایک جلسہ میں گفتگو کرتے ہوئے جہاں میں بھی موجود تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت لوگ دیکھے ہیں گورنر کے طور پر بھی وزیر کے طور پر بھی بھٹو صاحب کے ساتھ رہتے ہوئے بھی مگر میں نے ایک شخص ایسا دیکھا ہے کہ ویسا شخص پھر میں نے زندگی میں نہیں دیکھا تو بڑا تعجب ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ مولانا عبدالحق جیسا شخص میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا اور بھٹو صاحب نے بھی یہی دیکھا اور اس کی تفصیل جو انہوں نے بیان کی کہ بھٹو صاحب سے وہ ملاقات کے لئے آئے اور ان سے کوئی گزارش کی، کوئی معاملہ تھا، سو ان سے گفتگو کی اور جب واپس ہونے لگے تو ایک بریف کیس جو نوٹوں سے بھرا ہوا تھا، مولانا صاحب کو یہ پتہ نہیں تھا کہ اسمیں کیا ہے، بھٹو صاحب نے کہا کہ مولانا یہ آپ کے لئے ہے اسے ساتھ لے جائیں تو انہوں نے کہا کہ بھلا اس میں ہے کیا؟ تو انہوں (بھٹو) نے کہا کہ

یہ دارالعلوم کے لئے ہدیہ ہے اور وہاں جو غریب طلباء پڑھتے ہیں ان کے کام آجائیں گے، پھر انہوں نے پوچھا کہ ہے کیا؟ پھر انہوں نے کھول کر دیکھا تو وہ بریف کیس نوٹوں سے بھرا تھا مولانا عبدالحق صاحب نے یہ بریف کیس اٹھا کر دور پھینک دیا اور کہا کہ مجھے آپ ذلیل کرانا چاہتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی،

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے خصوصیات اور سادہ زندگی

خود مولانا سمیع الحق یہ بتاتے ہیں کہ ہمارا گھر کچا تھا اور تنور اس کے اندر تھا اور ان کی والدہ مدرسے کے طالبعلموں اور استاذوں کی روٹیاں وہاں تنور میں لگایا کرتی تھیں ان کے گھر میں تنور میں ایندھن ڈالنے کے لئے جب کیکر لایا جاتا تو جگہ جگہ اس کے کانٹے بکھر جاتے تھے اور کانٹے بکھرتے تھے تو یہ بچوں کے پاؤں میں چبھ جاتے تھے مولانا سمیع الحق کے پاؤں میں اور دوسرے بچوں کے پاؤں میں چبھتے تھے مولانا عبدالحق سے یہ بات کرنے کی جرأت نہیں تھی کہ اس تنور کا کچھ اور انتظام کیا جائے تو یہ بات مولانا عبدالحق کو اس کے بہنوئی کے ذریعے موقع پا کر کہلوائی گئی کہ سمیع الحق کی والدہ کو تکلیف ہے بچوں کو کانٹے چبھتے ہیں، صحن نہیں ہے اس تنور کو باہر کیا جائے کہ اس طرح بچوں کی تکلیف رفع ہو جائے گی۔ شیخ الحدیثؒ نے سنا اور فرمایا کہ میاں صاحب! گھر میں دو عورتیں (خادمات) روٹی پکانے کیلئے موجود ہیں اور ہر ایک کو مہینے کے سات سات روپے ملتے ہیں تو دو عورتوں کے ۱۴ روپے ہوئے، اب اگر میں تنور کیلئے مکان کرایہ پر لوں تو کم از کم مکان کا کرایہ ۲۰ روپے ہوگا اور ساٹھ روپے روٹی پکانے والا بھی لے گا۔ یہ سب ملا کے اسی، نوے روپے ہوئے اب جو کام ۱۴ روپے میں ہوتا ہے گھر میں آسانی سے تو کیا ضرورت ہے ۹۰/۸۰ روپے مدرسہ کے خرچ کرنے کی، یہ تو خدائی کام ہے اس میں گزارا کرنا چاہیے اور جو بچوں کے پاؤں میں کانٹے چبھتے ہیں تو اس کا صلہ اللہ تعالیٰ بچوں کو دے گا انشاء اللہ۔

خطاب

جناب اکرام اللہ شاہد صاحب

تعارف

مولانا مدرار اللہ مدرار نقشبندی کے فرزند، سابق ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی کے پی کے، جمعیۃ علماء اسلام (س) کے اہم رہنما

دہشت گردی کا سرغنہ امریکہ نہ کہ مسلمان

آغاز سخن

مجھے اس وقت علامہ اقبال کا ایک شعر یاد آرہا ہے اور یہ شعر شاید اس کتاب کا خلاصہ ہوگا......

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

مولانا سمیع الحق امت مسلمہ کا ترجمان

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ۱۹۹۸ء سے تا حال دار العلوم حقانیہ میں مغربی میڈیا کے صحافی حضرات کو جو انٹرویوز دیئے ہیں ان انٹرویوز میں آپ نے عالم اسلام اور ملت مسلمہ کی مکمل ترجمانی کی ہے آپ نے ببانگ دہل اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس وقت امت مسلمہ اور پوری دنیا میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس کا سرغنہ بانی اور سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے اس کی وجہ سے امت مسلمہ کے امن وسکون کا بیڑا غرق ہوا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی میڈیا نے اسلام کو برے ناموں اور برے انداز سے پیش کر دیا ہے۔

جہاد اور مغربی دہشت گردی میں فرق

اسلام تو امن و آشتی کا دین ہے، اسلام باہمی اخوت ومحبت کا درس دیتا ہے اسلام اور مسلمان کبھی بھی دہشت گرد نہیں ہوسکتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے جب بھی کسی معرکہ کیلئے صحابہ کرام کو بھیجا تو یہ ہدایات بھی دیئے کہ وہ کسی بوڑھے دشمن پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے بچوں کے ساتھ تعارض نہیں کریں گے کسی سرسبز درخت کو نہ کاٹیں گے، نہ کسی کی فصل و کھیت کو تخت و تاراج کریں گے لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ ۱۱ ستمبر کے بعد دہشت گردی کے نام پر تمام انسانی اقدار و روایات پس پشت ڈال دیئے افسوس! جس دہشت گردی کے نام پر جو یہ سب کچھ روا رکھا جارہا ہے اس کا آج تک کسی فورم پر فیصلہ نہ ہوسکا کہ دہشت گردی کیا ہے؟ اور دہشت گرد کی تعریف کیا ہے؟ تو یہ ہے مغربی میڈیا کا اثر ہے کہ اس نے پوری دنیا کو گھناؤنی شکل میں پیش کیا ہے، حالانکہ جب ایک جاسوس صحافی عورت کو وہاں پر پکڑا گیا تھا اور بعد میں اسے رہا کرتے ہوئے طورخم بارڈر پر چھوڑ دیا گیا تو اس نے ایک انگریزی میڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ظالمو! تم طالبان کو دہشت گرد قرار دے رہے ہو، وہ تو میرے بھائی تھے انہوں نے مجھے بہن، بیٹی اور ماں کا درجہ دے رکھا تھا، اسی سے متاثر ہو کر بعد میں اس نے اسلام قبول کیا۔

میرے دورہ برطانیہ کے دوران اس نے اخبار میں بیان دیا تھا کہ شکر ہے کہ میں طالبان کے جیل میں قید تھی اور عراق کے ابوغریب جیل میں نہ تھی، یہاں پر بڑے بڑے دانشور اور علماء کرام حضرات بیٹھے ہیں میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کی کتاب پر تبصرہ اور اظہار خیال کرسکوں۔

تقریب رونمائی (۳) کراچی

عالم اسلام
صلیبی دہشت گردی کے نرغہ میں

کراچی کی تقریب رونمائی کے خطبات

۲۷/اگست ۲۰۰۴ء

اسلام آباد او رلاہور میں مولانا سمیع الحق صاحب کی معرکۃ الاراء نئی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی اسلام آباد، لاہور کی رپورٹیں اور خطبات پچھلے صفحات میں شامل کیئے جاچکے ہیں، ۲۷ اگست ۲۰۰۴ء کو کراچی کے آواری ہوٹل میں رونمائی کی تقریب کی رپورٹ شائع کی جارہی ہے کراچی کے چیدہ ممتاز علماء سیاستدانوں ممبران پارلیمنٹ، ممتاز صحافیوں اور کالم نگاروں نے اظہار خیال کیا جس کے چیدہ چیدہ حصے اور اقتباسات شامل کیئے جارہے ہیں سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا مفتی محمد عثمان یار خان صاحب نے انجام دیئے تقریب کے حاضرین میں درجنوں شہرہ آفاق علماء وفضلاء اور دانشوروں کے علاوہ سندھ کے وزیراعلیٰ ارباب غلام رحیم بھی مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے وقت کی کمی کی وجہ سے کئی حضرات کو اظہار خیال کا موقع نہ مل سکا...... (ادارہ)

خطاب

شیخ الحدیث مولانا زرولی خان صاحب

مختصر تعارف

جہانگیرہ صوابی میں میرے ماموں حضرت مولانا عبدالحنان مدظلہ فاضل دیوبند کے حسن صحبت اور سعادت تلمذ نے علم کی تشنگی پیدا کی ابتدائی تعلیم ان سے حاصل کی اور سعادت مند شاگرد نے آخر دم تک اپنے اولین شیخ کی خدمت اور وابستگی کی مثالیں قائم کیں بالخصوص حضرت بنوریؒ کے علوم وفیوض کے چشمہ صافی سے سیراب ہوئے اپنے کمالات خداداد صلاحیت و ذہانت علوم ومعارف اکابر سے والہانہ استفادہ نے کراچی جیسے امّ البلاد میں علم و فضل میں نمایاں مقام دیا ان کا مدرسہ احسن العلوم کراچی کے نمایاں مدارس میں شامل ہے اب ماہنامہ ''الاحسن'' کے نام سے ایک وقیع علمی مجلّہ بھی چلا رہے ہیں۔ (س)

قدیم صاحب قلم کی جدید کتاب

مغرب سے متاثرین کیلئے چشم کشا خیالات

انٹرویوز یا حق کی نمائندگی

ہمارے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے ایک بڑی کتاب آئی ہے اصل میں کتابیں تو اس دنیا میں لکھی جاتی ہیں علماء اہل قلم اور اہل تحقیق اسے پڑھتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ جہاد جب آگے ہوتا ہے تو سب لوگ ساتھ ہوتے ہیں لیکن جہاد جب تکوینی حکمت کے تحت کچھ دیر کے لئے رک جائے اس وقت امتحان شدید ہوتا ہے کہ آیا اب بھی کچھ لوگ جہاد کے ساتھ چل سکتے ہیں یا نہیں مولانا کی کتاب ایک ایسے زمانے میں میدان میں آئی ہے کہ شاید کچھ کروٹیں سوجھ رہی تھیں اور کچھ پریشانیاں بڑھ رہی تھیں ٹھیک ہے حضرت مولانا مدظلہ بہت قدیم صاحب قلم ہیں اور جس طرح آپ انہیں دنیا کے علوم وفنون میں جانتے ہیں اور ہم مدرس اور حدیث وتفسیر وفقہ کے اساتذہ بھی آپ مدظلہ کو ۴۰۔۴۵ سال سے کامیاب استاد جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے انٹرویوز کے ذریعے حق کی نمائندگی فرمائی ہے اس سے مغرب کو یا دیگر اسلام دشمنوں

کو فائدہ پہنچے یا نہیں وہ احتمالی ہے لیکن اپنے جو بعض احوال میں مغرب سے متاثر ہیں امید ہے کہ اگر وہ انصاف سے اور عدل سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے روز اپنے آپ کو جوابدہ سمجھے اس کو پڑھ لے تو صرف یہ نہیں کہ وہ خوش ہوں گے بلکہ وہ ایک مبلغ اور مناظر بن کر اسلام سے دہشت گردی کے الزامات ہٹانے کے اقدامات کریں گے مولانا ہمارے اس شہر میں تشریف لائے ہیں ہمارے محترم ومکرم مہمان ہیں، ان کے حکم کی تعمیل میں مجھ عاجز کو بھی یہاں حاضر ہونا پڑا۔

شیطانی تصورات اور خیالات کا کمر توڑ ازالہ

کتاب کا جو عنوان ہے وہ خود جہاد ہے جہاد مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے جہاد مار دھاڑ کو نہیں کہتے جیسے کہ بعض غلط لوگ سمجھتے ہیں جہاد اسلام کے پیغام کو عزت و احترام کے ساتھ دوسرے انسانوں تک پہنچانے کو کہتے ہیں جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم ﷺ کل کائنات جن وانس فرش سے عرش تک قیامت تک مبعوث ہیں تو ہم لوگوں کو ماریں گے، پیٹیں گے پھر وہ ہمارے اسلام کو کب قبول کریں گے ہاں جو مرنے کے قابل ہوں گے وہ تو ہسپتالوں میں بھی مرتے ہیں اور ڈاکٹروں کے سامنے بھی، چھرا ہاتھ میں ہوتا ہے، ٹانکیں لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انتقال ہوگیا ہے وہ اس کی ایک ضرورت ہے مجبوری ہے اس قسم کے شبہات غلط قسم کے وساوس شیطانی پروپیگنڈے جس نے ناسور کی شکل اختیار کی تھی حضرت مولانا کے فاضلانہ قلم بروقت مجاہدانہ شان اور حق کی نمائندگی نے ایسے شیطانی خیالات کی کمر توڑ دی اللہ اس کتاب کو اس کی شان سے بڑھ کر مقبولیت نصیب فرمائے اور مولانا کے لئے اور جملہ اہل اسلام کے لئے دونوں جہانوں کے افتخار کا باعث بنائے۔ آمین

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

خطاب

حضرت مولانا اسعد تھانوی صاحب

تعارف

مولانا محمد احمد تھانویؒ سکھر کے فرزند اکبر حضرت تھانویؒ کے خاندان سے تعلق اور مدرسہ اشرفیہ سکھر اور ماہنامہ الاشرف کراچی کے مدیر۔ جمعیۃ علماء اسلام (س) سندھ کے امیر

جامعہ حقانیہ جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کا مرکز

انگریزی ترجمہ کی طرف توجہ: ایک تجویز

قابل احترام مولانا سمیع الحق صاحب جناب ارباب غلام رحیم، چیف منسٹر سندھ اور جناب معزز علماء کرام اور محترم حاضرین مجلس! یہ اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے کہ جناب مولانا سمیع الحق صاحب کی گزشتہ پانچ چھ سالوں پر مبنی جو انٹرنیشنل میڈیا کے انٹرویوز ہیں وہ اس کتاب کے اندر جمع کر دیئے گئے ہیں جس میں پاکستان اسلام اور جہاد پر تمام باتیں نکھر کر سامنے آ گئی ہیں اور ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کے اس تجویز کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا جائے تا کہ یورپ اور امریکہ میں بسنے والے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

حقانیہ جہاد اور اعلاء کلمۃ الحق کا مرکز

درحقیت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وہ جگہ ہے کہ جہاں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جب تشریف لائے تو وہاں جہاد کا معرکہ ہوا اور تقریباً ۷۰۔۸۰ آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا جن کے مزارات وہاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کے خون کی وجہ سے اس سرزمین کو منتخب کیا اور افغانستان میں جب روسی استبداد نے اپنے پنجے مسلمانوں

کے ملک میں گاڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق اس خطے کو عطا فرمائی اور دار العلوم حقانیہ کو جہاد اور حق کا مرکز بنایا تھا اور یہاں سے مجاہدین گئے روسی استبداد کی یہ حالت تھی کہ وہ ستر برسوں میں جہاں بھی گیا وہاں سے واپس نہیں ہوا، لیکن افغانستان واحد جگہ ہے کہ جہاں آ کر نہ صرف اس کو واپس جانا پڑا بلکہ U-S-R-F کے نام سے یہ مملکت ختم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس دار العلوم حقانیہ اور اس کے بانی مولانا عبد الحق ؒ اور مولانا سمیع الحق کو یہ اعزاز اور منصب عطا فرمایا، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا وقت کم ہے اشارہ میں نے کر دیا۔

اتحاد امت مسلمہ کا داعی اور خواہاں

۱۹۸۰ء کے بعد ملک میں جتنے بھی دینی اتحاد بنے ہیں جن کی طرف علامہ رشید ترابی نے اشارہ کیا کہ دیوبندی بریلوی شیعہ سنی تمام مسالک کے لوگ الحمدللہ اس میں مولانا نے ہراول دستے کا کردار انجام دیا ہے مولانا سمیع الحق صاحب امت مسلمہ کو جوڑنے اور مختلف مسالک کو اکٹھا کرنے اور جو قرآن پاک میں هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی بحیثیت مسلمان کے اپنی شناخت کو آگے لانے میں مولانا سمیع الحق صاحب نے ۱۹۸۰ء کے عشرے میں اور ۹۰ء کے عشرے میں جو اہم کردار انجام دیئے اس کا نتیجہ آج آپ پارلیمنٹ میں متحدہ مجلس عمل کی شکل میں دیکھ رہے ہیں یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے

بیباک اظہار خیال کا قلندرانہ طریقہ

اس کتاب کے اندر جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اگر آپ اس کا شروع سے آخر تک مطالعہ کریں تو ایک بیباک اظہار خیال آپ کو ملے گا جیسا کہ مجھ سے پیشرو مقررین نے کہا، مولانا زرولی خان نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ جب جہاد تیزی کے ساتھ چلنے لگتا ہے تو لوگ اس کے ساتھ چلتے ہیں لیکن جب تکوینی طور پر وہ معاملہ رکتا

ہے تو لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں ایک ایسے وقت میں جبکہ لوگ جہاد کا نام لینے اور بات کرنے سے پیچھے ہٹتے ہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے اس معاملہ کو اس کتاب کے تمام صفحات کے اندر خوش اسلوبی کے ساتھ اور بالکل ایک قلندرانہ طریقہ پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور پاکستان کی اور اسلام کی جو صحیح شکل ہے وہ الحمدللہ اس کتاب کے ذریعہ آگے آئی ہے میں مولانا صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ آج ہمارے اس پروگرام میں تشریف لائے اور اسے رونق بخشی۔

واخر دعوانا أن الحمدللّٰه رب العالمين

خطاب
جناب محمود شام صاحب

تعارف

معروف صحافی کالم نگار کئی اخبارات کے ایڈیٹر

کل کا مجاہد آج کا دہشت گرد کیوں؟

پاکستان کی نازک صورتحال

بسم اللہ الرحمن الرحیم صاحبِ کتاب جناب مولانا سمیع الحق صاحب، صدر مجلس و صاحب کتاب ارباب غلام رحیم، وزیر اعلیٰ سندھ اور معزز علماء کرام! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ملک کے جید علماء کرام یہاں رونق افروز ہیں اور ایسے مدارس اور درسگاہوں کے مہتمم اور اساتذہ تشریف فرما ہیں جو الحمدللہ حق کی اشاعت میں پیش پیش ہیں کہنے کو تو ہمیشہ اس ملک میں کہا جاتا رہا ہے کہ پاکستان اپنی تاریخ کے خطرناک دور سے گزر رہا ہے لیکن اس وقت یقیناً یہ ایک بہت بڑی سچائی اور حقیقت ہے کہ پاکستان کو اس وقت تاریخ کے سب سے بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے اندرونی حقائق سے واقفیت رکھنے والے یہ محسوس کررہے ہیں کہ پاکستان کے وجود کو بھی خطرات لاحق ہیں ۴۸ء کے اوراق گواہ ہیں کہ جب عقائد میں بنیادی تبدیلیاں آرہی ہوں یا عقیدتیں آپس میں ٹکرا رہی ہوں تو ذہنوں میں طوفان اٹھتے ہیں سوچوں میں تلاطم برپا ہو جاتے ہیں اور دیواریں لرزنے لگتی ہیں آپ کو یقیناً یہ احساس ہوگا کہ افغانستان اور کشمیر میں جہاں کافی عرصہ سے جہاد جاری تھا اور جن نوجوانوں نے وہاں اپنی جانیں بھی قربان کیں اور بہت سے

مظالم برداشت کیے اس وقت وہ کیا کررہے ہیں ان شہداء کی قربانیاں کس طرح رنگ لا رہی ہیں اور ان مجاہدین کے خاندانوں پر کیا گزر رہی ہے کل ہم جنہیں مجاہد کہتے تھے اور حکومت ومملکت بھی ان کا اعزاز واکرام کررہی تھی آج انہیں دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے انہیں گرفتار کیا جارہا ہے اور حوالات میں ان پر بڑے سخت حالات گزر رہے ہیں تو یہ امت مسلمہ کے لئے ایک بحران اور ایک فیصلہ کن مرحلہ ہے جہاں ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہمیں اس وقت فکری طور پر کیا کرنا چاہیے؟ یہ جو سنگین صورتحال ہے اور اس میں زیادہ تشویش اور فکر کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں امت مسلمہ کی بھاگ دوڑ ہے اور وہ لوگ جو اس وقت مملکت خداداد پاکستان کی قیادت کررہے ہیں انہیں ان خطرات کا پوری طرح احساس بھی ہے یا نہیں؟

امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا ترجمان

آج کی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' یقیناً ان خطرات اور چیلنجوں کے حساب سے معمور ہے اور یہ جن کا بھی فیصلہ تھا یقیناً قابل تحسین تھا کہ پاکستان کی تاریخ کے انتہائی اہم ادوار میں دیئے گئے مولانا سمیع الحق صاحب کے یہ خصوصی انٹرویوز کتابی شکل میں یکجا کئے جائیں ان انٹرویوز کے مطالعے سے یقیناً آپ کو وہ سب عسکری معرکے اور خطرناک لمحات سامنے آجائیں گے اور یادیں تازہ ہوں گی جو ۱۱ستمبر سے کچھ عرصہ پہلے تھے اور جواب عالم اسلام کو درپیش ہیں اس وقت دنیا کی واحد سپر پاور اپنے تمام جنگی سازوسامان، سائنسی تحقیق اور مال دولت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہے اور یہ وہ مسائل ہیں جس پر دنیا بھر میں بہت کچھ لکھا جارہا ہے میں گزشتہ برس امریکی حکومت کی دعوت پر ایک مطالعاتی دورے پر گیا تھا تو وہاں امریکی حکومت، یونیورسٹیوں، سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور پینٹاگون کے عزائم کا بھی علم ہوا کہ وہ آئندہ کے

لئے کیا منصوبہ بندی کرر ہے ہیں اس سلسلہ میں میں ایک کتاب بھی لکھ رہا ہوں جس میں یہی درد ہے جو آج اس کتاب میں بھی ہے کہ عالم اسلام کے مستقبل کو درپیش خطرات اوران کے لئے مسلمان امت کو کیا کرنا چاہیے؟ اور آج کل ہمارے ہاں زیادہ طرح جو سلسلہ چلا ہے وہ یہ کہ جو بھی جہادی تنظیمیں رہی ہیں انکے ہاں پاکستان کی محبت اور حب الوطنی نہیں ہے؟ تو اس کا جواب بارہا مولانا سمیع الحق نے اپنے انٹرویو میں دیا ہے ایک اقتباس جو ابھی تک پیش نہیں کیا گیا میں یہ ضرور پیش کرنا چاہوں گا کہ سوال کیا گیا کہ کیا میں یہ سمجھوں کہ یہ تعصب پر مبنی ہے جو اسلامی بم کہتا ہے تو مولانا نے جواب دیا کہ بلاشبہ یہ تعصب پر مبنی ہے ہم آپ کے ہزاروں بم برداشت کرتے ہیں اور آپ ہمارا اتنا چھوٹا سا بم برداشت نہیں کرتے ایک ارب ہندو ہمارے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمیں ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کرتے جب ان کا بم بنا تھا تو آپ شور نہیں مچا رہے تھے کہ ہندو بم بن گیا، ہمارا بم بن گیا تو آپ روٹھ گئے۔

اسلام پر چھپتے ہوئے سوالات کے جوابات کا ایک تاریخی دستاویز

ہمارے ہاں عام طور پر یہ الزام بھی عائد ہوتا ہے اور اس وقت بھی یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کے سلسلہ میں ہمارے علماء وکرام اور جہادی تنظیمیں اور دینی مدارس پاکستان کو سب سے پہلے ترجیح دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے پورے ملک میں یہ ایک ڈیبیٹ ہے تو اس کے لئے بھی یہ کتاب مفید ہے یقیناً بعض اور کئی جگہیں ہیں اس میں جہاں مولانا نے کھل کر پاکستان کی بحیثیت مملکت مکمل دفاع کیا ہے اس وقت امریکہ اور یورپ میں بھی بہت سی کتابیں چھپ رہی ہیں ۱۱ ستمبر کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ دنیا بھر میں اسلام کو سمجھنے کی ایک تحریک اور جذبہ پیدا ہوا ہے اور بہت سی کتابیں اس سلسلہ میں غیر مسلم مفکرین نے بھی لکھی ہیں اور خود مسلمانوں نے بھی ایسی

کتابیں لکھی ہیں جس سے امریکہ اور مغرب کے جو ریڈر ہیں ان کی زبان، ان کی اصطلاحات، ان کے ذہن کے مطابق لکھی گئیں ہیں تاکہ وہ سمجھ سکیں ایک کتاب حال ہی میں نیویارک کے ایک امام جس کا مصر سے تعلق ہے فیصل عبدالرؤف کی آئی ہے What is Right in Islam امریکی معاشرے کے حوالے سے انتہائی اہم ہے کہ ان کی زبان میں، ان کی اصطلاحات و تراکیب سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ امریکہ اور مغرب اب جن اقدار پر فخر کر رہے ہیں انصاف حقوق انسانی جدید علوم وہ سب اسلام کی اعلیٰ اقدار ہیں اور انہوں نے بڑا اچھا پوائنٹ یہ دیا ہے کہ نظریات کا مقابلہ عمل سے کیا جا رہا ہے اس لئے شوریٰ اور پریکٹس کا کچھ اچھا ابہام پیدا ہو رہا ہے یہ ضروری ہے کہ نظریئے کا نظریے سے اور عمل کا عمل سے موازنہ کیا جائے عالم اسلام میں بعض ملکوں میں اسلام کے اعلیٰ اقدار پر عمل نہیں ہو رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلامی معاشرہ اور اسلامی تعلیمات اعلیٰ اقدار نہیں رکھتی ہیں یا اعلیٰ اقدار کی قائل نہیں ہے آج کی کتاب میں بہت سے ایسے چبھتے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں جس سے یہ ایک تاریخی دستاویز بن گئی ہے لیکن اس کے باوجود بہت سے سوالات ہیں جو آج ہمارے معاشرے اور ہمارے ذہنوں میں پیدا ہو رہے ہیں اور میں یہاں وہ عرض کرنا چاہوں گا اس لئے کہ ہمارے علماء کرام بیٹھے ہوئے ہیں وہ جان لیں کہ پاکستانی نوجوانوں اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوالات موجود ہیں ان کا جواب دینا چاہیے، ہماری کوشش ہونی چاہیے جنہوں نے جدید علوم حاصل کئے ہیں وہ اور جنہوں نے دینی علوم حاصل کئے ہیں وہ لوگ ایک دوسرے کے قریب آ جائیں کیونکہ دنیا اس وقت پھیل چکی ہے اس کی وجہ سے اور زیادہ فاصلے پیدا ہو رہے ہیں اور یہ دونوں طبقات الگ الگ جزیروں میں رہنے لگے ہیں۔

دینی مدارس کے نصاب کے حوالے سے سوالات

آج کل دینی مدارس خاص کر گفتگو کا موضوع ہے ان میں نصاب کی تبدیلی کے لئے بھی باتیں ہو رہی ہیں ایک سوال میرے ذہن میں ہمیشہ آتا ہے کہ جب نویں اور دسویں صدی ہجری میں مسلمان علماء سائنس، ریاضی، کیمسٹری اور ان تمام علوم میں دنیا بھر کے علماء سے آگے تھے اور جو اس وقت کی اعلیٰ ترین تعلیم اور علم ہو سکتے تھے وہ ان کے پاس تھے اور ان میں وہ تحقیق بھی کر رہے تھے تصنیفات بھی ان کی آ رہی تھیں اور تدریس میں بھی مصروف تھے تو وہ سلسلہ ہمارے ہاں کیوں رُکا ہوا ہے؟ اس پر ایک تحقیق ہونی چاہیے جس طرح وہاں مغرب میں یہ سارے سلسلے چل رہے ہیں تو ہمارے ہاں یہ تحقیق رُک کیوں گئی ہے؟ اسی طرح یہ بھی بار بار اس کتاب میں ذکر ہے کہ مولانا کے مدرسے سے پڑھنے والے افغانستان میں انقلاب لے آئے لیکن یہ مدرسہ جو ایک طویل عرصہ سے یہاں کے پڑھنے والوں کو تعلیم دے رہا تھا تو یہاں پڑھنے والے کیوں انقلاب نہ لا سکے اس میں کیا رکاوٹ تھی؟ اور پھر جو یہ انقلاب افغانستان میں اٹھا اور وہاں ایک نظام قائم ہوا وہ اتنی جلدی کیسے آیا؟ اور اتنا جلدی کیوں چلا گیا؟ آج کل F.C کالج کا دور ہے ہمارے مشرف صاحب چیف منسٹر پنجاب پاکستان F.C کالج سے پڑھے ہوئے ہیں کبھی یہاں ہارڈورڈ والے حکومت کرتے رہے، کبھی یہاں آکسفورڈ والے حکومت کرتے رہے ان کی حکومتیں زیادہ دیر تک کیوں چلتی رہیں؟ اور یہ حکومت کیوں زیادہ دیر نہ چلی؟ دوسرا یہ کہ دینی مدارس میں جو افراد اس وقت تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ لوگ مؤجد اور محقق کیوں نہیں بنتے؟ یہاں سے سائنسی ایجادات کیوں نہیں ہو رہی ہیں؟ اور نئے علوم جو اس وقت دنیا بھر میں ہیں اس میں وہاں تحقیق کیوں نہیں ہوتی؟ یہ سوال بھی ہمیشہ سے رہا ہے کہ ہمارے علماء کرام نے اب تک کیوں ایک نظام حکومت (Administrative System) اقتصادی نظام (Financial System) پیش نہیں

کیا اب ماشاء اللہ مجلس عمل میں سب مسالک کے لوگ جمع ہیں تو ان کو چاہیے کہ ایک ایسا نظام پیش کریں جسکے بارے میں لوگ کہہ سکیں کہ یہ ہمارا Administrative System ہوسکتا ہے اور یہ ہمارا دفاعی نظام ہے اور یہ ہمارا اقتصادی نظام ہے یہ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ دینی مدارس میں ایسی تعلیم نہیں دی جاتی جو آج کے معاشرے کی ضرورت ہے اور جو یہاں عملی طور پر لاگو ہوسکے یہ ہمارا دفاعی نظام اگر عملی طور پر قائم ہوتا تو افغانستان میں مقابلہ زیادہ دیر تک کیا جاسکتا تھا اور اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سوویت یونین کا انجام ہماری وجہ سے ایسا ہوا ہے تو امریکہ کو ہم اپنے انجام سے کیوں دوچار نہ کرسکے؟ اور اسی کی مثال ہے کہ عراق میں یہ مزاحمت زیادہ دیر تک کیوں نہیں چلی؟ ایک بات جو میرے لئے زیادہ ضروری ہے جو میں نے شروع میں ذکر کی کہ افغانستان اور کشمیر کے جہاد میں ہمارے نوجوان ایک عشق اور جذبہ کے تحت شمولیت کے لئے گئے۔

۱۱/ستمبر کے بعد جہاد کے حوالے سے مملکت کی پالیسی میں تبدیلی کیوں؟

اس کے بعد ۹/۱۱ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے جب مملکت کی پالیسی میں تبدیلی آئی تو ہم یکسر سارے جذبے اور دینی وابستگی کو بھول گئے ہیں اب ان کے ساتھ ہماری مملکت، ہماری انتظامیہ ایسا سلوک کررہی ہے جیسے جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اس پر غور کرنا چاہیے کہ ان کے جو خاندان تھے انہوں نے دینی جذبات کے تحت اپنے نوجوانوں کو وہاں بھیجا تھا ان کے جذبات اب بھی وہی ہیں ان کے جذبات پر ایک تحقیق ہونی چاہیے کہ ایسا کیوں ہورہا ہے؟ اور اگر وہ جہاد کا جذبہ مملکت کی اور عالم اسلام کی ضرورت تھی تو یقیناً اگر ایک آدمی اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے تو یہ بہت بڑی طاقت رکھتا ہے وہ آپ کے مثبت مقاصد کے لئے بھی استعمال ہوسکتی ہے اس پر ہمارے علماء کرام کو سیاستدانوں کو اور ہمارے چیف منسٹر صاحب ادھر بیٹھے ہیں، سوچنا چاہیے کہ یہ صورتحال جو اس وقت پورے ملک میں ہے اس پر غور کرنا چاہیے۔

خطاب
قاری شیر افضل خان صاحب

تعارف

رہنمائے جمعیۃ علماء اسلام (ف) کراچی

عہد حاضر میں صلیبی، صہیونی دہشت گردی کا مد مقابل کون؟

جناب محمود شام صاحب کے سوالات کے جوابات

قابل قدر مجاہد ملت جناب مولانا سمیع الحق صاحب اور جناب ارباب غلام رحیم صاحب! وزیر اعلیٰ صوبہ سندھ اور جناب محمود شام صاحب سے پہلے میری تقریر ہوتی تو شاید میں کچھ کہہ دیتا بہرحال جناب شام صاحب نے جو سوالات اٹھائے ہیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ روس کو ہم نے ختم کیا تو اب امریکہ کو ختم کیوں نہیں کر سکتے ؟ اللہ تعالیٰ میرے ذہن میں سوال کا جواب ڈال دیتا ہے یہ جواب میرے ذہن میں پہلے نہیں تھا اس وقت جب روس کو ختم کیا جا رہا تھا تو پاکستان کے لوگ جو مجاہدین تھے وہ بھی اور دنیائے اسلام سے آئے ہوئے مسلمان مجاہدین بھی اور پاکستانی آرمی بھی سب یک زبان ہو کر روس کے خلاف لڑ رہے تھے اب امریکہ سے لڑنے کا موقع آیا تو مجاہدین تو اسی جذبہ سے کام کر رہے تھے لیکن دوسری قوتوں نے اپنا رخ بدل دیا صلیبی دہشتگردی کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھایا اب صلیبی دہشتگرد یہ جو مولانا نے کتاب لکھی ہے یہ بہت بڑا

کارنامہ ہے اس سے پہلے بھی برصغیر میں جب مسلمانوں کا خون یہ لوگ بہاتے رہے تو انہوں نے اپنا ایک کمیشن قائم کیا، جنہوں نے آ کے یہاں رپورٹ تیار کی پوچھا گیا کہ ہم نے اتنے لاکھ انسانوں کو قتل کر دیا ہے 12000 ہزار کے قریب تو علماء کو درختوں کے ساتھ پھانسی دی گئی تو ایسی صورت میں اب بتاؤ کہ مسلمان پھر ہمارے خلاف جنگ کر سکتے ہیں انکے اپنے لوگوں نے یہ رپورٹ دی کہ ہاں انکے اندر ایک جذبہ ہے انکے پیغمبرؐ نے ان کو بتایا ہے کہ الجهاد ماض إلى يوم القيامة (مجمع الزوائد: ج ۱، ص ۱۱۱) لیڈر مل گیا تو یہ پھر مجاہد نکل پڑیں گے انہوں نے پھر کہا اب کیا کریں اس جذبے کو کیسے ختم کریں؟ تو انہوں نے کہا کہ اسلام کو نقصان اپنوں سے پہنچاؤ اب بھی جو نقصان پہنچ رہا ہے اپنوں سے ہے، غیروں سے نہیں وہ تلاش میں لگ گئے کہ مسلمان مولوی کو اتنا مانتا ہے۔

جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کا انتخاب

میرے دوستو! بات یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے اندر ایک غدار تلاش کیا جس کا نام تھا مرزا غلام احمد قادیانی تو انہوں نے کہا کہ ایک ایسا شخص جو انگریز سرکار کی سرپرستی میں نبوت کا اعلان کرے وہ دوسرے افراد تو کام کر گئے ہیں لیکن اب ایک مذہبی شخص کی ضرورت تھی تو مذہب کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب ہوا اس نے کہا میرے آنے کے بعد جہاد حرام ہے اس نے انگریز کی پوری پشت پناہی کی انگریز جس کے ساتھ ہوتا ہے وہ بڑا بہادر ہوتا ہے، بڑے نعرے لگاتا ہے، اس نے بھی نعرہ لگایا کہ جہاد میرے آنے کے بعد حرام ہے اب اگر علماء نہ ہوتے اور اس کا مقابلہ نہ کرتے تو ہر آدمی سوچتا کہ حرام موت کیوں مرے، ہر آدمی یہ سوچتا کہ حرام موت مرنے کی کیا ضرورت ہے لہٰذا یہ سلسلہ (جہاد) ختم ہو جاتا یہ تو آپ اکثر سنتے آئے ہیں کہ جعفر از

بنگال اور صادق از دکن یعنی اپنوں ہی سے غدار ملے اور اسلام کو نقصان پہنچایا جہاد کو ختم کرنے کی بات کرنے والا قادیانی کا مقابلہ بھی ہوا، کس نے کیا؟ کون سے طبقے نے کیا؟ آج بھی صلیبی دہشت گردی کا مقابلہ کون کررہا ہے؟ اس وقت بھی علماء نے کیا اور آج بھی علماء کررہے ہیں چونکہ وقت مختصر ہے تو میں مولانا سمیع الحق کو یہ ہمارے بہت پرانے مہربان بزرگ دوست ہیں، انہوں نے جس جرأت سے کام کیا ہے اس وقت جو کتاب لکھی ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور یہ جب بھی ہمیں کوئی ایسی آواز دیں کہ آپ نے یہ کام کرنا ہے تو ہم ان کی آواز پر لبیک کہیں گے (سامعین سے) آپ بھی کہو گے یا نہیں مولانا یہ قوم ظالموں سے تنگ آچکی ہے، صلیبی دہشتگردوں سے تنگ آچکی ہے اور یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی غدار پیدا نہ ہوجائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین

خطاب

جناب ڈاکٹر عبدالرشید صاحب

تعارف

ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز کراچی یونیورسٹی

اِکادمی کا کام اِک آدمی نے انجام دیا

أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین قال اللّٰہ تعالیٰ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدہ:٥٤)

مولانا سمیع الحق کا عظیم کارنامہ

میں نے قرآن کی جس آیت کو تلاوت کیا، حقیقت ہے جو کام بہت بڑے اداروں کو کرنا چاہیے تھے جو انسٹیٹیوشنز اور یونیورسٹیوں کو کرنا چاہیے تھا وہ کام حضرت مولانا سمیع الحق نے تن تنہا فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے جس سے چاہتا ہے کام لے لیتا ہے اس کتاب کے تبصرے کے سلسلہ میں مَیں ایک بات بھی عرض کرتا چلوں کہ تبصرہ آسان بھی بہت ہوتا ہے اور بہت مشکل بھی۔ ہم جب سیکنڈری سکول میں پڑھ رہے تھے تو ایک مضمون ہم نے پڑھا تھا پطرس بخاری کا کہ ''میں اور میڈم'' جو دوران تعلیم اس کے ساتھ کلاس فیلو تھی، وہ خاتون روزانہ ایک کتاب لاتی تھی اور بخاری صاحب سے کہتی کہ یہ میں نے پڑھی ہے آپ بھی پڑھئے کل اس پر تبصرہ کریں گے اور اگلے دن اس پر تبصرہ ہوتا تھا کہ اس کتاب میں یہ خوبیاں ہیں اور یہ خرابیاں کچھ عرصہ بعد

بخاری صاحب بیمار ہو گئے تو انہوں نے اس خاتون کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ کیوں؟ تو بخاری صاحب نے کہا دراصل میں نے تمام کتابیں بغیر پڑھے ہی تم سے تبصرہ کئے تھے، مجھے معاف کردو میں نے زیادتی کی اس خاتون نے جواب میں کہا کہ کوئی بات نہیں ابھی پڑھ لیجئے اس کے بعد جب بخاری صاحب نے کتابیں پڑھنی شروع کیں تو معلوم ہوا کہ اس کتاب کے صفحے بھی جڑے ہوئے ہیں گویا کہ خاتون نے بھی بغیر پڑھے تبصرے کئے تھے۔

صداقت اور دیانت کتاب کی بڑی خوبی

لیکن مجھے چونکہ آپ (مولانا سمیع الحق) سے اور آپکے خاندان سے الحمدللہ آپکے والد محترم حضرت مولانا عبدالحقؒ صاحب سے بڑی ملاقاتیں ہوئی اور اس وقت جب کہ میں صوفیائے خٹک پر پروجیکٹ کر رہا تھا تو انہوں نے مجھے بھرپور دعائیں دیں یہ کتاب جس کے ۴۹۹ صفحات ہیں آخری صفحہ پر حضرت کی کتابوں کا اشتہار بھی شامل کریں تو ۵۰۰ صفحات بنتے ہیں حضرت کے جو انٹرویوز، کمنٹس اور خیالات ہیں وہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۸ء سے لے کر ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء تک ہیں اس عرصہ کے دوران آپ سے بین الاقوامی میڈیا، مختلف حضرات اور مختلف اداروں نے جہاد کے بارے میں جو سوالات کئے آپ نے ان کے جوابات دیئے اور سب سے بڑی خصوصیت اس کتاب کی یہ ہے یہ کتاب ایک ریفرنس بک ہے ہر انٹرویو سے پہلے جس نے آپ کا انٹرویو لیا اس کا تعارفی کارڈ ہے میرے نزدیک اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی صداقت و دیانت ہے کہ مولانا کے ذہن میں جو بات بھی تھی، وہ آپ نے بڑی دیانت سے بیان کردی یہاں تک کہ جب مدارس کی بات ہوتی تو آپ کی جب پرویز مشرف سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان سے کہا کہ بھئی! دیکھئے جنرل صاحب یہ ہمارے ادارے کتنا کام کر رہے

ہیں، کتنے بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں اور آپ ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تو جو بات جنرل صاحب نے کی آپ نے وہی بیان کی اور لکھی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ ''میں کوئی پاگل ہوں کہ مدارس کے بارے میں ایسا کہوں'' دیکھئے! بالکل وہی الفاظ ہیں جو انہوں نے کہے اس طرح آپ کتاب کے ہر ہر صفحہ پر جائیں جو مولانا کے دل کی بات ہے وہ آپ نے فرمائی اور سب سے بڑی بات یہ کہ جہاد کا جو تصور ہے اور جہاد کے بارے میں جو مس انڈرسٹینڈنگ خاص طور پر امریکہ اور یورپ وغیرہ میں ہے، ہم بھی وہاں جاتے ہیں ہم سے بھی سوالات ہوتے ہیں، وہ آپ نے بالکل واضح کیئے اور بعض جگہ تو بڑی پیاری باتیں کہی ہیں مثلاً ایک جگہ لکھا ہے کہ ہم یہ سوچتے تھے، خواب بھی تھا اور حقیقت بھی کہ ہمارے مدرسے کے طالب علم جو ہیں جو یہاں سے پڑھ کر جانے والے ہیں، ان کے پاس بخاری، ترمذی کتابیں ہیں وہ پڑھاتے ہوں گے لیکن کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر ہمیں حیرانگی ہوئی اور خوشی بھی ہوئی کہ جہاد افغانستان کے دوران ان طلباء کے بغل میں بخاری شریف اور کاندھوں پر سٹنگر میزائل تھا وہ دین کی خدمت بھی کررہے تھے اور جہاد فی سبیل اللہ بھی کررہے تھے ایسی ایک نہیں بہت سی مثالیں آپ کو ملیں گی۔

کتاب کا انگریزی ترجمہ آج کی ضرورت

میرے خیال میں بحیثیت استاذ جامعہ کراچی یہ کتاب ان تمام اداروں کے لئے، افراد کے لئے، ملکوں کیلئے جن کے ذہن میں جہاد کے بارے میں کوئی شبہ ہے، مس انڈرسٹینڈنگ ہے یا وہ جہاد کو دہشتگردی قرار دیتے ہیں میرا خیال ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ان کے یہ خدشات دور ہو جائیں گے مولانا نے بالکل واضح طور پر فرمایا کہ دہشتگردی کیا ہے؟ اور جہاد کیا ہے؟ اسکے ساتھ ساتھ میں کچھ

عرض بھی کرنا چاہوں گا،سفارش تو نہیں کرسکتا ہوں، میں تو انکا شاگرد ہوں عرض کروں گا کہ اس کے اگلے ایڈیشن کے لئے میرے ذہن میں کچھ ریکمنڈیشن ہیں وہ بھی اس میں شامل کردی جائیں تو انشاء اللہ اسکی حیثیت اور بڑھ جائے گی پہلی بات تو یہ کہ ملک بھر کے لائبریز میں اور دنیا بھر میں اس کو متعارف کرنے کیلئے اس کیلئے آئی ایف بی نمبر لینا چاہیے اور لائبریری آف کانگرس کا نمبر اس پر پرنٹ ہونا چاہیے تاکہ یہ پوری دنیا میں پڑھی جاسکے اسکے علاوہ اگر یہ انٹرویوز انگریزی میں ہوں اور لوگوں نے انگریزی میں کئے اور مولانا کے ادارے کے پاس اسکی آڈیو کیسٹس موجود ہوں تو اس کی انگریزی شائع ہونی چاہیے اگر نہیں تو اس کے سلکٹیڈ عنوانات جو میری نظر میں ہیں، میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز کو آپ اجازت دینگے تو وہ انشاء اللہ اسکا ترجمہ شائع کریگی اسکی سرپرستی کیلئے میں جناب وزیر اعلیٰ سے درخواست کرونگا کہ اس پروجیکٹ کی سرپرستی آپ فرمائینگے اور کیوں؟ بات یہ ہے کہ اسلام کو جب بھی قوت ملی وہ یا تو صحرا سے ملی یا کوہستان سے ملی اور اتفاق کی بات اور بہت اچھا اتفاق ہے کہ آج مرد کوہستانی بھی موجود ہے اور بندہ صحرائی بھی موجود ہے اسی لئے اقبال نے کہا تھا کہ......

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

انشاء اللہ باقی کسی وقت موقع ملا تو کتاب پر تفصیلی تبصرہ کروں گا میں اجازت چاہتا ہوں آپ کی توجہ کا شکریہ۔

خطاب
حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی

تعارف

مہتمم جامعہ احتشامیہ کراچی، مدیر ماہنامہ نوائے احتشام، جانشین مولانا احتشام الحق تھانویؒ

امت مسلمہ کے لئے مشغل راہ اور صحیح وکالت

امت کے آفتاب و مہتاب

جناب صدر قابل احترام علماء کرام و دنشواران قوم، حاضرین محفل! حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق کی یہ صفت سب سے زیادہ ممتاز ہے کہ نسبتوں کا بڑا لحاظ فرماتے ہیں اور اسی نسبت سے شاید انہوں نے فیصلہ فرمایا اور میری عزت افزائی کا یہ سامان فراہم کیا میں ان کے تمام رفقاء کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جہاں ایسی شخصیات ہوں جو اپنے اپنے شعبوں کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔

نیک جذبات کے ساتھ اسلام کی صحیح وکالت

حقیقت یہ ہے کہ غیر رسمی طور پر یہ بات عرض کررہا ہوں کہ وہاں پر لب کشائی کی ہمت بھی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی اس میں کچھ شک نہیں کہ اس پر آشوب زمانہ میں اور عالم اسلام کی ایسی صورتحال میں جو پورے عالم اسلام کو درپیش ہے، یہ کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' جس کی آج رونمائی ہوئی، اس کا مطالعہ پورا تو نہیں ہوسکا لیکن میں نے یہ اندازہ لگایا کہ حضرت مولانا نے بڑی محنت اور بڑے جذبات کیساتھ اسلام کی مسلمانوں کی صحیح معنوں میں وکالت فرمائی ہے اور مولانا کا یہ حق بھی ہے اس

لئے کہ افغانستان کیساتھ ان کا جو قرب رہا ہے وہ مجھے معلوم ہے کہ ماضی میں بھی بڑی بڑی شخصیات ان کے رابطہ میں رہے، ان کے مدرسے سے تعلق رہا اس عنوان پر سب مسلمان اپنی اپنی رائے دے سکتے ہیں لیکن مولانا نے واقعتاً جو باتیں جمع فرمائی ہیں وہ نہ صرف یہ کہ علماء کیلئے بلکہ ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں کے لئے یقیناً اس میں بہترین مواد ہوگا۔

کتاب کی اہمیت وضرورت

میں یہ دیکھتا ہوں کہ پاکستان سے جب باہر جایا جائے، یورپ میں وہاں عام طور پر مسلمان بڑی عجیب کیفیت کے شکار ہیں اور برا ماننے کی بات نہیں، میرے والد محترم فرماتے تھے کہ کھجلی تو سر سے لے کر پاؤں تک لگتی ہے جسم کا تقاضا ہے لیکن ایک کھجلی ایسی ہے جو کہ اصل میں مولوی کو دیکھ کر ہوتی ہے اور وہ ہوتی ہے دماغ میں مطلب یہ کہ عالم کو دیکھ کر پھر سوالات کئے جاتے ہیں یہ سوال عام طور پر کیا جاتا ہے کہ یہ کیا جہاد ہو رہا ہے؟ اور کیا اس کا نام اسلام ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب کی واقعتاً بہت ضرورت ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اسلام خالصتاً وہ دین ہے جس نے ہمیشہ امن وسلامتی کا درس دیا یہ علیحدہ بات ہے کہ پریس اور میڈیا اُن کے ہاتھ میں ہیں اور وہ......

جنوں کا نام خرد رکھ دیا اور خرد کا جنوں
جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

آپکے ہاتھ میں سب کچھ ہے ان شاء اللہ مولانا کی یہ تصنیف ہمارے لئے مشعل راہ ہوگی، اور سب کو اس سے استفادہ کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی اس محنت کو قبول فرمائے اور عالم اسلام وپاکستان کو اللہ ہر قسم کے فتنوں اور شر سے محفوظ فرمائے۔

خطاب
حافظ محمد تقی صاحب

تعارف

رہنمائے جمعیۃ علماء پاکستان، رکن وفاق مجلس شوریٰ کراچی

کئی محاذوں کا سپاہی

مولانا سمیع الحق کے کارہائے نمایاں

آج کی یہ تقریب جس کتاب کی رونمائی میں ہے وہ اپنے نام کے حوالے سے بڑی جامع اور واضح طور پر بتاتی ہے کہ اس کتاب کے مصنف نے کیا کہنا چاہا ہے اور اس نے اس کتاب میں کیا بات کہی ہے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی اس حوالے سے پہلے ہی بڑے معتبر ہیں کہ آپ بہت بڑے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحبؒ نے جنہوں نے مذہبی میدان میں بھی اور سیاسی میدان میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے، مولانا نے اسے آگے بڑھاتے ہوئے بیک وقت کئی محاذوں پر شاندار طریقے سے کام کیا اس کتاب کو سرسری پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ مولانا نے اسلام اور پاکستان کا ایک طرح کا مقدمہ لڑا ہے۔

مغرب کے غلط فہمیوں کا ازالہ

اور ہر اس موضوع پر مولانا نے اظہار خیال فرمایا ہے جس کے بارے میں مغربی میڈیا مسلمانوں کے متعلق غلط پروپیگنڈہ کر رہا تھا اور مسلمانوں کو دنیا میں رسوا

اور بدنام کر رہا تھا مولانا صاحب نے اس سلسلہ میں کوئی نقطہ تشنہ نہیں چھوڑا صحافیوں اور میڈیا کے نمائندوں سے خطاب کیا ان کی غلط فہمیوں کو جہاد کے حوالہ سے دور کیا افغانستان میں جب روس داخل ہوا اور اس نے جارحیت کا آغاز کیا تو اسوقت سے لے کر طالبان کے آخری دور تک کی تاریخ اس کتاب میں رقم ہے مولانا نے ہر مرحلہ پر اسلام کی آبیاری کرنے کیلئے اغیار کے ہتھکنڈوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اس سب کا تفصیلی صورتحال بھی اس کتاب کے اندر موجود ہے۔

اغیار کے غلط پروپیگنڈوں کے مدلل جوابات

اسلام کی حقانیت کے بارے میں جہاد کے بارے میں افغانستان کے بارے میں حتی کہ عراق کے بارے میں کشمیر کے بارے میں اور فلسطین کے بارے میں اور اسلام کے خلاف اغیار نے جو باتیں گھڑی تھیں ان کے مدلل جواب دیئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک ریفرنس کی حیثیت سے پاکستان کی تمام لائبریریوں میں اس کا ہونا بڑا ضروری ہے جیسا کہ پروفیسر عبدالرشید صاحب نے بتایا کہ اگر اس میں اضافے ہو جائیں تو یہ کتاب مزید معتبر ہو جائیگی اور ان تمام لوگوں کیلئے دلچسپی کا باعث بنے گی جو کچھ سیکھنا چاہتے ہیں اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں میں آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ یہ کتاب پاکستان کے پڑھے لکھے لوگوں کیلئے، علماء کیلئے دانشوروں کیلئے اور سکالرز کیلئے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے تمام ان لوگوں کیلئے جو کچھ دیکھنا، معلوم کرنا، سمجھنا اور کچھ سیکھنا چاہتے ہیں ان سب کیلئے ایک بہترین کتاب ثابت ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ

خطاب

جناب علامہ حسن ترابی صاحب کراچی

تعارف

شیعہ مکتب فکر کی ایک نمایاں شخصیت

قلمی جہاد میں مولانا سمیع الحق کا کردار

احقاق الحق اور ابطال باطل

قابل احترام حضرت علامہ سمیع الحق صاحب جناب ارباب غلام رحیم صاحب، وزیراعلیٰ سندھ علمائے کرام دوستو! ساتھیو! السلام علیکم!

بنیادی لحاظ سے بارگاہ خداوند کا ارشاد ہے کہ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (محمد:۷) یقیناً یہ لکھنا پڑھنا مدارس جہاد اور احتجاج وغیرہ یہ سب چیزیں اللہ کی نصرت ہیں اور خداوندی ہی نے اپنی نصرت سے ہمیں اس بات پہ آمادہ کیا کہ میں کم ازکم اس بات پر آج فخر کرتا ہوں کہ یہ جن لوگوں کو دہشت گردوں کا نام دے رہے ہیں، وہ حقیقت میں پکے نمازی اور دیندار بے ضرر لوگ ہیں ہمارا کوئی اچھا عمل ہو یا نہ ہو لیکن ان کی دشمنی نے ہمیں بتا دیا کہ یقیناً ہم سب کا راستہ اسلام کا راستہ ہے محمد عربی ﷺ کا راستہ ہے حق کا راستہ ہے اور وقتی مشکلات کا انشاء اللہ سامنا کریں گے اور ان مشکلات کے بعد انشاء اللہ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:۷) والی منزل آنے والی ہے اور خدا کا وعدہ ہے کہ چاہے مشرک کو کتنا مکروہ گزرے ناپسند کرے خدا اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اس

حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے طول وعرض میں بہت سارے علماء کرام، دانشور، صحافی برسرپیکار ہیں قلمی حوالے سے تقریروں کے حوالے سے، مدارس کے حوالے سے اور اس میں مولانا سمیع الحق صاحب اور آپ کے خانوادے کا نام بھی گنا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ میں سلام کرتا ہوں حضرت علامہ سمیع الحق صاحب کو کہ انہوں نے اسلامی نظام کی احیاء کے لئے پاکستان میں بیس (بنیاد) فراہم کیا یہاں بیس کوئی نہیں تھی اور تمام تر مشکلات اسی وجہ سے تھیں کہ ہمارا آپس میں انتشار تھا۔

ہماری شناخت صرف ایک امت مسلمہ

ہماری شناخت مسلکوں کے حوالے سے ہماری شناخت اپنے مدراس، مذاہب اور غیر اہم مسائل کے حوالے سے تھی ان کو ہم نے اتنا ابھارا تھا کہ اصل اسلام چھپا ہوا تھا ہم میں کوئی بریلوی تھا کوئی دیوبندی تھا کوئی سنی تھا تو کوئی پٹھان تھا کوئی پنجابی اور ان کی کوشش سے پاکستان میں ایک بیس بن چکا ہے اس شناخت کو جو خدا نے ہمیں عطا کیا جو محمد ﷺ نے ہمیں دیا کہ نحن مسلمون اس شناخت کو آگے کریں تو اس حوالے سے پاکستان میں ایک بیس متحدہ مجلس عمل کی شکل میں بن چکا ہے اگرچہ اس سے آپ ناراض ہیں اس کے باوجود ان کے بانی ارکان میں سے حضرت قبلہ صاحب ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تمام تر مشکلات کے باوجود یہ بارآور ہوگا اور امت مسلمہ کی نظریں اسی پر ہیں اگر کوئی سمجھتا ہے کہ ووٹ دیا گیا ہے کسی فرد کو یا جماعت کو تو یہ غلط ہے بلکہ اس اتحاد کو امت نے پسند کیا ورنہ اس سے قبل دیوبندی بریلوی شیعہ ہم مختلف شکلوں میں لوگوں کے پاس جاتے رہے لیکن انہوں نے ہمیں ووٹ نہیں دیا بلکہ ہمیں مسترد کیا اور لوگوں نے ہمیں علماء کرام کو مولویوں کو یہ پیغام دیا کہ تم سن لو تمہارا مقابلہ کفر سے ہے تمہیں جب بھی ہمارے پاس آنا ہے تو شیعہ بن کر نہیں آنا، سنی بن کر نہیں آنا، دیوبندی بن کر

نہیں آنا، مسلمان بن کر آنا ہے اور ہم نے اس تحریک کا آغاز انشاء اللہ کیا اس سرزمین پاکستان کو اگر اپنے خواب کی تعبیر ملے گی تو اس اتحاد اور اخوت سے ملے گی اور انشاء اللہ امریکہ کچھ بھی کرے شیطان کچھ بھی کرے آنے والا کل انشاء اللہ اسلام کا ہوگا مسلمانوں کا ہوگا امت مسلمہ کا ہوگا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

خطاب

سینیٹر مولانا ہدایت اللہ شاہ صاحب

تعارف

جید عالم دین، جمعیت علماء اسلام (ف) کے رہنما، ایم ایم اے دور میں سینیٹ کے ممبر بھی رہے، مانسہرہ کے رہنے والے ہیں۔

امت مسلمہ پر مولانا سمیع الحق کا عظیم احسان

امت کے عقائد ونظریات پر یلغار

امت مسلمہ کو آج بنیادی حقوق سے محروم کیا جارہا ہے بالخصوص ان کے عقیدے اور کلچر پر ایک یلغار ہے مسلمانوں کو آج بنیادی حقوق (فنی تعلیم) سے محروم کیا جارہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب لکھ کر امت مسلمہ پر مولانا سمیع الحق نے بہت بڑا احسان کیا جس میں اسلام کا جوموقف بیان کیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کا توڑ پیش کیا ہے جوکہ اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کررہے ہیں اللہ مولانا کو جزائے خیر عطا کرے آج امت مسلمہ کو جو مسائل درپیش ہیں اس کتاب سے میرے خیال میں اس کا مداوا ہوگیا اللہ پاک ہمارا اورآپ کا حامی وناصر ہو۔

خطاب

جناب ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب

تعارف

تحریر وتقریر کی خوبیوں سے مالا مال معروف اور ممتاز کالم نگار، تجزیہ کار، مختلف اوقات میں مختلف چینلوں سے وابستہ رہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب کا شفقت بھرا رویہ

مولانا سمیع الحق سے ملاقات نعمت غیر مترقبہ

بہت سارے علماء دین بیٹھے ہیں آپ کے سامنے مذہب کے حوالے سے کوئی بات کرنا یا محمود شام جیسی شخصیت کی موجودگی میں خود کو میڈیا کا کچھ بھی کہنا میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے نامناسب ہے پچھلے تین برسوں میں آپ تمام لوگوں کے تعاون اور دعاؤں نے مولانا سمیع الحق صاحب سمیت میرا ساتھ دیا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے میری ملاقات مولانا سمیع الحق صاحب سے ایک سال پہلے ہوئی جب میں عراق سے واپس آیا تھا، قاضی حسین احمد کی رہائش گاہ پر متحدہ مجلس عمل کا ایک اجلاس ہو رہا تھا قاضی صاحب،علامہ شاہ احمد نورانی مرحوم، مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب تمام عمائدین وہاں موجود تھے راستہ میں مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات ہوئی وہ ایک ایسی ملاقات تھی گویا کہ ان کو برسوں سے جانتا ہوں اتنی شفقت اور محبت ان کی طرف سے ملی۔

۱۱ ر ستمبر کے بعد بعض مسلمانوں کے معذرت خواہانہ رویے

جب ۱۱ ستمبر کا واقعہ ہوا تو مجھے یاد ہے کہ مجھے بطور ایک مہمان ARY میں بلایا

گیا، بہت کم لوگوں کو یہ حقیقت معلوم ہوگی کہ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے وہاں ایک عجیب مناظرہ دیکھا ۱۱ ستمبر کا ہی دن تھا اور وہاں ایک لائیو ٹاک شو ہو رہا تھا وہاں جتنے لوگ تھے وہ تمام کے تمام ڈیفنسیو تھے یعنی سب کے سب وضاحتیں پیش کر رہے تھے اور مجھے یاد ہے کہ اس میں وہاں وہ لوگ بھی تھے جو مسلمانوں اور کشمیریوں کے ووٹ سے پارلیمنٹ کے رکن بنے ہیں۔ مجھے ایک شخص کا جملہ ابھی تک یاد ہے وہ لائیو T.V پر کہہ رہا تھا کہ ''ہم تو ان سے پاکستان میں اتنے بیزار ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ انہیں پکڑ کر بحیرہ عرب میں پھینک دوں'' میں یہ باہر سے سن کر ٹھٹک گیا کہ یہ لوگ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں، اتنی معافیاں مانگ کر آپ آج کی دنیا میں ٹھہر سکتے ہیں؟ کسی کے پاؤں پکڑ کر آپ بچ جائیں گے؟ یا آپ کو چھوڑ دیا جائیگا؟ میچ (مقابلے) جیتنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ دوسری ٹیم کے ہاف میں جا کر کھیلیں ورنہ اگر آپ اپنے ہاف میں رہیں گے تو گول تو بچا لیں گے لیکن میچ نہیں جیت پائیں گے میچ جیتنے کیلئے آپ کو ایگریسیو ہونا ہے انکے ہاف میں جانا ہے تا کہ آپ گول کریں ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم تمام بین الاقوامی معاملات میں ڈیفنسو ہو گئے ہیں ہم کوئی ایگریسیو بات ہی نہیں کرتے ہمارا سارا وقت وضاحتوں میں لگ جاتا ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں ہم ایسا نہیں کر رہے ہیں اچھا جی کشمیر میں یوں نہیں ہو رہا، اچھا جی افغانستان میں یہ نہیں ہے ہم کل وقتی ڈیفینسو ہو چکے ہیں اور ہمارے اس ڈیفینسو پالیسی کی وجہ سے جو جارحانہ قوتیں ہیں وہ بڑھتی جا رہی ہیں

ٹیررازم اور ایکسٹریم اِزم کی بنیاد مغرب

میں ایک چھوٹا سا معمولی انسان ہوں میرا یہ ایمان ہے لیکن مجھے میڈیا میں بیٹھ کر الحمدللہ ایک دن یا ایک گھڑی یا ایک وقت ایسا نہیں آیا جب مجھے یہ احساس ہوا ہو کہ مجھ سمیت مسلمانوں نے دنیا میں ایسا کچھ کام بھی کیا ہو جس پر مجھے شرمندہ ہونا چاہیے اور

میں نے نہ کبھی کسی جگہ وضاحت پیش کی ہے اور نہ میں نے معافی کا اظہار کیا ہے بلکہ الٹا یہ کہتا ہوں کہ ہمیں بُرا کہنے والوں اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ یہ انتہا پسندی، یہ فنڈ مینٹلزم، یہ ٹیررازم، یہ ایکسٹریم ازم یہ اٹھا کہاں سے ہے؟ یہ تمہارے حجروں سے اٹھا ہے، یہ اختلافات کہاں پر وجود پاتیں ہیں یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی اصطلاحات ہیں جو تم خود دوسرے پر استعمال کرتے تھے اور آج تم وہی اصطلاحات ہمارے اوپر استعمال کرر ہے ہو تو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے جو ذہن میں بیٹھ گئی اور آپ یقین کریں کہ کوئی ایک وقت ایسا نہیں آیا کہ جب خوف محسوس ہوا ہو یقین کریں ہمیں ڈرانے والے خود ایسے خوفزدہ ہیں وہ خود اتنے ڈرپوک ہیں کیونکہ وہ خود جھوٹے ہیں دراصل جو غلط بیانی کرتا ہے وہی ڈرپوک ہوتا ہے، وہ کبھی بہادر نہیں ہوتا مجھے بہت خوشی ہوئی جب ارباب غلام رحیم صاحب کے آنے کا پتہ چلا، میں بہت کم لوگوں کی تعریف کیا کرتا ہوں ۔ مجھے کسی نے کہا کہ ارباب غلام رحیم صاحب کا تبلیغی جماعت والوں کیساتھ زیادہ انٹرکشن ہوتا ہے میں نے ان سے انٹرویو میں ایک سوال پوچھا جسے اس انٹرویو میں نہیں چلایا میں نے ان سے کہا کہ مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ آپ جیسی شخصیت آئی ہے جو کم سے کم حکومت کا یہ امیج کسی حد تک تو ریفوز کرے کہ جو بھی مذہبی عناصر ہیں یا جو بھی مذہب سے محبت کرنے والے ہیں مذہب کی باتیں کرنے والے ہیں وہ بلیک لسٹیڈ ہیں یہ بہت اچھی شخصیت ہیں جو دو ایکسٹریمز کے درمیان اچھا رول ادا کر رہے ہیں بہت اچھا ہے کہ ارباب غلام رحیم جیسے لوگ ہوں ۔

قحط الرجال میں مولانا سمیع الحق کا وجود مسعود

مولانا سمیع الحق جیسے لوگ جو لکھتے ہیں، جن کی زبان وقلم تلوار کا کام کرتی ہے اور پھر ہم جیسے لوگ ہم تو کسی گنتی میں نہیں آتے ہم تو عام اٹھے ہوئے لوگ ہیں جن

کو واقعات نے یا حادثات نے اٹھایا (حادثات کے نتیجہ میں ظاہر ہے کہ صدر مملکت حادثہ کا نتیجہ ہوسکتا ہے) تو میرا جیسا آدمی حادثہ کے نتیجہ میں میڈیا میں بھی آسکتا ہے یہاں پر تو زیادہ طرح لوگ حادثات کے نتیجہ میں آ کر مختلف جگہوں پر بیٹھے ہیں (ارباب غلام رحیم صاحب ان میں نہیں ہیں) اللہ سے دعا ہے کہ جیسے ہم ایک اتفاق سے آگئے ایسا کوئی اتفاق بہا کر نہ لے جائے واقعی ہمارے جانے کی کوئی وجہ بنے یا تو شہادت ملے اور یا کچھ کر کے جائیں تا کہ کہا جائے کہ شاہد مسعود اس وجہ سے آج ٹی وی پر نظر نہیں آ رہے ہیں میں ہمیشہ اللہ سے یہی دعا مانگتا ہوں ہر دوسرے تیسرے دن ایسا موقع آیا ہوتا ہے جب مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آج آخری گفتگو ہوئی ہے کل پاکستان کی کیبلوں میں چوہے گھس کر تار کاٹ چکیں ہوں گے لیکن پھر اللہ کا احسان ہوتا ہے حکومت تو ظاہر ہے کہ کنڈم کرتی ہے، بہت سی پالیساں غلط ہیں سب کو ان سے اختلاف ہیں سب لوگ بات کرتے ہیں میں بھی ان پر بات کرتا ہوں لیکن میں کوئی حکومت کا ہمو انہیں ہوں یہ تو مختلف چینلوں پر آزادی اظہار ہے اب دیکھ لیتے ہیں مولانا سمیع الحق، قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن اور تمام لوگ نظر آجاتے ہیں اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ اس حکومت کی کیا بات ہے جو آپ کو یاد رہے گی تو بُرے کاموں کی تو لمبی فہرست ہو گی لیکن جو اچھی چیزیں ہیں ان میں کسی حد تک میڈیا کی آزادی ظاہر ہے کہ جس حد تک بھی ہو میں سمجھتا ہوں وہ بہت ہے۔

طوفانوں کا مقابلہ جوش وجذبہ کے ساتھ

اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیریت سے رکھے تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہمت دے اسی جوش وجذبہ کے ساتھ ہم ان آندھیوں، طوفانوں سے گزر جائیں اور آخر وہ بات جو میں ہمیشہ کرتا ہوں کہ ہمیں ان حالات میں تھوڑی سی لچک بھی دکھانی ہے تھوڑے سے

لچکدار درخت جو ہوتے ہیں وہ آندھیوں میں ٹھہر جاتے ہیں جھک کر اپنے آپ کو بچا کر پھر کھڑے ہو جاتے ہیں جو بالکل سخت اپنی جگہ پر کھڑے رہتے ہیں ان کو آندھیاں اپنی جڑوں سے نکال کر پھینک دیتی ہیں تو جہاں ضرورت ہو حکمت عملی کے تحت تھوڑی سی لچک پھر واپس، پھر لچک، پھر واپس اپنی جڑوں کو مضبوطی سے قائم رکھے اور کوشش کرے کہ یہ آندھیاں آپ کو اڑا کر نہ لے جائیں ایسا جواز اپنے لئے پیدا نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیریت سے رکھے ارباب صاحب مولانا سمیع الحق صاحب، محمود شام صاحب اور تمام حاضرین کا شکریہ......اللہ حافظ

خطاب

جناب ارباب غلام رحیم صاحب

وزیر اعلیٰ سندھ

تعارف

مسلم لیگ (ق) کے رہنما، سابق وزیر اعلیٰ سندھ کراچی

مولانا سمیع الحق کا قلمی جہاد اور سیاسی خدمات

مولانا سمیع الحق صاحب کی پیار ومحبت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ جناب مولانا سمیع الحق صاحب، محمود شام، مولانا حامد الحق صاحب، ڈاکٹر شاہد صاحب اور معزز حاضرین! آپ لوگ اتنے علماء حضرات ادھر اکٹھے ہوئے ہیں میں مولانا سمیع الحق صاحب کی محبت میں یہاں حاضر ہوا پہلے تو میں سمجھ رہا تھا کہ مولانا صاحب کی پارٹی کا کوئی فنکشن ہے انہوں نے مجھے پیار سے بلایا تو میں آ گیا لیکن جب میں یہاں آیا تو دیکھا کہ مولانا صاحب کی کتاب کی تقریب رونمائی ہے اور بقول مولانا صاحب کے اس کا ٹاپک(Topic) بڑا خطرناک ہے تو میں نے کہا چلئے جی اب تو آ ہی گئے ہیں بہرحال آپ جیسے علماء کے درمیان میں سمجھتا ہوں کہ ایک شاگرد کی حیثیت بھی نہیں رکھتا ایک عام انسان کی حیثیت بھی نہیں رکھتا آپ علماء حضرات کے سامنے بولنا میں سمجھتا ہوں میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے مولانا صاحب نے پتہ نہیں مجھ کو کیوں سلیکٹ کیا میں مولانا صاحب کی محبت میں حاضر ہوا ہوں ان سے بڑا پرانا تعلق ہے ہم لوگ پارلیمنٹ اور سینٹ وغیرہ میں اکھٹے رہے ہیں یہ ان کا پیار ومحبت ہے کہ جب بھی آتے ہیں تو یاد فرماتے ہیں میں بھی اسی بنیاد پر حاضر ہوا ہوں۔

میں مسلمان ہوں ایک فخریہ کلمہ

ڈاکٹر شاہد صاحب نے جو انٹرویو لیا تھا میں نے خود بھی ان کے ساتھی شکیل صاحب سے پوچھا کہ یار میرے انٹرویو کو کاٹا کیوں؟ تو وہ کہہ رہے تھے کہ نہیں کوئی چیز بھی نہیں کاٹی مگر مجھے سمجھ آئی کہ انٹرویو میں سے کچھ چیزیں کاٹی گئی ہیں ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ تبلیغ کے ساتھ جاتے ہیں میں نے جواب میں کہا مجھے اس بات پر کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ میں مسلمان ہوں مجھے اس پر فخر ہے تو انہوں نے پتہ نہیں یہ بات کیوں کاٹ دی، مجھے تو بات سمجھ نہیں آئی۔

مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق کی ان گنت خدمات

بہرحال آپ نے مولانا صاحب کی کتاب کی تقریب رونمائی کا اچھا کام کیا میں بھی اس میں شامل ہوا ہوں، ٹاپک (Topic) تو بقول مولانا صاحب کے بڑا خطرناک ہے مجھے نہ تو اس سلسلہ میں اتنی کوئی جان ہے اور نہ میں بول سکتا ہوں بہرحال مولانا صاحب کی خدمات مسلّم ہیں ان کا جو اپنا مدرسہ ہے میں ان کے پاس وہاں بھی گیا ہوں میں سمجھتا ہوں اس ملک میں ان کے والد صاحب کی بہت بڑی خدمات ہیں ان کی وجہ سے جو دین پھیلا ہے اور جو مسلمان وہاں پیدا ہوئے، دین کا جو چراغ وہاں سے جلا ہے وہ ان شاء اللہ قائم رہے گا۔

عالم کفر کا مسلمانوں کے خلاف تعصب بھرا رویہ

میں دین کے جذبہ کی خاطر علماء کی قدر و عزت کرتا ہوں اب میں اس میں کس قدر رول پلے کر سکتا ہوں مجھے اس بات کا علم تو نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں پر C.M بننے کا موقع دیا ہے ان شاء اللہ کوشش کریں گے کہ دین کے سلسلہ میں آپ

کی خدمت کریں میں جو بھی خدمت مدارس کے سلسلہ میں کرسکوں آپ کی خدمت جاری رہے گی اور کچھ بھی نہیں تو آپ کی عزت ہوگی میں یہ بات بھی وثوق سے کرسکتا ہوں کہ ہمارے پریذیڈنٹ صاحب جب بھی باہر جاتے ہیں آپ کے مدارس کا بڑا کھل کر حمایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جتنا سوشل ورک ہمارے مدارس کررہے ہیں وہ کسی نے نہیں کیا یہ بات بھی انہوں نے کہی ہے کہ ہمارے مسلمانوں کو دیوار سے لگایا جاتا ہے یہ حالات خود پیدا کئے جارہے ہیں جس سے یہ ماحول پیدا ہورہا ہے جیسا کہ شاہد صاحب نے کہا کہ اگر جنرل صاحب نے اس حوالے سے اپنے ملک میں اگر کوئی بات کی ہے کچھ لچک پیدا کرنی چاہیے تو ایک سربراہ کے حیثیت سے انٹرنیشنل حالات کو دیکھنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ اس کے پیچھے ایک مصلحت ہو آپ علماء ومشائخ سے ملاقاتیں بھی ان کی ہوتی رہتی ہیں۔

دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کی بھی ضرورت

میں نے رشین جہاد میں جانے والے لوگوں سے ملاقاتیں بھی کی ہیں اور اسلحہ کی جو بات ہے تو وہاں میں نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد بھی دیکھی ہے اس سے مجھے واقفیت ہے وہ حقیقت ہے جب عراق وار ہورہی تھی تو ایک دفعہ مجھے جمعہ کی نماز کا موقع ملا تو وہاں مسجد میں مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ امریکہ والوں تم نیچے اتر آؤ تو ہم تمہیں دیکھیں گے مجھے بڑا افسوس ہورہا تھا میں نے کہا کہ ہمارے پاس ٹیکنالوجی نہیں ہے تو ہم ان کو نیچے اترنے کا کہہ رہے ہیں یہ حقیقت بھی ہے کہ نیچے اترنے کے بعد بڑا فرق پڑا ہے اوپر اوپر کچھ اور بات تھی اور اب نیچے اترنے پر فرق پڑا ہے مطلب یہ ہے کہ دینی تعلیم اپنی جگہ ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی بھی سیکھنی چاہیے،

اکابر کے نزدیک جدید علوم کی اہمیت

ہمارے حکمران یہی کہتے ہیں کہ آپ اپنے مدارس میں سائنس وٹیکنالوجی اور یہ دنیا کے علوم عصری علوم پڑھائیں۔ پاک وہند کی تقسیم کے وقت بھی علماء کہتے تھے کہ جدید علوم پڑھیے۔

محمود شام کی متاثر کن باتیں

محمود شام صاحب کی باتیں سن کر میں بڑا متاثر ہوا ان کی زندگی کا یہ پہلو مجھے پہلے معلوم نہ تھا مجھے اور محمود شام صاحب کو ان باتوں میں زیادہ نہ گھسیٹیں ہمیں کسی اور جگہ بھی رہنے دیں انشاء اللہ جس حد تک ہم آپ کا ساتھ دے سکتے ہیں اس حد تک دیں گے آپ سے یہ درخواست ضرور کریں گے کہ ہمیں دعاؤں میں ضرور یاد کریں لمبی چوڑی تقریر اس لئے نہیں ہوسکتی کہ جماعت کا ٹائم گزر رہا ہے اور میرے پاس کوئی خاص موضوع بھی نہیں ہے کہ آپ علماء کے سامنے کھڑے ہو کر لیکچر دوں۔

خطاب
جناب جاوید علی شاہ گیلانی صاحب

تعارف

پاکستان مسلم لیگ ن کے رہنما، ممبر آف سینیٹ

میدان سیاست اور تقریر و تحریر کے شہسوار

مولانا سمیع الحق کا دینی جدوجہد

مولانا صاحب کا جومقام و مرتبہ اور عزت و حیثیت ہے وہ مسلّم ہے انہوں نے اس کتاب کی شکل میں برملا اور باہمت کوشش کی ہے مولانا صاحب نے ہمیشہ دینی جدوجہد میں اہم رول ادا کیا ہے اس سلسلے میں آپ نے بہت کچھ اس تقریب میں سن بھی لیا ہے اور ان کی کوششوں سے آپ پریس اور میڈیا کے ذریعے بھی واقفیت حاصل کرتے ہوں گے۔

مولانا ہمہ جہت شخصیت کے حامل

یہ کتاب میں نے سرسری طور پر پڑھی ہے اسے مکمل پڑھ لوں تو اس پر اپنا تبصرہ اگر اِس وقت آپ کے سامنے پیش نہ کرسکا تو انشاء اللہ لکھ لوں گا مولانا صاحب ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں مختلف میدانوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں میدان سیاست کے علاوہ درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے بھی شہسوار ہیں۔

خطاب
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

عہد حاضر کا علم کلام کیا ہے؟

أعوذ باللہ من الشطین الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَ یَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (التوبۃ:۳۲)

امت مسلمہ کو درپیش اہم ترین مسائل

میرے انتہائی قابل احترام مہمان خصوصی جناب ارباب غلام رحیم صاحب میرے انتہائی محترم جلیل القدر علمائے کرام مشائخ عظام عمائدین ملک وملت دانشواران اور محترم حاضرین! میں اپنی کتاب کے بارے میں کچھ کہوں مناسب نہیں کہ اس تقریب میں تقریر کروں اور یہ محبت کی اور حسن ظن کی باتیں میں نے اپنی تعریف کی سنی اور جو واللہ میری طبیعت گوارا نہیں کرتی یہ کتاب جس کی تقریب رونمائی ہو رہی ہے اس سلسلے کے ذریعہ سے سلگتے ہوئے مسائل کو جو راکھ میں دبا دیئے گئے ہیں اور اندر سے وہ سلگ رہے ہیں ان چنگاریوں کو کسی طرح زندہ کرنا چاہتے ہیں اور پھیلانا چاہتے ہیں یہ مسائل جن کا زبان پر اسوقت لانا دہشت گردی اور کفر بن چکا ہے کسی طرح یہ جمود توڑا جائے

اوراس کے ضمن میں جووقت کے اہم ترین مسائل ہیں، امت مسلمہ کو جوچیلنج درپیش ہیں ہمارے اوپر انتہائی سخت دور آئے ہیں فقہ اور علم کلام کے مباحث اور نظریاتی اموراور قرامطہ و باطنیہ خوارج کا اور معتزلہ وروافض فلسفہ یونان اور منطق وحکمت کادور آیا بہت بڑے چیلنجوں سے ہم گزرے ہیں،اس کے مقابل پھر پوراعلم کلام نئ سے نئی شکل میں علماء نے مرتب کیا میں سمجھتا ہوں اس وقت عالم اسلام کا مسئلہ فقہ کے اختلافی مباحث نہیں ہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی اہمیت اورعلم کلام میں جوموشگافیاں ہیں اس کا وقت نہیں اس وقت کا علم کلام یہی ہے جواسی کتاب میں چھیڑا گیا ہے یعنی عالم کفر جن مسائل کو اچھال رہا ہے اور اٹھا رہا ہے یہی موضوعات ہیں جہاد ہے دہشتگردی ہے دینی تعلیم ہے طالبان ہیں، ملا عمر ہے، اسامہ بن لادن ہے یہ اہم موضوعات اس وقت پورے زوروشور سے اٹھائے گئے ہیں اوراس سے صرف نظر کرنا خودکشی کودعوت دینا ہے یعنی پورامغربی میڈیا آپ پر یلغار کرچکی ہے اور پرنٹ والیکٹرانک میڈیا ساری اسی پر لگی ہے وہ لوگ بڑے محنتی ہیں میں نے ایسے ایسے لوگ چار پانچ سالوں میں دیکھے ہیں ان میں نوجوان اور انتہائی راحتوں کے عادی لوگ اور عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اپنے لئے اسے ایک جہاد سمجھا ہے سخت گرمیوں، مچھروں اور شدید تکلیف دہ علاقوں میں دارالعلوم میں تین تین چار چار راتیں گزارتے تھے ہم ان کونہیں چھوڑتے تھے لیکن وہ ساری ساری رات باہر لان میں ہاتھ سے دستی پنکھا چلاتی رہتی تھی۔

یعنی وہ اس کوایک مشن بنا چکے تھے کہ اس زور وشور سے اس موضوع کو چلاؤ کہ مسلمانوں کا صفایا ہم نے توپ وتفنگ سے تونہیں کیا اوریہی وقت ہے کہ اس ذریعہ سے انکا صفایا ہوجائے ان کے اپنے لوگ ان کے دشمن بن جائیں اور اتنا جھوٹ بولا جائے کہ خود باپ اپنے بیٹے کے خلاف اٹھ کھڑا ہوجائے کہ گھر سے نکلیں تو دہشت گرد

ہے اور سارے حکمران بھی یک آواز ہو یہ اس میڈیا کا زور ہے وہ ہمیں توپوں، ٹینکوں اور بموں سے نہیں ختم کر سکے۔

مغربی میڈیا کی یلغار اور مسلم صحافیوں کا کردار

لیکن یہ جو یلغار اس وقت شروع ہوئی ہم نے اس کا تعاقب نہیں کیا، ہم نے اپنے صحافی نہ دیکھے، ہم نے اپنے ایڈیٹر نہ دیکھے، ہم نے اپنی میڈیا کے لوگ اس طرح نہیں دیکھے کہ وہ بھی جنگلوں اور صحراؤں میں، پہاڑوں میں جہادی مراکز میں، تعلیمی اداروں میں جا کر دیکھے کہ حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے بارہ بارہ صفحات جھوٹ کے پلندوں کے شائع کیے کرسٹینا لیمب وہاں (حقانیہ) کے پیچھے منڈلاتی رہی اس نے چار سو صفحات کی کتاب لکھی اس نے ۱۴۰ صفحات میرے بارے میں خرافات کے بھرے ہوئے لکھے کہ ہر چیز پر وہاں مٹی تھی، گرد آلود تھا، انہوں نے ہمارا نقشہ دنیا کے سامنے بھیانک پیش کیا کہ یہ ایک پرانے جنگل کی مخلوق ہیں مجھ سے B.B.C کی ایک سرکردہ خاتون نمائندہ نے بڑے تعجب سے کہا جب وہ اپنی ایک ٹیم کے ساتھ حقانیہ آئی تھی تین دن وہاں رہی طالب علموں کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، نماز پڑھنا، سٹڈی کرنا، انہوں نے کہا کہ ہم سب کچھ دیکھنا چاہتے ہیں وہ تہجد کے وقت بھی اٹھتی اور دیکھتی کہ یہ لوگ (طالب علم) کیا کرتے ہیں سارے حالات دیکھتی تو اس نے آ کر کہا کہ دنیا بھر میں ایسے مہذب سٹوڈنٹس ہم نے دیکھے ہی نہیں۔

طالبان مغربی میڈیا کی نظر میں

اور اس نے کہا کہ ہمیں یہ تعجب ہوا کہ طالبان کے نام بھی ہوتے ہیں آپ اس سے اندازہ لگائیں یعنی اس کو حیرت ہوئی کہ ان کے نام بھی ہوتے ہیں عبدالرحمٰن، زید، عمر اور ابوبکر اس نے کہا کہ ہمیں تو بتایا گیا یہ بالکل جنگلی قسم کی مخلوق ہے بالکل ریڈ

انڈین قبائل کی طرح ایک مخلوق ہے، نکل کر یلغار کرتی ہے اور پھر واپس چلی جاتی ہے جیسے بھیڑ بکریوں کے نام نہیں ہوتے اس طرح یہ بھی ہیں تو اس میڈیا کا سارا سلسلہ یہی ہے کہ اسے مسخ کر کے پیش کیا جائے انہوں نے چار دن فلم بندی میں گزارے اور جہاں کچن (مطبخ) میں کھانا تقسیم ہوتا ہے اور وہاں لائن میں طالب علم کھڑے ہوتے ہیں ایک شخص کمرے کے پانچ چھ افراد کے ٹکٹ لا کر دکھاتا اور کھانا وصول کرتے ہیں وہاں اتفاقاً کہیں دو چھوٹے بچے لائن میں کھڑے تھے انہوں نے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کی تو انہوں نے چار دنوں کی اس محنت کے بعد وہ منظر دکھایا کہ دیکھو یہ لوگ روٹی پر لڑ رہے ہیں ہم نے انکے ساتھ کیا کیا سلوک کیا انہیں اس زمانہ میں افغانستان بھیجا یہ بھی نہیں ہے کہ انہیں لاعلمی ہے۔

اسلام اور امن وسلامتی کا باہمی تعلق

ان کو یقین ہے کہ اسلام سراپا دین رحمت ہے اور سلامتی اسی میں ہے اس کا نام ہی سلامتی اسلام ہے اور ایمان امن سے ہے المؤمن من أمنه الناس علی دمائهم وأموالهم (نسائی: ح ٤٩٩٥) ایمان امن سے نکلا ہے، اسلام سلامتی سے نکلا ہے اور مسلمان ہر وقت جب ملتا ہے کافر کو بھی دشمن کو بھی دوست کو بھی السلام علیکم کہتا ہے یعنی لاء اینڈ آرڈر اور امن سلامتی جب الگ ہے پھر کہتا ہے السلام علیکم جس مذہب کی بنیاد یہ ہو، اللہ تعالیٰ ہم سے جب پہلی بات کرے گا تو پہلی بات اللہ کی السلام علیکم پر ہوگی کہ تم پر سلامتی ہو سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ قرآن مجید میں ہے کہ پہلی ملاقات میں اللہ امن وسلامتی سے مخاطب کرے گا اور مسلمانوں کا نعرہ اور شعار کیا ہوگا تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ اور یہ ہے کہ کوئی اور بات ہی نہیں ہوگی سوائے اس کے اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ایک

ہی گفتگو چل رہی ہوگی کہ سلام ہو سلامتی ہو تو وہ اس مذہب کو سمجھتے ہیں کہ سلامتی کا ہے لیکن انہوں نے ملیامیٹ کرنا ہے، آپکو مٹانا ہے آپ کا اسلام ان کو برداشت نہیں ہے۔

اسلام کے خلاف عالم کفر کا مثالی اتحاد اور اتفاق واجماع

تو پہلی دفعہ یہ فراڈ ۱۴۰۰ سال میں ہوا ہے جنگ ہمیشہ ہوتی تھی، پہلے انہوں نے مذہب کا مذہب سے جنگ کا نام دیا، ملک کا ملک سے جنگ کا نام دیا، قوم کا قوم سے جنگ کا نام دیا اور پہلی بار یہ ہوا ہے کہ عالم کفر سارا ایک ہوگیا ہے اور ہمیشہ سے ایک ہے الکفر ملة واحدةً (الاثار لابی یوسف:ح ۷۸۱) لیکن ہمارے خلاف ایسا کبھی نہیں ہوا تھا اپنی مجبوریوں کی وجہ سے مفادات کی وجہ سے کچھ ہمارے ساتھ ہوتے تھے کچھ ہمیں بچانے کے درپے تھے، امریکہ اور روس کی لڑائی آپ نے دیکھی کوئی ایک سپر پاور ہمارے ساتھ ہوتا تھا کوئی دوسرا سپر پاور ہمارے خلاف لڑتا، کوئی مصر کے ساتھ ہوتا کوئی الجزائر کے ساتھ ہوتا اور سب کے سب کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ مسلمان کے ساتھ نہیں تھے مسلمانوں کے خلاف ہوگئے ہوں، تاتاریوں کی جنگ میں بھی کچھ ہمارے پشت پناہ تھے صلیبی جنگوں میں بھی ایسا تھا لیکن یہودی اور ہندو اس میں شریک نہیں تھے یہ پہلا موقع ہے کہ ہندو ہو، مشرک ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو اور کمیونسٹ بھی ہو یہ امتیاز بھی ختم ہوگیا ہمیشہ سرمایہ دار اور کمیونسٹ آپس میں لڑتے تھے وہ بھی اب ایک ہیں، مشرق اور مغرب کا فرق بھی ختم ہوگیا ہے یہ مشرقی اقوام اپنے آپ کو مشرقی کہنے کے لئے مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب کا نعرہ لگاتے تھے لیکن اب آپکے بارے میں مشرق اور مغرب ایک ہوگیا ہے ورنہ جاپان کو ٹانگ اڑانے کی کیا ضرورت ہے فلپائن بھی یہی بات کرتا ہے، تھائی لینڈ بھی یہی بات کرتا ہے، جنوبی کوریا اور تمام یعنی سارے بدھسٹ بھی، کمیونسٹ بھی چین بھی انکی ہاں میں ہاں ملا رہا

ہے بات یہ ہے کہ اس وقت پورا عالم کفر ہے اس میں ایک ملک بھی ہمارے ساتھ نہیں ہے، کوئی چھوٹی ریاست بھی ہمارے ساتھ نہیں ہے۔

عالم کفر کے ساتھ مسلم حکمرانوں کا اتحاد ایک المیہ

اور المیہ یہ ہے کہ پورے عالم کفر کے ساتھ پورے عالم اسلام کی جو قیادت ہے جو حکمران ہیں ۵۸ ملکوں کے بھی سب کے سب ان کے ساتھ کھڑے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم عالمی کولیشن کے ساتھ ہیں ایسا وقت کبھی تاریخ میں نہیں آیا تھا، کوئی تو صلاح الدین ایوبی ہوتا تھا، کوئی تو محمود غزنوی ہوتا تھا، کوئی محمد بن قاسم اٹھتا تھا، کوئی احمد شاہ ابدالی اٹھتا تھا، اس وقت پورے ۵۸ ممالک میں کوئی حکمران ایسا نہیں جو ان کی ہاں میں ہاں نہ ملا رہے ہوں کہ یہ دہشت گردی ہے ہم دہشتگردی برداشت نہیں کر سکتے پھر یہ مصیبت دوسری ہے کہ ہمارے ساتھ جھگڑا بھی کسی اور نام پر نہیں ہے کہ کوئی ہمیں ہمدردی دے سکے ہماری تصویر مسخ کر کے پیش کی جارہی ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں اسلام دہشت گردی ہے، قرآن وسنت دہشت گردی ہے، مدرسہ ومنبر ومحراب دہشت گردی ہے اور رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ نعوذ باللہ سب سے بڑے دہشت گرد تھے اور دہشت گردی کا معنی کیا ہے؟ ڈاکو، خوانخوار درندہ اب ہمارے گھر میں بھی ایک بچے کے بارے میں اتنے شوروغوغا سے کہا جائے کہ یہ بڑا خطرناک خونی ہے دوسرے بھائی جھٹلائیں گے ایک دن ایسا کریں گے دوسرے دن، تیسرے دن، مگر چوتھے دن سب کہیں گے کہ واقعی ایسا ہی ہے اتنا زبردست شور ہے جب ہر ایک کہے گا کہ دہشت گرد ہے تو پھر پڑوسی بھی کہیں گے واقعی یہ دہشت گرد ہے پھر سارے محلے والے کہیں گے اور پھر پورا شہر کھڑا ہو جائے گا کہ مارو مارو اس کو نکالو اس پر رحم کا جذبہ پھر کسی کو نہیں آئے گا یہی پروپیگنڈہ پوری امت کے بارے میں ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں، سانپ ہیں، اس لئے جمع ہو کر ہم

سب ان کو مار رہے ہیں اور اسکا زہریلا پن اتنی تیزی کے ساتھ زوروشور سے پھیلایا جارہا ہے کہ سارے لوگ اس پر یقین کرنے لگے ہیں ہمارے حکمران بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں تو ایک ایسی خطرناک جنگ ہمارے اوپر آئی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان حساس مسائل کو اجاگر کیا جائے اوراس کا جواب دلائل سے، محبت سے اور برہان سے دیا جائے کہ خدا کے بندو اسلام کو کیوں مسخ کررہے ہو اسلام تو اس کے برعکس ہے اورتم اگر اسلام کومٹانا چاہتے ہو تو یہ الزام تومت لگاؤ بہرحال اسلام تو نہیں مٹے گا اوراللہ نے اس آیت میں جو میں نے پڑھی کہا ہے کہ وہ سب مل کر نور اللہ کے مٹانے کے درپے ہیں لیکن...... ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

میڈیا وار کا مقابلہ میڈیا وار سے

بہرحال یہ ایک ضرورت ہے کہ اس مسئلے کو دبنے نہ دیا جائے میری تو خواہش ہے کہ کوئی ایسا بورڈ ہو کوئی ایسا بین الاقوامی اور بین الاسلامی ادارہ ہو جو اس میڈیا وار کا مقابلہ میڈیا وار سے کرے اور دلائل سے کرے، انگریزی میں دنیا کے خرافات اس موضوع پر چھپ رہے ہیں مخالفت میں، جواب کے لئے کچھ ادارے اس سلسلے میں ہونے چاہئیں جہاں جواب اور اصل تصویر ان کو پہنچائی جائے بش یہ سب کچھ (حقیقت اسلام) سمجھ رہا ہے لیکن اپنے مفادات کے لئے ایسا کرتا ہے اپنی قوم کو گمراہ کررہا ہے یہ دکھانے کے لئے کہ جو کچھ کررہا ہوں وہ سب ٹھیک کررہا ہوں اب اس قوم کے لئے ہمارے پاس کچھ ایسے لوگ ہونے چاہیے جو ان کے پاس جائیں اوران کو سمجھائیں کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے، ان کے کالجوں یونیورسٹیوں اور سیمیناروں میں جائیں اور ان کے جوانوں کے پاس جائیں اور بتائیں کہ اسلام ایسا نہیں ہے یہ آپ کو ورغلا رہا ہے، خراب کررہا ہے اور قتل کررہا ہے۔

ہزاروں انٹرویوز سے صرف چالیس کا انتخاب

میں محمود شام صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ ایسی کچھ تجاویز مرتب ہونی چاہییں تاکہ اس موضوع پر ایک ٹھوس کام بھی شروع ہوجائے، مجھے خوشی ہے کہ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب نے بھی اس بات کی ضرورت محسوس کی اس سے پہلے لاہور میں جناب مجید نظامی نے بہت زور اور شدّ و مد سے اصرار کیا کہ اس کا فوری طور پر انگریزی ترجمہ ہونا چاہیے۔

انگریزی ترجمہ اور اشاعت کی ضرورت

ہمیں خوشی ہوگی کہ آپ حضرات اس کارخیر کو خود سنبھالیں میں نے مجید نظامی صاحب سے بھی کہا تھا کہ آپ کے پاس انگریزی اخبار بھی ہے اور اس کا سارا عملہ اور لکھنے والے ہیں تو اللہ کرے کہ یہ سلسلہ آپ لوگوں کے ذریعہ آگے بڑھے، یہ کتاب انگریزی میں چھپے اس میں جو مکررات ہیں ان کو نکالا جائے اور خاص موضوعات پر تقسیم کیا جائے اس کی اصل گفتگو ہمارے ترجمان کے ذریعہ انگریزی میں ہوتی تھی وہ سب ریکارڈ آڈیو کیسٹوں میں محفوظ ہے یہ تو صرف ۴۰ انٹرویوز ہیں ٹوٹل انٹرویوز تو تین چار ہزار ہوچکے ہوں گے اور یہ سلسلہ ہر روز جاری ہے یہ تو ہم نے اس کا ایک خلاصہ منتخب کیا ہے لوگ مجھے منع کرتے تھے کہ انہیں کیوں دارالعلوم میں آنے دیتے ہو اور کیا ان کے ساتھ سر کھپاتے ہو میں نے کہا کہ اللہ انہیں ہمارے پاس اس دور افتادہ شہر (اکوڑہ خٹک) میں بھیج رہا ہے ہمیں چاہیے تھا کہ ہم جاتے ہمارے صحافی ہمارے علماء واشنگٹن، نیویارک اوران کے کالجوں یونیورسٹیوں میں جاتے اوران کو سمجھاتے، ہم سے یہ نہیں ہوسکتا وہ وہاں دور سے آتے ہیں اور اس ماحول میں ہمارے ساتھ بیٹھتے ہیں تو ہمیں تو اس پر خدا کا بڑا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دے رہا ہے۔

جہاد نصرت خداوندی اور ایمانی قوت پر موقوف ہے

بہر حال جناب محمود شام صاحب نے بڑے اہم سوالات اٹھائے ہیں ان چیزوں پر بھی گفتگو جاری ہے ہمیں سائنس و ٹیکنالوجی کی اہمیت سے انکار نہیں ہے سائنس و ٹیکنالوجی بھی مسلمانوں کی روح ہے دفاعی صلاحیت ضروری ہے ایٹم بم نہایت اہم ہے نماز بھی اور روزہ بھی مگر میں آپ کو بتاؤں کہ خدا نے فرمایا ہے کہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ نماز کا نہیں کہا جا رہا ہے کہ جتنا تمہارا بس چلے نماز پڑھو نہیں بلکہ پانچ وقت کا کہا، روزہ سارے سال کا نہیں کہا صرف ایک مہینہ، حج ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ زکوٰۃ کا صرف چالیسواں خمس وعشر باقی سارا چھوڑ دیا لیکن صرف یہ مسئلہ ہے کہ مَّا اسْتَطَعْتُمْ اسے محدود نہیں کیا ایٹمی صلاحیت یا جوہری صلاحیت جتنا بھی تمہارا بس چلے یعنی پتھر کھاؤ، مٹی کھاؤ، بھوکے رہو، لیکن آخری سانس تک اس میں بڑھتے رہو پھر اہل مغرب ہمیں کرنے کیا دیتے ہیں، ہم انتظار میں ہیں کہ ٹیکنالوجی میں ان کے برابر ہو جائیں تو میرے خیال میں ہم سو سال میں ان کی ٹیکنالوجی کو کور نہیں کر سکتے تو اگر اس وقت کا انتظار کرو گے تو اس وقت تک تو ہم ملیا میٹ ہو چکے ہوں گے صرف یہ دیکھنا کہ ان جیسی ایٹمی صلاحیت ہمارے پاس ہو تو پھر تو ہمارا نام ونشان ہی مٹ جائے گا ہمارے حضور ﷺ نے دو تلواروں اور نیزوں سے بھی کام لیا یہ نہیں کہا کہ مقابلہ مشکل ہے ان کی سائنس و ٹیکنالوجی بہت آگے تھی لیکن یہاں عدد اور وسائل پر یہ جنگ نہیں ہوئی نصرت خداوندی اور ایمان پر ہوئی ہے سو سال میں ہم ان کو کور کریں گے تو وہ ۵۰۰ سال اور آگے بڑھ چکے ہوں گے تو ہم ہاتھ پاؤں باندھ کر نہیں بیٹھے رہیں گے۔

مغرب زوال پذیر ہے امتحان کے چند ایام باقی ہیں

میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی افغانستان میں شکست نہیں ہوئی جیسا کہ محمود شام

صاحب نے کہا روس کو نکالنے میں انہوں نے ۱۶ سال برداشت کئے اور یہاں تو ابھی دو تین سال ہوئے ہیں اور امریکی ابھی سے بھاگ رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ روس کے بھگانے کے عرصہ سے کم میں ان شاء اللہ امریکہ بھاگے گا وہاں (افغانستان) میں ان کی حکومت نہیں ہے وہ وہاں سرکاری حدود اور کیمپوں سے نکل نہیں سکتے اور اگر جاتے ہیں تو موت کے منہ میں جاتے ہیں جیسا کہ وہ عراق سے بوریا بستر سمیٹ رہا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ روس جیسی طاقت کی انہوں نے ۱۶ برس تک مزاحمت کی اور امریکہ کو وہ کھلا چھوڑ دیں گے نصرت خداوندی ہمارے ساتھ ہے یہ ایک امتحان ہے اور امتحان کے چند دنوں میں اگر ہم حوصلہ بلند رکھیں اور قوم کو اپنا پیغام دیں اور اس موضوع کو زندہ رکھیں تو ان شاء اللہ نصرت خداوندی ہمارے ساتھ ہوگی میں اپنی بات مختصر کرنا چاہتا ہوں، ہمیں خوشی ہے کہ ڈاکٹر شاہد مسعود بھی آئے ہیں انکے خیالات ہم نے سنیں، میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسا منصوبہ ہونا چاہیے کہ میڈیا وار کا ہر جگہ مضبوطی سے مقابلہ ہو، انگریزی میں بہت زیادہ زہریلا مواد آرہا ہے اور ایک بڑا طبقہ اس سے متاثر ہورہا ہے میں کہتا ہوں کہ ان تک بھی اپنے خیالات پہنچانے چاہئیں اور جوابات بھی یہ وقت کا بہت بڑا جہاد ہے میں آخر میں جناب وزیر اعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم صاحب اور آپ سب حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں، یہ تقریب دو دن کے مختصر نوٹس پر منعقد ہورہی ہے پرسوں مجھے اسکا خیال آیا تو اللہ کی مدد ہے کہ ایسا بھرپور اجتماع ہورہا ہے کہ گویا یہ ان سارے حضرات کے دلوں کی بات تھی اسلئے ان سب نے لبیک کہا ان شاء اللہ آپکی یہ ساری نشست اللہ کے ہاں جہاد میں شمار ہوگی۔

تقریب رونمائی : جامعہ دار العلوم حقانیہ

تقریب رونمائی کتاب

زین المحافل شرح الشمائل للامام الترمذیؒ

فروری ۲۰۰۸ء

تقریب رونمائی

زین المحافل شرح الشمائل للترمذی

تقریبِ رونمائی میں شرکت کرنے والے زعماءِ ملت
محدثین،علماء،مشائخ،مفسرین،اکابر اور رہنمایانِ اُمت کی نشستوں کا دیدنی منظر

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم وسیع دارالحدیث ''شریعت ہال'' میں مسند حدیث پر شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم تشریف فرما تھے ان کے دائیں بائیں نشستوں پر اکابر فضلاءِ دیوبند، بزرگ عالمِ دین حضرت مولانا عبدالحنان صاحب فاضل دیوبند، شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب فاضل دیوبند، شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار صاحب فاضل دیوبند، استاذ العلماء حضرت مولانا غریب اللہ صاحب فاضل دیوبندو مظاہر العلوم سہارنپور، محدث جلیل شیخ الحدیث حضرت مولانا حمداللہ جان صاحب فاضل مظاہر العلوم، حضرت مولانا غلام حیدر صاحب فاضل دیوبند (رکنِ شوریٰ دارالعلوم حقانیہ) شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق

صاحب نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ، جانشینِ امام الہدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب جلوہ افروز تھے۔

سٹیج کی دوسری اور تیسری لائن کی نشستوں پر شیخ الحدیث حضرت مولانا حمید اللہ جان صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب، شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم دیروی صاحب، بزرگ عالمِ دین حضرت مولانا لطیف الرحمان صاحب بانی و مہتمم دارالعلوم ضیاء العلوم بیگم پورہ لاہور، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد احمد صاحب بانی و مہتمم دارالعلوم شیر گڑھ، مولانا محمد قاسم حقانی ایم این اے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام جامعہ اشاعت القرآن حضرو، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مہتمم دارالعلوم زکریا راولپنڈی، معروف سکالر و مصنف حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب راولپنڈی، حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی خانقاہ مدنیہ اٹک، حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدیر ماہنامہ القاسم، بانی و مہتمم جامعہ ابوہریرہ (سٹیج سیکرٹری)، بزرگ عالمِ دین استاذ العلماء حضرت مولانا نور الہادی صاحب شاہ منصور ضلع صوابی، وفاق المدارس پاکستان کے قدیم و مخلص رکن اور سابق ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ مہتمم جامعۃ الصالحات کمپلیکس لکی مروت، استاذ العلماء حضرت مولانا ظہور الحق صاحب دامانی (چھچھ)، حضرت مولانا محمد زاہد قاسمی جانشین مولانا محمد ضیاء القاسمی فیصل آباد، معروف سکالر و مصنف شیخ الحدیث حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب دارالعلوم اوگی مانسہرہ، حضرت مولانا عبدالرشید انصاری مدیر ماہنامہ نور علیٰ نور فیصل آباد، حضرت مولانا صاحبزادہ عتیق الرحمٰن صاحب ایبٹ آباد، بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اسلام آباد، حضرت مولانا قاری حسین احمد مردان، شیخ الحدیث مولانا اصلاح الدین حقانی دارالعلوم لکی مروت (مرتب شرح

شمائل ترمذی)، مولانا حامد الحق حقانی سابق ایم این اے، مولانا راشد الحق سمیع حقانی مدیر ماہنامہ الحق، مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب (معاون سٹیج سیکرٹری)، حضرت مولانا سید عبدالبصیر شاہ حقانی بانی و مہتمم مدرسہ دارالفرقان حیات آباد، حضرت مولانا غلام رسول حقانی مہتمم مدرسہ باڑہ گیٹ پشاور، حضرت مولانا قاری فضل ربی صاحب راولپنڈی، حضرت مولانا شاہد کمال صاحب پشاور، حضرت مولانا غنی الرحمٰن صاحب پشاور، حضرت مولانا احمد سعید صاحب لدھیانوی، شیخ الحدیث مولانا چاند بادشاہ القادری مہتمم و مفتی جامعہ قادریہ مظہر العلوم تورڈھیر صوابی تشریف فرما تھے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کی شرح زین المحافل کی تقریب رونمائی کے اس مبارک اجتماع میں روحانی اور نورانی منظر تھا، ایسا لگتا تھا کہ اہلِ جنت نے دنیا میں آ کر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث کو جنت کی رونقوں اور آخرت کے بہاروں اور قرآن و حدیث کے انوار سے منور کر دیا ہے۔

مشائخ و زعماءِ اُمت کے خطبات اور تأثرات

''زین المحافل شرح الشمائل للترمذی کی تقریب رونمائی'' کے سلسلہ میں اجتماع کے انعقاد کا فیصلہ ہوا، تو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ، اساتذہ، منتظمین اور خود گیارہ سو (۱۱۰۰) شرکائے دورۂ حدیث سراپا اشتیاق و انتظار بن گئے ''تقریب رونمائی'' کے اجتماع کی تاریخ مقرر ہوئی، تو صرف چار روز باقی تھے نہ اشتہار چھپا اور نہ اخبار میں خبر لگی اور نہ کسی باقاعدہ منصوبہ بندی سے بڑے جلسے یا کانفرنس کے طرز پر پروپیگنڈے یا تشہیر کا اہتمام کیا گیا جن اکابر، مشائخ، بزرگوں، شیوخ اور مخلصین کے نام یاد آتے گئے، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی جانب سے انہیں دعوت نامہ بھیجا جاتا رہا ڈاک کا سسٹم اور پھر ہرکاروں کے کام تو سب کو معلوم ہیں

مگر اسے شمائل کی برکتیں اور اہلِ علم کی کراماتیں ہی کہا جا سکتا ہے کہ چار روز کی اس مختصر ترین مدت میں دعوت نامہ جہاں جہاں پہنچ سکا اور پھر ان سے جن جن احباب و مخلصین کو واسطہ درواسطہ خبر ملتی گئی وہ اجتماع میں شرکت و حاضری کا مصمم ارادہ کرتے اور رختِ سفر تیار کرنے میں مصروف ہوگئے ہوا کی دوش پر یہ خبر پھیل گئی اجتماع کی صبح ۹ بجے سے اجتماع گاہ دارالحدیث کے شریعت ہال میں لوگ لائن بنا کر داخل ہونا شروع ہوئے سکیورٹی کا انتظام بھی ماشاء اللہ مضبوط اور مستحکم تھا جس کی وجہ سے گیارہ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ دس بجے جامعہ کے سیکٹریٹ کے دارالاضیاف میں تشریف لائے، اضیاف، مشائخ، علماء اور زعماء کو خوش آمدید کہا گھنٹہ بھر ان کے ساتھ رہے زین المحافل، آج کی تقریب، ملکی حالات، مدارس و جامعات کے تحفظ، دینی قوتوں کے اتحاد اور دیگر اہم موضوعات پر تبادلۂ خیال فرمایا گیارہ بجے کے قریب مولانا راشد الحق سمیع، مولانا محمد یوسف شاہ اور جناب شفیق الدین فاروقی نے دارالاضیاف میں آ کر حضرت کو آگاہ فرمایا کہ دارالحدیث کو گیلریوں سمیت اپنی وسعتوں کے باوصف تنگ دامنی کی شکایت ہے شریعت ہال گیلریوں سمیت کھچا کھچ بھر چکا ہے اور اندر تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے باہر رہ جانے والوں کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا جا رہا ہے آپ حضرات جلسہ گاہ میں تشریف لائیں تاکہ آغازِ کار ہو سکے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ علماء و مشائخ، اساتذہ اور زعماء کی جھرمٹ میں دارالحدیث میں تشریف لائے مشتاقانِ دید اور منتظر حاضرین مطمئن ہوئے، سب کے دل میں سکون، آنکھوں میں نور اور قلوب میں سرور آیا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ اور منتظمین کی درخواست پر جب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم مسندِ حدیث پر جلوہ افروز ہوئے تو سب اکابر، مشائخ

اساتذۂ جامعہ حقانیہ کے قدیم فضلاء اور بزرگوں نے کہا کہ آج تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ پھر سے زندہ ہوکر دارالحدیث میں رونق افروز ہیں، جب منتظرین نے دارالعلوم دیوبند کے سات فضلاء اور شیوخ و زعماء اور معزز وموقر علماء کو سٹیج پر بنائی گئی تین لائنوں میں اپنی اپنی نشستوں پر بٹھایا حاضرین و ناظرین، علمی جمال وکمال کے اس منظر کو یوں محسوس کررہے تھے، گویا وہ جنت کے حسین باغ میں بیٹھے ہیں اور اہلِ جنت کے حسن و جمال اور علمی و روحانی کمال کا مشاہدہ کر رہے ہیں مولانا عبدالقیوم حقانی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھالے، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مدرس مولانا قاری حمایت الحق صاحب کو تلاوتِ قرآنِ پاک کے لئے مدعو فرمایا قاری صاحب موصوف کی سحر انگیز تلاوت نے ایسا ایمان پرور سماں باندھا کہ دلوں کو نورِ ایمان سے بھر دیا سرحد کے مشہور شاعر احسان اللہ فاروقی نے پشتو میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ پر نظم پڑھی جس میں جامعہ کی مرکزیت و مرجعیت، محبوبیت اور آفاقیت کو آشکارا کیا گیا تھا ان کا کلام بھی اور انداز بھی وجد آفریں تھا حاضرین و سامعین بھی ان کی آواز میں آواز ملا کر اُن کا ساتھ دیتے رہے اس کے بعد جامعہ حقانیہ کے سینئر استاذ، معروف ادیب و مصنف مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ نے فارسی میں نظم پڑھی جس میں کتاب اور صاحبِ کتاب کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور اجلاس کی کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے مولانا عبدالقیوم حقانی نے فرمایا:

مولانا عبدالقیوم حقانی کی تقریر سے کچھ اقتباسات

''موجودہ حالات، عالم اسلام کے حالات، پاکستان میں عدم استحکام، مدارس کے مسائل، انسانی تحفظ کے مسائل، علماء اور دینی قوتوں کا تحفظ، مدارس کا تحفظ، اس سلسلہ میں الحمدللہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ختم بخاری کا اہتمام روزانہ کا معمول بن چکا

ہے استاذی و استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کے ارشادِ ہدایت کے مطابق آج بھی اولاً ختم بخاری ہوگا "زین المحافل شرح الشمائل للترمذی" کی تقریب رونمائی کا آغاز ہم ختم بخاری سے کر رہے ہیں پاکستان، عالمِ اسلام اور دنیا بھر کے مدارس کے تحفظ کے لئے دعا کی جائے گی یہ ختم بخاری سلف صالحین سے ایک متواتر منقول عمل ہے، مشکلات کے حل اور پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے، آج ہم سب کی خوش نصیبی ہے کہ ملک بھر کے مقتدر علماء، محدثین، مشائخ، اساتذۂ حدیث، مدرسین، اولیاء اللہ اور صاحب نسبت بزرگ اور اکابر موجود ہیں خود شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم مسندِ حدیث پر جلوہ افروز ہیں الحمد للہ اس سال یہاں مادرِ علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں گیارہ سو (۱۱۰۰) سے زیادہ طالب علم دورۂ حدیث میں کسب فیض کر رہے ہیں جبکہ دورۂ حدیث میں ڈھائی سو طلبہ ایسے بھی ہیں جنہیں باضابطہ داخلہ نہ مل سکا قیام وطعام کے وہ خود ذمہ دار ہیں، قرب و جوار کی مساجد اور دیہاتوں میں قیام کر کے وہ باقاعدہ طور پر سماعِ حدیث کرتے ہیں اور پھر رات کو واپس اپنی اپنی قیامگاہوں پر چلے جاتے ہیں جامعہ کے شرکائے حدیث اپنے اپنے رول نمبر کے مطابق بخاری شریف کا اپنا اپنا متعلقہ اور مفوضہ صفحہ کھول کر تلاوت شروع کردیں مولانا حقانی کے اِن کلمات کے بعد ختمِ بخاری شریف شروع ہوا اور آج بھی روزانہ کے معمول کے مطابق دس منٹ میں بخاری شریف کا ختم مکمل ہوگیا ختمِ بخاری کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کے کہنے پر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہم نے دعا کرائی۔

اجتماع کی غرض و غایت اور پسِ منظر

اجتماع کی غرض و غایت، پسِ منظر اور زین المحافل کی تقریب رونمائی کے

سلسلہ میں مولانا عبدالقیوم حقانی نے کہا جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ آج کا یہ مبارک، عظیم تاریخی اجتماع، شمائل ترمذی کی شرح ''زین المحافل'' کی تقریب رونمائی کے سلسلہ میں منعقد ہوا ہے ہمارے شیخ، ہمارے استاذ، مربی، محسن، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم مسلسل تیس پینتیس سال سے شمائل پڑھا رہے ہیں محدثِ کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ نے کوئی نصف صدی قبل اپنے مخلصین رفقاء کے ساتھ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی تھی، الحمدللہ وہ درخت آج ثمر آور ہے، پاکستان میں اور دنیا بھر میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے علوم و معارف کا سورج، پوری دنیا میں علومِ نبوت اور علومِ قرآن کی روشنی پھیلا رہا ہے ''زین المحافل'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، آج سے کوئی پچیس (۲۵) سال قبل مجھے یاد ہے، میرا یہاں جامعہ حقانیہ میں خدمتِ درس و تدریس کے سلسلہ میں آغازِ کار تھا زین المحافل کے مرتب مولانا اصلاح الدین حقانی کا دورۂ حدیث کا سال تھا حضرت الشیخ مولانا سمیع الحق صاحب کے درسی افاداتِ شمائل کو کیسٹوں میں محفوظ کرنے کا اہتمام کیا جاتا رہا، وہ کیسٹیں محفوظ رہیں، پھر اللہ نے فضل و کرم کیا، مولانا اصلاح الدین حقانی ہمت کر کے متوجہ ہوئے، مولانا اصلاح الدین حقانی سامنے بیٹھے ہیں، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت میں شیخ الحدیث ہیں وفاق المدارس میں پاکستان کی سطح پر پوزیشن حاصل کی، وہ مولانا سمیع الحق کے قریب تھے، انہیں مولانا عبدالحق سے خدمت کا تعلق تھا، ربّ نے اسی سال اس انعام سے نوازا کہ پورے پاکستان میں وفاق المدارس میں پوزیشن عطا فرمائی اور شیخ الحدیث کے منصب سے نوازا اور آج ربّ نے انہیں ''زین المحافل'' کی تہذیب و ترتیب کے لئے منتخب فرمایا مولانا مختار اللہ حقانی یہاں کے استاذ ہیں، مدرس ہیں، شعبہ تخصص کے نگران ہیں، تحشیہ و تخریج اور طباعت کی ذمہ داریوں کو احسن طریقہ سے نبھایا

ان حضرات کی محنتوں سے آج یہ خوبصورت کتاب دو جلدوں میں ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل منظر عام پر آ گئی ہے آج شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی روح قبر میں مسرور ہے، زین المحافل ہو یا جامعہ دارالعلوم حقانیہ، یہ سب ان ہی کا صدقہ جاریہ ہے آپ جانتے ہیں اور پورا عالم جانتا ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ صرف تدریس کا مرکز نہیں، تعلیم کا مرکز نہیں، تربیت کا مرکز نہیں بلکہ پوری دنیا میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا علمبردار ہے اگر تدریس کا معیار ہو، تعلیم و تربیت، تزکیہ و اصلاحِ باطن کا معیار ہو، طلبہ کے رجحان، محبت، رجوع اور والہیت کا معیار ہو، ملک میں نظامِ اسلام کی جدوجہد کا کام ہو، پارلیمنٹ میں نفاذِ شریعت کی جنگ کا مرحلہ ہو، ملکی سیاست اور دینی افرادی قوت مہیا کرنے کا مرحلہ ہو، دارالعلوم حقانیہ سب سے پہلے نمبر پر ہے سیاسی میدان میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سمیت دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کثرت سے ممبر بنے، سینیٹر بنے، وزیر بنے، کام کرتے رہے جب تک یہ کائنات قائم ہے انشاء اللہ دارالعلوم حقانیہ بھی قائم رہے گا اور یہ تو پٹھانوں کا علاقہ ہے، ہم سب پٹھان ہیں، پھر اردو اور پٹھان، دونوں میں تضاد ہے، مگر بایں ہمہ پٹھانوں کے مرکز میں حقائق السنن بھی آتی ہے، زین المحافل بھی آتا ہے، فتاویٰ حقانیہ الحمد للہ چوتھی مرتبہ چھپنے جا رہا ہے الحمد للہ جامعہ حقانیہ کے علوم و معارف پوری دنیا میں پھیل رہے ہیں......

کچھ طوطیوں کو یاد ہیں کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستان کے ہیں

خطبہ استقبالیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہٗ

تعارف

میرے عزیز بھائی، حضرت شیخ الحدیث کے فرزند ثالث سالہاسال سے نہایت انہماک سے دارالعلوم کے اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مصروف ہیں اور نائب مہتمم کے طور پر میرا ہاتھ بھی بٹا رہے ہیں۔

مرکزعلمی کے روحانی ابناء کی علمی خدمات

شرکائے اجلاس سے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق مدظلہ کا استقبالیہ خطاب

جامعہ حقانیہ علم وعرفان کا چشمہ

معزز مشائخ عظام، شیوخ الحدیث، علماءِ کرام اور عزیز طلباء ! یہ علماءِ کرام کا خالص علمی اجتماع ہے، علمی محفل ہے، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے آپ کو چند علماءِ کرام کے نام گنوائے، آپ نے سنے، میں جب دائیں بائیں دیکھتا ہوں تو اس میں کئی جبال العلم، جو اپنی اپنی جگہ علم کے پہاڑ ہیں، تشریف فرما ہیں ان میں اکثریت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہٗ کے تلامذہ کی ہے جو اس مرکزِ علمی کے روحانی ابناء ہیں جن کیلئے حضرت شیخ الحدیثؒ دُعائیں فرمایا کرتے تھے، یا اللہ! سابق فضلاء، موجودہ فضلاء اور آنے والے فضلاء کو دین اور دین کی سعادتوں سے مالا مال فرما جب میں اپنے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھتا ہوں تو یہ کرامت بعد از مرگ تصور کرتا ہوں کہ ملک بھر سے بڑے بڑے شیوخ، محدثین، اداروں کے مہتممین اور بڑے بڑے علماء موجود ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی دعاؤں کے ثمرات

حضرت کے حینِ حیات ان ہی کی دعاؤں کی برکت سے میرے اردگرد اکثریت ایسے طبقے کی بھی ہے کہ وہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ برصغیر پاک و ہند کے ایک بڑے ادارے کی روحانی اولاد ہیں اللہ ربّ العزت ان سے سیاسی میدان میں، سماجی میدان میں اور بہبود کے میدان کے علاوہ دین کے میدان میں بڑے کام لے رہے ہیں، اُن میں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی میں دیکھ رہا ہوں جو شیوخ الحدیث ہیں، بڑے بڑے علماء ہیں آج ملک بھر میں، بالخصوص سرحد و بلوچستان میں علم و عرفان کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ سب ہی دارالعلوم حقانیہ اور حضرت الشیخ مولانا عبدالحقؒ کے روحانی اولاد کی محنتیں ہیں، یہ ایک معمولی خط پر اور آپ کا میرے حقیر دعوت نامہ پر اتنی کثیر تعداد میں آنا یہ آپ کے اپنے اخلاقِ عالیہ کا ثبوت ہے میں دل کی گہرائیوں سے سب کا ممنون ہوں ادارے کے فضلاء میں سے بڑے بڑے علماء، مانسہرہ، اسلام آباد، لاہور سے، فیصل آباد، پشاور، بنوں، ڈی آئی خان اور ژوب سے تشریف لائے ہیں اور دیگر اضلاع سے تشریف لانے والے سب ہمارے محسن ہیں۔

مہمانانِ گرامی کا خیر مقدم

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

زین المحافل کا پسِ منظر، بارگاہِ رسالت میں خراجِ عقیدت

شمائل و خصائلِ نبوی ﷺ کی دعوت اور دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت

حضرات علماءِ کرام، مشائخ عظام، زعماءِ قوم و ملت اور عزیز طلبہ! یہ انتہائی بابرکت مجلس ہے، اہلِ علم کی، علماء کی، مشائخ کی اور طلباء کی مجلس ہے، آج کے اس عظیم اجتماع کے انعقاد کے لئے کوئی باقاعدہ منصوبہ یا سوچ اور فکرو اہتمام نہیں تھا، اچانک بیٹھے بیٹھے خبر آئی کہ کتاب چھپ کر آ رہی ہے تو ساتھیوں نے کہا کہ اس کی کچھ تعارفی تقریب ہونی چاہئے، ویسے تو اس کتاب کو بیس پچیس سال پہلے چھپ جانا چاہئے تھا، احباب، مخلصین مجھے گذشتہ پچیس سال سے کہتے رہے کہ شمائل ترمذی کے درسی تقاریر کو ترتیب دے کر شرح مرتب ہونی چاہئے مگر میں ایک جاہل آدمی ہوں اور میں اس قابل نہیں ہوں کہ میری درسی افادات بھی چھپیں اور کیوں میری جہالت طشت از بام کر رہے ہو، ''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا'' میں ایک ادنیٰ سا اور حقیر طالب علم ہوں یہ تو اکابرین اور ہمارے مشائخ کی شان تھی، اُن کی ہر بات علم و تحقیق کے

سانچوں میں ڈھلی ہوئی تھی، اور لائقِ اشاعت تھی، لیکن اللہ تعالیٰ ان دوستوں، خصوصاً حضرت مولانا اصلاح الدین حقانی، حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی کو جزائے خیر عطا فرماویں میں ان کی بات ٹالتا رہا اور کہتا رہا کہ میری اصلاح اور میری نظرِ ثانی کے بغیر شائع نہیں ہونی چاہئے، میں خود اس کی اصلاح کروں گا اور خود دیکھوں گا اور اس طرح ٹال مٹول کر کے مسودہ اپنے پاس رکھ لیا الحمد للہ گذشتہ نصف صدی سے پڑھنا اور پڑھانا کام ہے، دارالعلوم حقانیہ میں میرے پڑھانے کے پچاس سال ہو گئے ۱۹۵۸ء سے میری تدریس کا آغاز ہوا تھا اور آج ۲۰۰۸ء چل رہا ہے تو گویا پچاس سال ہو گئے اللہ تعالیٰ یہ سعادت موت تک جاری و ساری رکھے سب سے بڑی رحمت اور نعمت ایک عالم کے لئے درس اور تدریس ہے حضرت والدی المکرّم کی نظر جب کمزور ہوتی گئی تو بہت روتے تھے اور آخر تک یہ دعا کرتے رہے کہ اے اللہ! موت تک حدیث کا درس نہ چھوٹے آنکھوں کے لئے اس لئے روتے تھے کہ میں پھر حدیث نہیں پڑھا سکوں گا، تو اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے؟ مجھے بہر حال شرم آتی تھی کہ میرے درسی افادات کو طباعت کی شکل دی جائے۔

بارگاہِ رسالت میں خراجِ عقیدت

بہر حال یہ ایک بہانہ ہے وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ (یوسف:۸۸) جیسے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی (فاضلِ حقانیہ) نے اشارہ کیا میرے بھی ذہن میں یہی تھا کہ ہم تو وہ لوگ نہیں ہیں کہ صرف جلوس بنائیں اور جلسے کریں اُن بدعات سے اللہ محفوظ رکھے، لیکن ہمارا مسلک حقیقی اہلِ سنت کا مسلک ہے اور وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، حضور ﷺ ہی کی متابعت میں ساری زندگی گزارنا علماءِ دیوبند کا شیوہ ہے تو مجھے دلی خوشی

ہوئی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تکرار میں ربیع الاوّل کی مناسبت سے دارالعلوم کی طرف سے خراجِ عقیدت کا ایک علمی تحفہ پیش کیا جائے الحمد للہ یہ اُس نسبت اور تصور کی کرامت اور معجزہ ہے کہ آج یہ اتنا بڑا عظیم اجتماع ہوا اور اتنا کامیاب ہوا ہم نے نہ تو مدعوین کی فہرست بنائی تھی نہ کوئی منصوبہ تھا، اور جلدی جلدی میں جو نام جس کو آیا د آئے لکھے اور دعوت نامہ بھیج دیا، ورنہ ہزاروں فضلاء ہیں دارالعلوم حقانیہ کے، انشاء اللہ پچاس ہزار سے بڑھ گئے ہوں گے اس میں سو یا دو سو افراد اچانک جس کو یاد آئے، ان کو دعوت نامہ بھیج دیا۔

شمائل وخصائلِ نبوی ﷺ کی دعوت

میرے دل میں ایک بات یہ بھی تھی کہ بہت دنوں سے ملک میں شکستگی کا عالم ہے، علماء کے دلوں میں بھی مایوسی آرہی ہے ، اُمت زخمی زخمی ہے، حوصلے، عزائم اور جذبات مجروح ہیں، دینی مدارس نشانہ بن رہے ہیں، ہمارا اس وقت کوئی دوسرا نعرہ نہیں رہا، سارے نعرے جھوٹے ثابت ہوئے، سیاست کے نعرے غلط ثابت ہوئے، علماء اور اُمت کی اجتماعیت کے لئے جو بھی کوششیں کی گئیں، وہ ساری سبوتاژ کر دی گئیں اور ہماری ساری محنتوں کو ہائی جیک کرلیا گیا آج اُمت انتشار میں ہے اور پاکستان میں کوئی دینی قیادت کے حوالے سے دو افراد بھی اکٹھے نہیں ہیں، خطرناک سیلاب سر پر ہے، قیامت سر پر آچکی ہے، اس کا پروگرام اسلامی اقدار ختم کرنا اور مٹانا ہے اس کا نشانہ فوج نہیں ہے، حکمران نہیں ہے، اس کا نشانہ کالج اور یونیورسٹیاں نہیں ہیں، اُس کا نشانہ سائنسدان اور ڈاکٹر نہیں ہیں، اس طوفان کا ہدف اور ٹارگٹ (Target) آپ ہیں، علماء ہیں، دینی مدارس ہیں اور دینی قوتیں ہیں ہم ایسے بکھر گئے، شیرازہ بکھر گیا کہ جو جہاں جہاں تھے تہس نہس ہو گئے اب کس عنوان پر قوم کو جمع کیا جائے، لوگ کہتے ہیں کہ

ہم بہت بے چین ہیں اور انتہائی اذیت میں ہیں، آپ کچھ کریں اور اُمت کو جمع کریں، میں نے کہا کس نام پر جمع کریں، ہم نے تو ہر نعرہ آزمایا، ہر نعرہ سراب ثابت ہوا، عوام لوٹ لئے گئے، عوام مایوس ہوگئے، پھر میں نے کہا کہ حضورِ اقدس ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور ان کے شمائل و خصائل کے حوالے سے علماء جمع ہوں، مقصد یہی تھا کہ حضورِ اقدس ﷺ کی ذات پر ساری اُمت کو دعوت اتحاد دی جائے اور ان ہی کی ذات کو وحدت و مرکزیت اور مرجعیت کا مقام حاصل ہے، اسی ایک ذاتِ اقدس کو لیا جائے اور ان ہی کی اتباع کی دعوت دی جائے۔

نور کی کرن

بحمداللہ آج کا یہ اجتماع گویا ایک نور کی کرن ثابت ہوا، اس سے ایک حوصلہ اور ولولہ پیدا ہوگا، ہمیں پھر اپنی صفوں اور منتشر شیرازہ کے تنکے تنکے کو جمع کرنا چاہئے کیونکہ اگر اب طوفان آیا، تو سب کچھ اُڑا دے گا میں یہاں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پروپیگنڈہ مدارس کے بارہ میں کیا جا رہا ہے اور جو طوفان اُٹھایا جا رہا ہے اور عالمِ کفر جو یلغار کر رہا ہے، میں سراسر اس کی تردید کرتا ہوں یہ سب رحمت اللعالمین ﷺ کے پیروکار ہیں، نبی رحمت ﷺ سلامتی کا پیغام لیکر آئے، جس کا دہشتگردی (Terrorism) خودکش حملوں اور بے گناہ افراد کو مارنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

دارالعلوم حقانیہ، مرکزیت، حفاظت اور کفالت

دارالعلوم حقانیہ عالَمِ کفر کے لئے سب سے بڑا کانٹا اور ناسور بنا ہوا ہے الحمدللہ ان کو ایسا کیس نہیں مل سکا کہ اس ادارہ سے کوئی ایسی دہشت گردی پھیلی ہو جسے وہ پیش کر سکیں پچھلے کئی ہفتوں سے ٹیلی ویژن کے چینلوں پر بتایا جا رہا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کیس میں نامعلوم اور گمنام افراد پکڑے گئے ہیں، اُن سے اُگلوایا جا رہا ہے کہ

دارالعلوم کا نام لو، کوئی کہتا ہے کہ ہم نے دارالعلوم میں رات گزاری، اور کوئی کہتا ہے کہ دارالعلوم میں ہم نے منصوبہ بنایا، میں اس کی تردید کرتا ہوں حاشا و کلا العیاذ باللّٰہ ہم دارالعلوم میں کسی کو بھی تخریب کاری کا تصور تک نہیں کر سکتے یہ ایک سوچی سمجھی سازش، اسکیم اور منصوبہ ہے کہ اسلام کے اس قلعہ اور اس کے کردار کو بدنام کیا جائے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی حرکت کی جائے۔

حقانیہ عالم اسلام کا دل ہے

میں سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ عالم اسلام کا دل ہے، اور اس کو چھیڑنے سے اور اس کے خلاف سازش کرنے سے پوری اُمت مسلمہ کو تکلیف ہوگی اور پوری اُمت مسلمہ اس ادارے کی حفاظت بھی کرے گی، کفالت بھی کرے گی انشاء اللہ اور یہ میں وضاحت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب تک جو باتیں بھی عدالتوں میں ہوئی ہیں اور کسی نے کی ہیں، ہمیں علم نہیں ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اب تک جو بھی نام لئے گئے ہیں، ہم نے ساری تفتیش کی ہے ان کا نام ہماری کتابوں میں نہیں ہے، ہمارے رجسٹروں میں اور ہمارے حاضری کے رجسٹروں میں ایسے لوگوں کا نام نہیں ملا ، تاہم عالم کفر کی یلغار، مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے خلاف منصوبہ بندی، یہ پریشانی سر پر ہے ہمارا وسیلہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ہم نے اسی دن سے ختم بخاری شروع کرایا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع "تضرّع والحاح ہی نجات کا راستہ ہے۔

آج بھی علماء کو جمع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان اکابر اور اولیاء اللہ کی سرپرستی میں آج پھر ہم اللہ کی بارگاہ میں روئیں کہ اے اللہ! ان آفتوں کو ٹال دے، اور دشمنوں کے سازشوں کو خائب اور خاسر کردے اور اے اللہ! جو یہ دین اور اہل دین عالمِ غربت میں آگئے ہیں، اور چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کیا جارہا ہے اور اے اللہ! اہلِ کفر کی

ساری سکیمیں ناکام بنادے اور ہم پھر سے ایک ہوں گے، صفِ واحد ہوں گے، بنیان مرصوص ہوں گے، باطل کے مقابلے میں جسدِ واحد ہوں گے، ان شاء اللہ۔

اسلام میں دہشت گردی کا تصور نہیں ہے

ہم آج بھی عالم کفر کو بتلاتے ہیں کہ یہ دین سراپا رحمت ہے یہاں پر دہشت گردی کا تصور نہیں ہے حضور ﷺ جس وقت دنیا میں تشریف لائے، تو اُس وقت دنیا دہشت گردی سے بھری ہوئی تھی، آج بڑے صلیبی دہشت گرد امریکہ اور روس ہیں اس وقت قیصر تھا، کسریٰ تھا اور مقوقس تھا، یہ دہشت گرد تھے، یہ انسانوں کو غلام بنانے والے تھے، اور خود معبود بنے بیٹھے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کو بھیجا اور دہشت گردی ختم کردی اسلم تسلم یعنی اسلام سے سلامتی ملے گی آپ اسلام قبول کریں تو پھر سلامتی ہوگی موجودہ حالات کے پیشِ نظر الحمدللہ تمام اکابر نے باتیں کرلیں، بیانات کیے، ہدایات دیں، دعائیں کیں اور ہمارے سروں پر دستِ شفقت رکھا یہ وہ اکابر ہیں کہ اِذَا رُؤا ذُکِرَ اللّٰہ کے مصداق ہیں کہ ان کے دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے، اور یہ چراغِ سحری ہیں، اللہ ان کی عمروں میں برکتیں دے تو میں یہ چاہتا تھا کہ طلباء ان اکابرین کے روشن چہروں کو دیکھ لیں، الحمدللہ وہ مقصد پورا ہوگیا آج فیصلہ کرنا ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر، انفرادی اور اجتماعی کاموں میں، حضور ﷺ کے شمائل و خصائل کو اپنانا ہے اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کا علم لے کر پوری دنیا میں علم کا نور پھیلانا ہے۔

خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا

مفتی حمید اللہ جان صاحب

تعارف

بزرگ عالمِ دین، لائق و فائق مدرس، صاحبِ نسبت بزرگ، مقتدر و متدین محدث اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث ہیں

زین المحافل کی تقریب رونمائی

اکابر کی زیارت کا ذریعہ

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلۂ کو مدینہ منورہ کا جبہ پہنایا گیا

مولانا عبدالقیوم حقانی نے شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کو دعوتِ خطاب دیتے ہوئے کہا شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب، بزرگ عالمِ دین، لائق و فائق مدرس، صاحبِ نسبت بزرگ، مقتدر و متدین محدث اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث ہیں مدینہ منورہ سے ایک مبارک جبہ لائے ہیں، جو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو شرح شمائل ''زین المحافل'' کی تکمیل و اشاعت پر بطورِ تبریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ مبارک جبہ صرف پیش نہ کریں بلکہ اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے شیخ کو پہنا بھی دیں اور حاضرین یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو ایمان کا نور اور قلوب کو عشقِ رسول اکا سرور مہیا کریں مولانا حقانی کی درخواست پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلۂ اپنے مسند حدیث کے ساتھ کھڑے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا حمید اللہ جان

صاحب اپنی نشست سے اُٹھ کر سٹیج پر تشریف لائے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو جبہ پہنایا یہ منظر بھی دیدنی تھا، علوم و معارف اور انورات و تجلیات کا منظر علمی کمال اور عملی حسن و جمال کا منظر، اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے۔ حکیم الاسلام تھے، بڑی عظیم شخصیت تھے، آپ سب حضرات انہیں بخوبی جانتے ہیں۔ تو وہ حضرت والد صاحب کو تعطیلات کے موقع پر ہر رمضان میں فرمائش کرتے تھے کہ جب واپس دیوبند آؤ، تو میرے لئے ایک جبہ بھی ساتھ لیتے آؤ اور بڑے تفصیل سے جبہ کے بارے میں لکھتے، اس کا رنگ، سلائی، سلوٹیں سب اُمور کے بارے میں ہدایات تحریر فرماتے۔ پھر حضرت والد مکرم اسے تلاش کرتے یعنی چترالی جبہ۔ پھر اُن کا والد مکرم کے نام خط آتا تھا کہ آپ کا عنایت فرمودہ جبہ تبرک بھی ہے، تذکر بھی اور تزیّن بھی ہے اور تشکر بھی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حمید اللہ جان کی عنایات کے بارے میں، میں بھی اپنے اکابر کی نقل کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آپ کی عنایت تبرک بھی ہے اور تذکر بھی، تزیّن بھی ہے اور تشکر بھی۔

شرح شمائل کی تقریب اتحاد امت کے مشن کی تکمیل:

میں یہاں صرف اس خواہش سے آیا تھا کہ زین المحافل کی رونمائی کے ساتھ ساتھ اکابر علماءِ دیوبند کی زیارت بھی ہوجائے گی اہل اللہ کی زیارت اور ان کی صحبت میں، ایک لمحہ بیٹھنا بھی سعادت ہے حدیث میں آتا ہے کہ جہاں اللہ والے بیٹھے ہوتے ہیں، وہاں خدا کی رحمت برستی ہے اور پھر یہ بڑے بڑے علماءِ کرام، مشائخ، محدثین تشریف فرما ہیں حضرتِ اقدس مولانا فضلِ احمد فرماتے تھے کہ میں مدینہ منورہ میں حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھی کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضرتؒ نے مجھے اپنے آخر

وقت میں ایک خوشبو کی شیشی عطا فرمادی رخصت کے وقت اور فرمایا کہ مولانا خوشبو لگایا کرو، کیونکہ علماء کے محفل میں فرشتے آتے ہیں، اور فرشتوں کو خوشبو سے محبت ہے اور بدبو سے نفرت ہے تو اب ذرا اس محفل کو دیکھیں، گویا نورانی چہرے اور نورانی علماء بیٹھے ہیں پھر حدیث کی بات ہو رہی ہے، حضور ﷺ کے شمائل کی بات ہے، خصائل کی بات ہے، جس کے لئے اللہ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو چن لیا ہے علم کی خوشبو ہے، حدیث کی خوشبو ہے، علومِ نبوت کی خوشبو ہے اُمت پر مایوسی، جمود اور قنوطیّت مسلط ہے، ایسے میں شمائل نبوی ﷺ، خصائل اور سنت رسول ﷺ کو ہدف بنا کر اتحادِ اُمت کے مشن کی تکمیل ممکن ہے، جسے آج کا یہ نمائندہ اجتماع آگے بڑھا سکتا ہے۔

خطاب

حضرت مولانا محمد میاں اجمل قادری صاحب

جانشین مولانا عبیداللہ انورؒ امیر انجمن خدام الدین لاہور

تعارف

ہمارے چہیتے مخدوم زادہ اور صاحبزادہ حضرت لاہوریؒ اور مولانا عبیداللہ انورؒ کے خانقاہ کی رونق اور مسند نشین، اپنی دنیا اور اپنی مرضی اور اداؤں کے مالک ہیں۔کوئی جو چاہے وہ خود مختار اور گردوپیش سے بے نیاز کہ......

ع نے ہاتھ باگ پر ہے...

پھر بھی اپنے عظیم اسلاف کی وجہ سے اپنی محبوبیت نہیں کھو بیٹھے کہ......

ع اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

مولانا سمیع الحق حضرت لاہوریؒ کے فیوضات کا ثمر

دارالعلوم حقانیہ اور مرکز اہل حق شیرانوالہ کا چولی دامن کا ساتھ

دارالعلوم حقانیہ دنیا میں دیوبند کے بعد سب سے بڑا علمی اور عملی مرکز ہے اس دارالعلوم کو ظاہراً اور باطناً قائم رکھنے کیلئے دارالعلوم حقانیہ اور مرکز اہلِ حق شیرانوالہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ دارالعلوم دیوبند میں حضرتِ اقدس حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے شیخ اور استاذ تھے اور ایک عجیب بات ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس میں حضرت امام لاہوریؒ کو بار بار تشریف آوری کے مواقع ملے اور پھر جس شخص نے اس کو دیوبند بنانا تھا۔ حضرت امام لاہوریؒ نے اس شخص کو یہاں سے اُٹھا کر شیرانوالہ بلایا اور ان کو حضرت مولانا سمیع الحق بنا کر بھیجا اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب طالبعلمانہ طور پر زمانہ طالبعلمی میں دارالعلوم حقانیہ سے باہر کسی جگہ نہیں گئے سوائے شیرانوالہ کے۔

حضرت لاہوری کے علوم و معارف کے جانشین

حضرت امام لاہوریؒ جو حضرت حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات امام قاسم نانوتویؒ کے جملہ علوم کے حامل تھے، حضرت نے اُن سارے علوم و معارف کو حضرت مولانا سمیع الحق اور حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ زید مجدہم میں منتقل فرمایا حضرت امام لاہوریؒ نے دونوں حضرات کو شیرانوالہ بلا کر خاص کمرہ میں رکھا اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جو کہ حضرت امام لاہوریؒ کے شیخ بھی تھے، مربی بھی تھے اور خسر بھی انہوں نے علوم ولی اللہ کو جب امام لاہوریؒ کو منتقل فرمایا تو فرمایا کہ قرآن کے دو اُصول ہیں، ایک اُصول دعوت اور دوسرا اُصول جہاد یہ جہاد جو حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی سے چلا آرہا ہے آج الحمدللہ ان شیخین میں منتقل ہوا۔

احمد سعید ملتانی کا شرانگیز فتنہ

آپ حضرات جانتے ہیں کہ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ سفہاء کا دور ہے، جہلاء کا دور ہے، ابھی ایک بدنصیب احمد سعید ملتانی کا ذکر ہو رہا تھا، وہ جہلاء کا امام ہے، اسی طرح ہماری سیاست میں، ہماری معیشت میں، ہماری تہذیب میں، ہمارے تمدن میں بہت بڑے بڑے جہلاء ہیں، جن کو لوگ علماء کی صف میں شمار کرنے لگے۔

حضرت درخواستی نے مولانا سمیع الحق کو امام سیاست بنایا

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگ جن کو شیرانوالہ کی سیاست، شیرانوالہ کی سیاست اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شیخ الحدیث تو تھے ہی، ان کو امامِ سیاست شیرانوالہ میں حضرت عبداللہ درخواستیؒ نے بنایا اور جب حضرت درخواستیؒ نے انتخاب فرمایا، تو حضرتِ اقدس حافظ الحدیث والقرآن مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی

مبارک داڑھی آنسو سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ میں نے وہ فیصلہ کرلیا، جو میں نے آسمان پر پڑھا، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور ان کے طبقے کے علماء نے اور ان کے مزاج کے جان لیواؤں نے نیشنلسٹ قائدین اور سیاستدانوں کو صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دیوار کے ساتھ لگا دیا تھا، لیکن......

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کاروان کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

آج پھر سے ہم پر نیشنلسٹ سیاستدان مسلط کر دیئے گئے۔

طالبان امت مسلمہ کے امیدوں کا مرکز

طالبان پوری دنیا میں ایک اُمنگ بن کر آئے تھے اور ان کا ایک سیاسی وجود ہے، ان کا ایک سماجی نظام ہے اور انہوں نے جس طرح پوری دنیا میں منشیات کا خاتمہ کیا، وہ دارالعلوم حقانیہ کی اسی تربیت کا اثر ہے، جو زین المحافل سے طلباء پیدا ہوئے ہیں اور ان مدارس سے جو لوگ اُٹھتے ہیں آج آپ پر بہت بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور یہ مبارک محفل جو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے سجائی ہے، جو آج ہمارے سامنے مسند حدیث پر جلوہٴ افروز ہیں، میں دل کی گہرائیوں سے ہدیہٴ تبریک پیش کرتے ہوئے ہر حقانی فاضل سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں طالبان کا ایک نیا انداز دیکھنا ہے، ایک نیا ظہور ہونا ہے، لیکن وہ زمانہٴ قدیم کی طرح نہیں بلکہ آنے والی صدی کے تقاضوں کے مطابق اللہ ہمیں نظامِ عدل بنا کر اور نبھا کر دنیا کے سامنے پیش کرنیکی توفیق عطا فرماویں (آمین)

خطاب

حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ جہانگیروی

فاضل دارالعلوم دیو بند

تعارف

بڑے ماموں الحاج سیف الرحمان مرحوم اور چھوٹے ماموں یہی مولانا عبدالحنان تھے، زمینداری ذریعہ معاش تھا فراغت کے بعد گھر پر رہے۔ کراچی کے مولانا زرولی خان وغیرہ نے گاؤں میں ہی ان سے پڑھا۔ حضرت شیخؒ کے رفیق درس دیو بند سے تکمیل وتحصیل کی، ہر دم کسی نہ کسی مناسبت سے اکابر اساتذہ دیو بند اور قیام دیو بند کے واقعات عجیب کیف و مستی میں سناتے رہتے تھے، پہلا حج حضرت شیخ کی رفاقت میں کیا۔

زین المحافل ایک عام فہم کتاب

عامۃ المسلمین کے لئے عام فہم کتاب

خدا کا شکر ہے شمائل ترمذی کی شرح ''زین المحافل'' چھپ کر آ گئی ہے، مجھے یقین ہے اور میری دعا ہے کہ باری تعالیٰ اسے مؤلف، مرتب اور تمام حاضرین کے لئے ذریعۂ نجات بنائے اس کتاب سے اساتذۂ حدیث کو اس سے فائدہ ہوگا، طلبہ نفع اُٹھائیں گے اور چونکہ زبان آسان ہے، اس لئے عامۃ المسلمین بھی بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔

خطاب

شیخ التفسیر حضرت مولانا

قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہٗ

فاضل دیوبند، دارالعلوم نجم المدارس کلاچی

تعارف

ڈیرہ اسماعیل خان کلاچی کے علمی وروحانی خاندان کے چشم و چراغ، اپنے وقت کے مرجع خلائق علامہ قاضی نجم الدین مرحوم کے فرزند رشید، وقیع علمی ادارہ نجم المدارس کے بانی و مہتمم، فقہی مسائل و احکام پر دسترس، ضخیم مجموعہ نجم الفتاوی سے نمایاں ہے، علم وعمل زہد وتقویٰ، افتاء وتصنیف اور علمی و روحانی کمالات سے متصف، اس وقت فضلاء دیوبند کے چراغ سحری اور قافلہ اہل حق کے بقیۃ السلف سیاسی میدان میں جمعیۃ کے پلیٹ فارم پر بھرپور جدوجہد کی بزم پر قومی و ملی اور سیاسی محاذ پر سرپرستی اور شفقت ومحبت ''مکتوبات مشاہیر'' میں راقم کے نام لکھے گئے خطوط کے ہر سطر سے نمایاں ہے۔

تحریر کی فضیلت اور اہمیت قرآن کی روشنی میں

الحمد للّٰہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام:۱۲۵)

تحریر کے میدان میں جامعہ حقانیہ کا کردار

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے متعلق میرا ارادہ ہوجائے کہ اس کو ہدایت کردوں تو دین کے کام کے لئے اس کا سینہ کھل جاتا ہے، دین کے کام کے لئے چاہے بہت اونچے پہاڑ پر چڑھنا ہو، وہ اس کے لئے آسان ہوجاتا ہے جامعہ دارالعلوم حقانیہ آپ کے سامنے ہے، جامعہ کی علمی خدمات آپ کے سامنے ہیں، یہاں اساتذہ، طلباء کو پڑھاتے ہیں، ایک صورت خدمتِ دین کی یہ بھی ہے کہ کتاب لکھی جائے، تحریری کام کیا جائے اللہ پاک نے اپنی کتاب میں بھی تحریری کام کی تعریف فرمائی ہے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ(القلم:۱) کہتے ہیں کہ نٓ دوات کو بھی کہتے ہیں قلم کا معنی تو آپ بھی جانتے ہیں اور جو چیز لکھی جاتی ہے کتاب کہلاتی ہے زین المحافل کتاب ہے

اور کتاب لکھی گئی ہے، اللہ ہی نے توفیق دی ہے زین المحافل جب تک باقی رہے گی جس آدمی نے اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل کیا یا جس شخص نے اس کی جتنی بھی خدمت کی لکھنے کی، فوائد و احکام اور تشریحات کو جمع کرنے کی، اس کے چھاپنے کی، پھر اس کے پڑھنے کی، پھر اس سے فائدہ اُٹھانے کی اور پھر اس تحریر کو آگے طالبعلموں اور عوام تک پہنچانے کی، قیامت کے میدان میں اس کی دوات بھی گواہی دے گی، قلم بھی گواہی دے گا، جو لکھا ہوگا اور خط ہوگا، وہ بھی گواہی دے گا اور کاغذ بھی گواہی دے گا کہ اس نے یہ خدمت کی تھی اور اس میں یہ پیسہ لگایا تھا، ایک ایک حرف گواہی دے گا جو اس نے خیر کے لئے کہا تھا، اللہ جل جلالہٗ کی عادت مبارک ہے کہ صبح کو بھی فرشتے آتے ہیں، وہ ہر کام دیکھتے ہیں، جبکہ اللہ کی ذات عالم الغیب ہے، حاضر و ناظر ہے، وہ خود دیکھ رہا ہے، پھر کیوں فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیسے پایا۔

مکاتیب مشاہیر حقانی کا افتخار

یہ ایک اعزاز ہوتا ہے، افتخار ہوتا ہے جامعہ حقانیہ کو تحریری کام میں بڑی توفیقیں مل رہی ہیں، اکابر، مشائخ اور علماءِ دیوبند اور مشاہیر کے خطوط اور تحریروں کو محفوظ کیا جا رہا ہے، مخدوم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ نے مجھے میرے خطوط کی فائل بھیجی انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور خود ان کے نام مشاہیر کے خطوط محفوظ کردیئے میرا یہ خیال تھا کہ میرے خطوط چار یا پانچ خطوط سے زیادہ نہیں ہوں گے لیکن جب فہرست ملی، تو ایک سو چار (۱۰۴) خطوط ہیں، جو میں نے خود حضرتؒ کو لکھے ہیں۔

ہر سال گیارہ سو فضلاء کی دستار بندی

الحمدللہ یہ بات ہمارے اور پوری اُمت کے سامنے آگئی دینی مدرسوں میں وہ

حقانیہ ہی ہے جس سے صرف دورۂ حدیث میں گیارہ سو (۱۱۰۰) طالب علم درسِ حدیث لے رہے ہیں، اس پر ہم فخر نہ کریں تو کیا کریں؟ ہماری فخر کی چیز تو یہی ہے کہ الحمد للہ گیارہ سو طالب علم دارالعلوم دیوبند میں بھی نہیں ہیں جب ہم پڑھ رہے تھے، پونے دو سو، دوسو طالب علم تھے یہ ۱۹۳۷ء کی بات ہے اور حضرت مدنیؒ پڑھانے والے تھے لیکن یہاں جو گیارہ سو ہیں یہ تو بس انہی کے برکات ہیں یہ اللہ ہی کا فضل ہے ورنہ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں اکبر نے بہت اچھا کہا تھا، جو دنیا ان کو برداشت نہیں کرسکتی ان غرباء کو برداشت نہیں کرسکتی، کیوں نہیں کرتی، تمہارے پاس سب کچھ ہے، ان کے پاس کیا ہے؟ اکبر کے سمجھ میں آ گیا تھا......

غرور ان کو ہے تو ہے ناز بھی مجھ کو اکبر
سوا خدا کے سب اُن کا ہے اور خدا میرا

مولانا سمیع الحق، حقانیہ اور حقانیہ کے ایک ایک استاذ اور ایک ایک طالبعلم کو بار بار اور ہزار بار مبارکباد پیش کرتا ہوں میں اگر قسم بھی لوں، تو ان شاء اللہ حانث نہیں ہوں گا کہ جتنی خوشی ہم کر رہے ہیں، اس سے ہزار بار بڑھ کر خوشی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو قبر میں ہوگی۔

خطاب

شیخ الحدیث حضرت

مولانا محمد احمد صاحب قدس سرہ العزیز

تعارف

علمی روحانی پیشوا، سابق ممبر قومی اسمبلی، مہتمم دارالعلوم عربیہ شیر گڑھ مردان

زین المحافل ایک عظیم صدقہ جاریہ

مولانا عبدالحقؒ کی دعاؤں کا اثر ہم سب پر

میں ان علماءِ کرام کی موجودگی میں تقریر کا اہل نہیں ہوں صرف اتنا عرض کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھ بے نام انسان کو ایسے عظیم موقع پر مدعو کیا اور ساتھ بیان کے لئے وقت بھی عنایت فرمایا میں اس بات کا اہل نہیں ہوں کہ میں آپ حضرات کے سامنے کچھ لب کشائی کروں اللہ کریم "زین المحافل" کے سلسلہ میں تمام سعی اور کوشش قبول فرمائیں یہ وہ دارالعلوم ہے جس کے بانی اور مہتمم حضرت العلامہ مولانا عبدالحق ؒ ہیں اللہ کریم نے حضرت کو عظیم ولایت اور علم سے نوازا تھا ہم سب ان کی دعاؤں کی برکت کی وجہ سے وہاں دارالعلوم شیرگڑھ میں مصروف اور مشغول ہیں حضرت ہمارے لئے دعائیں کرتے، اُن کی دعاؤں کی برکت سے دارالعلوم شیرگڑھ بھی درجہ بدرجہ اور لمحہ بہ لمحہ ترقی کی طرف گامزن ہے۔

زین المحافل عشق نبوی ﷺ کا مرقع

دارالعلوم حقانیہ علومِ نبوت کا ایک مرکز ہے زین المحافل مخدوم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ محبت کی ایک عظیم دلیل ہے کہ انہوں

حضرت محمد ﷺ کے شائل و خصائل کی توضیح اور تشریح مکمل فرمائی اور جو لوگ اِن شمائل نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں گے، یقیناً اُن کا بھی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ محبت اور المرءُ مع من احب کا منظر پیدا ہوگا زین المحافل عظیم صدقۂ جاریہ ہے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور شائل پڑھنے والے طلبہ اور زین المحافل سے استفادہ کرنے والے عاشقین ووالہین سب کو حضور ﷺ کی معیت کی سعادت حاصل ہوگی۔

خطاب

شیخ التفسیر حضرت
مولانا نور الہادی مدظلہ شاہ منصور صوابی

تعارف

فرزند و جانشین شیخ التفسیر مولانا عبدالہادی شاہ منصور صوابی

زین المحافل کی کشش، جذب اور کرامت

مولانا سمیع الحق صاحب کے انوارات

محترم بھائیو! ہم صرف اس نیت پر یہاں جمع ہوئے ہیں آپ تمام حضرات کی یہاں پر نشست نیک بختی سے خالی نہیں ہے آپ شرح شمائل ترمذی کی نیت پر یہاں تشریف لائے ہیں اپنے اکابر کے چہروں کو دیکھتے ہیں یہ تو اس پر مستزاد نعمت ہے اور ان کے ساتھ صحبت عبادت ہے ضیقِ وقت کی وجہ سے تقریر کا وقت نہیں ہے یہ سب کچھ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی برکات ہیں، اللہ کریم ان کے انوارات کو ہمیشہ قائم و دائم رکھیں اور ان کی برکت کی وجہ سے یہ عظیم ہستیاں یہاں جمع ہوئی ہیں، اللہ کریم ان کی عمر میں برکات ڈالیں اب زمانہ یہ چل رہا ہے ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ العلم موجود والعمل مفقود یعنی علم تو موجود ہوگا لیکن عمل نہیں ہوگا آج زین المحافل کی تقریب رونمائی نے بھی ایک عمل کی توفیق ارزانی فرمائی اللہ کریم ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرماویں، اور اللہ کریم اس ادارہ کو تمام لوگوں کے لئے باعثِ ہدایت بنائیں اور تمام شیوخ و اکابر کے عمروں میں برکت عطا فرماویں یہ تو زین المحافل کی کشش، جذب اور کرامت ہے کہ اتنی بات ہوگئی ورنہ......

این زمانہ اختصار است اے پسر — زیں سبب تقریر کردن مختصر

تاثرات

حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ

فاضل دیوبند، محرک شریعت بل ممبر نظریاتی کونسل، ممبر سینیٹ آف پاکستان، مدرس نجم المدارس کلاچی مرکزی رہنمائے جمعیۃ علماء اسلام، ہمدرد و معاون مولانا سمیع الحق مدظلہٗ

تعارف

مولانا مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فاضل شیخ الحدیثؒ کے ارشد تلمیذ عمر بھر جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حضرت مفتی محمودؒ کے ساتھ اوران کے بعد ناچیز کے جماعتی کاموں میں قائدانہ مشفقانہ رہنمائی فرمائی، اللہ نے نہایت حکیمانہ سوجھ بوجھ سے نوازا، جماعت کیلئے ان کا وجود ’’دماغ‘‘ کی حیثیت رکھتا تھا، جمعیۃ کے سنیئر نائب امیر ہونے کے ساتھ ساتھ سرحد کے امیر اور بعد میں تشکیل دیئے جانے والے متحدہ مجلس عمل کے بھی صوبائی امیر رہے، کلاچی کے قاضی خاندان کے ستون اور بقیۃ السلف قاضی عبدالکریم مدظلہ کے برادر اصغر اور دست راست رہے، سینیٹ کے رکن رہے اور ہم دونوں نے ۸۵ء میں سینیٹ میں مشترکہ طور پر شریعت بل پیش کیا۔

زین المحافل ایک لازوال علمی کارنامہ

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ بوجہ علالت کے اس تقریب میں شرکت نہ کرسکے تو درج ذیل تبریک ومعذرت نامہ ارسال فرمایا۔

زین المحافل تاریخی کارنامہ

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ وجناب حضرت مولانا انوار الحق صاحب نائب مہتمم زاد معالیکم

سلام مسنون ! مزاجِ گرامی ! شرح شمائل ترمذی کی افتتاح کی تقریب سعید کا دعوت نامہ باعثِ صد اعزاز ہے ہدیۂ تبریک پیش خدمت ہے زین المحافل ایک لازوال تاریخی کارنامہ ہے اللہ کریم مبارک تقریب کو فلاحِ دارین کا ذریعہ گردانے شدید خواہش کے باوجود علالت اور کمزوری تعمیل حکم سے مانع ہو رہی ہے، برخوردار حافظ معین الدین سلمہٗ دعاؤں کے حصول کے لئے حاضرِ خدمت ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ جانبین کو مسائلِ دارین سے محفوظ گردانے (آمین)

خطاب

حضرت مولانا عبدالرشید انصاری صاحب مدظلہ

سابق مدیر خدام الدین لاہور، مدیر ماہنامہ نور علی نور فیصل آباد

تعارف

مولانا معروف صاحب قلم دیوبندی مکتب فکر کے کئی مجلات خدام االدین لاہور کراچی وغیرہ کے ادارت کی خدمات انجام دیں۔ اب فیصل آباد سے 'نورعلی نور' کے نام سے اپنا پرچہ چلا رہے ہیں۔ بڑے صاحب فکر و درد انسان ہیں۔

قافلہ علم اور قافلہ محدثین کے وارث

مدینہ منورہ سے جامعہ حقانیہ تک

محترم حضرات! ایک قافلہ چلا مدینہ منورہ سے آج سے چودہ سو سال پہلے، وہ وہاں سے نکلا، تو دمشق اور بغداد سے ہوتا ہوا سمرقند اور بخارا پہنچا، وہاں سے ہو کر دیوبند پہنچا، وہاں سے پھر لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں پہنچا، پھر وہاں سے ہو کر حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ہاں اکوڑہ خٹک پہنچا آج ہم یہاں جمع ہیں، بس اسی سلسلہ کے تسلسل میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی کتاب ''زین المحافل'' منظر عام پر آئی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں یہ اسی قافلۂ علم اور قافلۂ محدثین کی وراثت ہے جسے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق صاحب سنبھالے ہوئے ہیں۔

خطاب

شیخ الحدیث حضرت

مولانا مطلع الانوار صاحب مدظلہ، فاضل دیوبند

تعارف

چارسدہ سے تعلق رکھنے والے دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے تلمیذ رشید، غالباً ۱۹۴۷ء جیسے ہنگامہ خیز سال میں سند فراغت حاصل کی اور تاحال پشاور وغیرہ مدارس میں حدیث شریف کی تدریس میں مصروف عمل ہیں۔

زین المحافل
خصائل نبوی ﷺ کی فروغ کا ذریعہ

علماء اور اولیاء کرام کی محفل میں

''زین المحافل'' نے آج کی محفل کو زینت بخشی، علماء جمع ہیں، اولیاء جمع ہیں، صلحاء جمع ہیں، حدیثِ پاک کی شرح، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے درسی افادات و افاضات، ایک عظیم علمی مقام ہے اس سے ایک عالم میں علم کا نور پھیلے گا خصائل نبوی ﷺ کو فروغ ملے گا، شمائل نبوی ﷺ کا پرچم بلند ہوگا۔

خطاب

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہ

مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور

تعارف

مفتی صاحب دارالعلوم کے ان ہونہار قابل فخر فضلا میں سے ہیں جن کی تعلیم تربیت تحریری تدریسی اورانتظامی صلاحیتوں میں دارالعلوم کے برکات اور ناچیز کی خصوصی محنت شامل ہے۔ دارالعلوم میں طویل تدریس وافتاء کی خدمت کے بعد پشاور میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے معیاری ادارہ قائم کیا اور ماہنامہ ''العصر'' کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں، سرحد میں ایم ایم اے کی حکومت کے قائم کردہ شریعت کونسل کے سربراہ رہے۔

ایک نادر علمی سوغات

مادر علمی کے دامن میں

الحمدللہ میں اس مبارک محفل میں اپنی حاضری کو سعادت سمجھتا ہوں، دارالعلوم حقانیہ میری مادرِ علمی ہے، میں آج ۳۸ سال بعد اسی طرح جس طرح شرح جامی پڑھنے کے لئے آیا تھا، بالکل اسی طرح اپنے آپ کو پا رہا ہوں اور پھر ۲۴ سالہ رفاقت بھی رہی، اور اب بھی اس ادارہ کا خادم ہوں یہ میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے اور الحمدللہ میں ساری زندگی دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ وابستگی پر فخر محسوس کرتا ہوں۔

''زین المحافل'' نے فرزندانِ حقانیہ کو جمع کر دیا ہے آج ہم مادرِ علمی کے دامن میں ہیں استاذِ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ممنونِ احسان ہوں کہ ہم فقیروں اور خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی یہ شرح شمائل علمی، تحقیقی اور تدریسی کتاب ہے، علماء، طلباء اور اساتذہ کے لئے نادر علمی سوغات ہے۔

خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب مدظلہٗ

تعارف

عرصہ تک وفاق المدارس ملتان کے ناظم اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے نائب مفتی و مدرس رہے۔اپنے گاؤں لکی مروت میں ادارہ چلا رہے ہیں۔

زین المحافل حضور ﷺ کی اداؤں کا ترجمان

مبارک اجتماع

آج کا مبارک اجتماع، شیوخ ومحدثین کا اجتماع اور پاکستان بھر کا نمائندہ اجتماع اس بات کا غماز ہے کہ ''زین المحافل'' کو ایک مقام ملنا ہے اللہ جل شانہٗ بعض مرتبہ بعض لوگوں کو ایسی قبولیت عطا فرما دیتے ہیں کہ اُس مقام کو کوئی انسان بھی اپنی محنت سے نہیں پا سکتا، جن لوگوں نے مدینہ منورہ دیکھا ہے، مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی ہے، تو حضور ﷺ کے گنبد خضرا پر دو چار مصرعے پڑھے ہوں گے......

بلغ العلی بکماله

کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله

صلوا علیه و آله

شیخ سعدیؒ کے اشعار کی مقبولیت کا راز

یہ شیخ سعدیؒ کے اشعار ہیں، مقبول ہوئے اور پورے عالم میں مشہور ہوئے

ان پر تضمین ہوئیں اور ہمارے حضرت درخواستی صاحب نور اللہ مرقدہٗ ان کو یوں پڑھا کرتے تھے......

دی روز در بوستان سرا
ہمہ طوطیانِ خوش نوا
پڑھتی تھیں نعتِ مصطفیٰ ﷺ
بلغ العلی بکمالہ
قمریاں بھی شوق میں
ڈالے ہوئے سر طوق میں
کہتی تھیں باہم ذوق میں
کشف الدجی بجمالہ
اور بُلبلیں بھی کو بہ کو
لے لیتی تھی ہر ایک گُل کی بُو
کرتی تھی باہم گفتگو
حسنت جمیع خصالہ
چڑیوں کے سُن کر چہچہے
انسان بھلا کیوں چُپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے
صلوا علیہ و آلہ

زین المحافل کیا ہے؟

محترم حاضرین! زین المحافل کیا ہے؟ حضور ﷺ کی شان کا بیان ہے، اللہ جل شانہٗ اس کو مقبولیت عطا فرماویں اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالیہ میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے حضور ﷺ کی شان میں یہ حسین گلدستہ اپنی مثال آپ ہے اس شعر کے ساتھ اپنا بیان ختم کرتا ہوں......

چشم نرگس زُلف سُنبل لعلِ لب رُخسار گل
در کدامی بوستان، یک شاخ دارد چار گل
شمس و قمر سے روشنی دہر میں ہو تو ہو
مجھ کو تو پسند ہے، میں اپنی نظر کو کیا کروں

خطاب

شیخ الحدیث حضرت

مولانا لطیف الرحمٰن صاحب مدظلہ

تعارف

مولانا گلگت شہر کے علمی خاندان کے فردِ فرید ہیں۔ بچپن سے جامعہ حقانیہ میں تعلیم شروع کی اور دورۂ حدیث تک رہے۔ سندِ فراغت حاصل کی اور بعد میں لاہور شہر کے قدیمی علاقہ بیگم پورہ کے شاہی جامع مسجد میں ۱۹۶۷ء جامعہ ضیاء العلوم کے نام سے تعلیمی ادارہ قائم کیا، جس کا شہر کے وقیع اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نے اس میں کئی دفعہ قدم رنجہ فرمایا اور آغازِ تاسیس سے سرپرستی فرماتے رہے۔ مولانا کا تعلق ہم سب کے ساتھ اُسی طرح قائم ودائم ہے۔

جامعہ حقانیہ اُم المدارس ہے

مادر علمی ایک علمی اور روحانی مرکز

مختصراً عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہمت تک بھی نہیں کہ میں یہاں بیٹھ کر کچھ کہہ سکوں میں اس مدرسہ کا خوشہ چین ہوں، آج جو تھوڑی بہت حیثیت ملی ہے، وہ دارالعلوم حقانیہ کے صدقہ میں، دارالعلوم حقانیہ میری مادرِ علمی اور میرا روحانی مرکز اور سب کچھ ہے، صرف یہاں سامنے کی بات نہیں ہے، جہاں پر بھی دارالعلوم حقانیہ کا نام آتا ہے تو مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے، مجھے اساتذہ سامنے نظر آرہے ہیں، حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ مجھ پر جو شفقت فرماتے تھے، وہ اب بھی سامنے نظر آرہی ہے، مدارسِ دینیہ بہت بڑا کام کر رہے ہیں، مخلوقِ خدا کو تعلیم دے رہے ہیں، اُن کو کفر سے نکال کر اسلام پر لا رہے ہیں، جہنم کے راستہ سے ہٹا کر جنت کے راستہ پر لا رہے ہیں، اور بقولِ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے دارالعلوم حقانیہ پاکستان کا دارالعلوم دیوبند ہے تو جامعہ حقانیہ اُم المدارس ہے، جس طرح ہماری مادرِ علمی ہے، پوری ملک کی مادرِ علمی ہے، اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو ہمیشہ قائم و دائم رکھیں (آمین)

''زین المحافل'' تو ایک بہانہ ہے ایک ادا ہے، آج مادرِ علمی نے اپنے فضلاء کو اپنے دامن میں بٹھایا ہے، دستِ شفقت سر پر رکھا ہے جو ملک اور قوم وملت کے لئے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔

خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا

حمد اللہ جان مظاہری مدظلہ عرف ڈاگئی باباجی

فاضل مظاہر العلوم سہارنپور

تعارف

بقیہ السلف نمونہ اکابر مولانا حمد اللہ جان شیخ الحدیث ڈاگئی مدرسہ تا حال اللہ نے طویل زندگی خدمت دین کیلئے دی ہے میری جماعت کی اول تا آخر سرپرستی فرمارہے ہیں سینئر نائب امیر صوبہ اور دیگر عہدوں پر فائز ہیں طالبان و جہاد افغانستان میں بڑا مقام تھا، طالبان کی حکومت قائم ہوگئی تو امیر المومنین ملا محمد عمر کی خواہش پر افغانستان کے شہر کابل میں تدریس حدیث کا کام سنبھالا اور ردِّ بدعات یا تعبیر عقائد میں سلف صالحین کے روایات وتعبیرات پر سختی سے کاربند رہے اور دوسرے مکتب فکر سے محاذ آرائی رہی۔ (س)

زین المحافل حضور ﷺ کی محبوب ادائیں

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی محنتوں کا ثمر

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے شمائل ترمذی کی شرح ''زین المحافل'' پر محنت کی ہے عرق ریزی سے کام کیا ہے، اور اس کی تفصیلی تشریح کی ہے ہم سب ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں الشکر قید الموجود و صید المفقود شکر موجودہ نعمت کے لئے قید ہے اور آئندہ کے لئے شکار ہے۔

دوسرے انبیاءِ کرام علیہم السلام کے زندگی کے حالات میں اتنی باضابطہ حفاظت نہیں پائی جاتی، جس طرح حضور ﷺ کے حالاتِ زندگی میں نمایاں ہے......

اخلّای إن شط الحبیب و داره
و عز تلاقیه و نائت منازله
و فاتکم ان تبصروه بعینکم
فما فاتکم بالعین فهذه شمائله

اے دوستو! اگر آپ سے حبیب کا گھر، حبیب کی منزل، حبیب کا گاؤں دور ہو اور آپ سے یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، تو یہ دوری نہیں

ہے بلکہ یہ شمائل ہیں، ان کو دیکھو، اس کی مثال ایسی ہوگی جیسا کہ آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔

حکایة من الصالحین جُندٌ مِنْ جند اللّٰہ حکایت صالحین اللہ جل شانہٗ کے لشکر میں سے ایک لشکر ہے پھر انبیاء علیہم السلام کے حکایات، پھر نبی کریم ﷺ کے زندگی کے حالات اس کی برکت سے تائید اور استحکام نصیب ہوتا ہے، اگر دلیل پوچھ لیں، تو اس کی دلیل قرآن مجید ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (هود: ۱۲۰) ہم آپ کو پیغمبروں کے واقعات بیان کرتے ہیں، تا کہ آپ کو مزید تثبیت حاصل ہو۔

اسی وجہ سے صلحاء کی حکایات، انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے دل کو تسکین ملتی ہے، جس طرح لشکر سے استحکام آتا ہے، یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر جو حضرات تشریف لائے ہیں، یہ حضور ﷺ کے شمائل اور زین المحافل کے برکات ہیں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر جو حضرات تشریف لائے ہیں، اللہ کریم ان کے عمروں میں برکت دیں ان کو علماء بنادے، علماء کو اللہ کریم عاملین بنادے، عاملین کو اللہ کریم مخلصین بنادے اور اللہ کریم ہم سب سے ادب کا کام لیں اَلدِّيْنُ كُلُّهٗ اَدَب اور دین سراسر ادب ہے......

از خدا خواہی توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از لطف ربّ

خطاب

حضرت مولانا اصلاح الدین حقانی صاحب مدظلہ

تعارف

دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار اور ذہین وفطین فاضل، حالاً شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت، دوران طالب علمی راقم کے شمائل ترمذی کی آمالی قلمبند کرتے رہے، جو زین المحافل شرح الشمائل کی صورت میں دو جلدوں میں منظر عام پر آگئے ہیں۔

زین المحافل
حضرت شیخ الحدیث کی روح کی تسکین

اُڑا دی طوطیوں نے قمریوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

تحدیث بالنعمت

اس مسند پر مجھ جیسے جاہل کو لب کشائی کرنے کی جرأت خود میرے لئے باعثِ تعجب ہے میں صرف تحدیث بالنعمت کے طور پر جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے جاہل سے ایک ایسا کام لیا اور ایک ذمہ داری کو ایک حد تک نبھایا جو کہ شیخ الحدیث کا کام ہے اور جو علماء اور اساتذۂ علم کا کام ہے، آج میں اس بات پر جتنی بھی خوشی کا اظہار کروں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زین المحافل کے لئے منتخب فرمایا وہ کم ہے؟

مولانا عبدالحقؒ کی روح کو تسکین

میرے اساتذہ خصوصاً شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی روح کو میرے اس کام کی وجہ سے تسکین پہنچی ہوگی مجھے یاد ہے جب وفاق المدارس میں میری پوزیشن آئی تھی، تو حضرت الشیخؒ نے میرے ماتھے کو چوما تھا میں اس لذت کو آج تک نہ بھلا سکا، جو اُستاد میرے چند پرچوں کے بدلے ماتھے کو چومتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے، آج انشاء اللہ زین المحافل کی وجہ سے حضرت الشیخؒ کی روح کو خوشی نصیب ہوگی۔

زین محافل کی قبولیت کی گواہی

استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و دیگر اساتذۂ کرام میرے اس کام سے خوش ہوں گے اور یہ بات بھی جرأت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بحمداللہ کتاب کو اشاعت سے پہلے قبولیت بخشی گئی ہے آج کا یہ اجتماع اس بات کا ثبوت ہے اور زین المحافل کی قبولیت کی گواہی دے رہا ہے۔

خطاب

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب مدظلہ

تلمیذ وخادم خاص شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ،خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری

تعارف

مولانا عزیز الرحمان ہزاروی فاضل حقانیہ شیخ الحدیث کے خدام خاص ومقربین میں سے ہیں مولانا غلام غوث ہزارویؒ اوران جیسے اکابر کا خصوصی قرب حاصل رہا بعد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کے فیض صحبت اور خلعت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے اس وقت مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ راولپنڈی میں دینی ادارے چلا رہے ہیں اور جذبۂ اظہار حق سے بے حد سرشار ہیں ان کے صاحبزادگان نے بھی حقانیہ ہی سے کسب فیض حاصل کیا۔

فتنۂ انکارِ حدیث کا نیا روپ

صحیح بخاری کے خلاف یلغار، کس مشن کی تکمیل ہے

زین المحافل شرح الشمائل للترمذی کی تقریب رونمائی کی کارروائی جاری تھی، علماء اور زعماء کے سلسلہ ہائے تقاریر سے حاضرین و سامعین محظوظ ہو رہے تھے، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفۂ اجل، بزرگ عالم دین، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے احمد سعید ملتانی کی کتاب ''قرآن مقدس اور بخاری محدث'' کا تذکرہ کر کے سب کو چونکا دیا، حاضرین کی حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ توحید و سنت کے مدعی، وحدانیتِ ربؒ کی دعوت کے علمبردار کس طرح سینہ زوری سے احادیثِ نبویہ کا انکار، پیغام و سننِ نبوی ﷺ پر یلغار، سیرت اور اسوۂ رسول ﷺ پر پھٹکار بھیج رہے ہیں۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح کی احادیث کو کذبات، بکواسات اور خرافات قرار دے رہے ہیں، صحاح ستہ سمیت تمام کتبِ حدیث کو بے اعتبار کر رہے ہیں، حاضرین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، اساتذہ کے دل دہل گئے۔ ذیل میں ہزاروی صاحب کی وہ تقریر شامل خطبات کی جارہی ہے۔

آغازِ سخن

میرے اساتذۂ کرام بھی تشریف فرما ہیں اور میرے انتہائی محبوب اور مشفق استادِ گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب بھی موجود ہیں آج میں جو منظر

دیکھ رہا ہوں تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے اخلاص کی وہ برکتیں نظر آئیں حضرت مولانا عبدالحق نور اللّٰہ مرقدہٗ و اعلی اللّٰہ مراتبہٗ ان کے صاحبزادے اور ہمارے مخدوم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، میرے استادِ گرامی شیخ الحدیث ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور جو اکابر تشریف فرما ہیں، ان سب کی خدمات میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب اس ادارے کے خدام ہیں، سچی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس ان بزرگوں کی دعائیں ہیں، جو ٹوٹا پھوٹا کام ہورہا ہے۔

حضورﷺ کے خلاف خاکے بنانے والوں کو خاک میں ملانے کی ضرورت

خوشی کی بات یہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ بھی ہے حضورﷺ کے شانِ اقدس کے خلاف دنیا میں اس وقت جو خاکے بنارہے ہیں، ان کو خاک میں ملانے کی ضرورت ہے، یہ لوگ باتوں کے ماننے والے نہیں ہیں بلکہ ان کے سروں کو خاک میں ملانے کی ضرورت ہے، میں ایسے موقع پر سمجھتا ہوں کہ یہ حضورﷺ کا معجزہ ہے کہ زین المحافل مرتب ہوکر منظر عام پر آگئی ہے، اس کتاب کی رونمائی پر کروڑہا مبارک باد پیش کرتا ہوں ہمارے اکابر، اساتذہ، عالم، صوفی اور مجاہد بھی تھے اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیوں سے نوازا تھا اور ہمیں ان کے کاموں میں مصلحتیں نہیں دیکھنی چاہیے،

بخاری شریف کے خلاف ملتانی کی زہر آلودہ کتاب

آج بخاری شریف کا ختم ہورہا تھا اور میں بخاری شریف کے خلاف احمد سعید ملتانی کے ظالمانہ کردار پر سوچ رہا تھا، اس بدبخت نے بخاری شریف کے خلاف کتاب لکھی ہے، جس میں احادیث کے خلاف، امام بخاری کے خلاف اور خود حضور اقدسﷺ

کے خلاف جو زہر اُگلا ہے، وہ سنیں گے تو آپ سے سلمان رشدی بھول جائیگا، تو ایسے موقع پر زین المحافل کا آنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضورﷺ کی عظمت وعزت اور آپ ﷺ کا اعجازِ مبارک ہے اور ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم عشقِ رسول ﷺ کی اس سوغاتِ محبت کو مزید آگے بڑھائیں اور جتنا زیادہ ہو سکے اس کتاب کو پھیلائیں درود شریف کی کثرت کریں، اتباع سنت کریں اور اس کتاب کی اشاعت کو مزید فروغ بخشیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب کو ہدیہ

آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اس ادارے کا ایک ادنیٰ غلام اور خادم ہوں اور اللہ تعالیٰ ساری عمر ہمیں اس ادارے کی خدمت میں رکھے اور اپنے اکابر اور اسلاف کے ساتھ مضبوط و مربوط رکھے، اور میں اپنے جیب میں مدینہ منورہ سے ایک عطر کی شیشی لایا ہوں وہ میں اپنے استاذِ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحبؒ

تعارف

جامعہ اشاعت الاسلام حضرو کے مہتمم، علاقہ چھچھ کے معروف مذہبی، سماجی اور علمی شخصیت

حضور ﷺ کی سیرت و عادات کا مجموعہ

امت پر عظیم احسان

دارالعلوم حقانیہ کے علمی خدمات کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، اگر یوں کہا جائے کہ پاکستان کا دارالعلوم دیوبند ہے، تو یہ کہنا بالکل بجا ہے، شمائل ترمذی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، آپ ﷺ کی سیرت اور عادات کا وہ مجموعہ ہے جس کی مثال کوئی بھی نہیں ملتی آج وہ دورۂ حدیث کے نصاب میں ہے، لیکن عام حضرات بھی پڑھیں، تو اس میں حضور ﷺ کے بال مبارک کتنے سفید تھے وہ بھی لکھا ہوا ہے، آپ ﷺ کا ضحک کس طرح تھا، وہ بھی لکھا ہوا ہے، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم نے اُس کی یہ علمی شرح زین المحافل کے نام سے مرتب کر کے اُمت پر بڑا احسان کیا ہے اور ہدیہ بھی انتہائی سستا رکھا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کی قبولیت

دارالعلوم حقانیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قبولیت بخشی ہے کہ گیارہ سو سے زیادہ طلباء دورۂ حدیث میں ہیں، پورے پاکستان میں کسی مدرسہ میں یہ تعداد نہیں ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب، شیخ

الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب یہ تمام اکابر یہاں پر حدیث پڑھاتے ہیں علاقہ چھچھ کے بہت سے علماءِ کرام اور حضرت مولانا ظہور الحق صاحب کی سرپرستی میں مَیں بھی اس محفل میں شامل ہوا ہوں۔

احمد سعید ملتانی کے خلاف مقدمہ

علامہ احمد سعید ملتانی کے بارے میں ہم نے اٹک میں مقدمہ دائر کیا ہے، اسے نوٹس بھیجا ہے، انشاء اللہ 295/A یا پھر 295/C لگنے کی وجہ سے وہ ایک سال سے روپوش ہے اگر پکڑا گیا تو ان شاء اللہ باقی ساری عمر جیل میں گزرے گی اُس نے جو کتاب لکھی ہے میں نے ملک کے پندرہ مفتیوں کو استفتاء لکھا ہے جس میں سب سے پہلے دارالعلوم حقانیہ کے مفتی حضرات نے ہمارے نوجوان فاضل و مدرس مفتی محمد ادریس صاحب ان سے دستی فتویٰ لے گئے کہ اس شخص کے ایمان کے ضیاع کا بھی خطرہ ہے، اگر ایمان لائے تو اس پر تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے یہ دارالعلوم حقانیہ کا فتویٰ ہے، اس کے علاوہ ملک کے جید مفتیوں کو میں نے استفتاء بھیجا ہے، اور ساتھ کتاب بھی بھیجی ہے تقریباً سارے مفتیوں نے ہمیں جواب دیا، ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ عدالت میں سامنا کرے گا اور گرفتاری سے بچنے کیلئے وہ سمیرا ملک (سابق وفاقی وزیر) کے رشتہ داروں کے پاس چھپا ہوا ہے تاکہ ان کے ذریعہ پرویز مشرف کا دامن ملے اور اپنے مقدمہ کو ہلکا کراسکیں، اب ان شاء اللہ اس کی آوارہ زبانی کی طرح آوارہ قلمی بھی خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةَ کا مصداق بنے گی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی بڑی خدمات ہیں، یہ طلبا اور علماء پر بہت بڑا احسان ہے، اللہ تعالیٰ میری اور تمام حاضرین کی اس محفل میں حاضری کو قبول اور منظور فرماویں (آمین)

خطاب

مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب مدظلہ، اٹک

تعارف

مشہور شیخ طریقت مفسر قرآن مولانا زاہد الحسینیؒ اٹک کے صاحبزادہ اور ان کے جانشین

احمد سعید ملتانی ایک عظیم فتنہ

تحسینی کلمات

وقت بہت مختصر ہے، میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اُمت پر، طلبۂ حدیث پر بہت بڑا احسان فرمایا ''زین المحافل'' مرتب فرمائی، پھر یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ ہم گناہگاروں اور خدام کے لئے آج کے روح پرور اجتماع کا انعقاد فرمایا۔

ملتانی کی کتاب ''قرآن مقدس بخاری محدث'' کی کہانی

میں بہت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں مگر وقت بہت تھوڑا ہے، یہاں پر ایک عظیم فتنہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جس طرح ہمارے مخدوم ومکرم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے ارشاد فرمایا اور ہمارے محترم بھائی اور انتہائی محبت کرنے والے، انتہائی مشفق حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے بھی اور اس طرح ہمارے علاقے کے جید عالم شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب نے بھی اس فتنہ کی طرف توجہ دلائی میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ احمد سعید ملتانی نے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''قرآن مقدس اور بخاری محدِث'' (العیاذ باللہ) رکھا ہے اس کتاب میں اس

ظالم نے تقریباً ایک سو اُنہتر (169) جگہ امام بخاری صاحبؒ کو تقیہ باز، رافضی اور اس قسم کے القاب لکھے ہیں اور اسی طرح ان کے اساتذہ کو بے حیا راوی قرار دیا ہے امام بخاری کے جتنے بڑے اساتذہ ہیں، ان سب کو شیعہ اور پھکو باز جیسے القابات دئے ہیں یہ کتاب گوجرانوالہ سے چھپی ہے اور اس کے سرِ ورق پر لکھا ہے "شیخ التفسیر والحدیث امام انقلاب حضرت علامہ احمد سعید ملتانی صاحب" نیچے ناشر کے ساتھ لکھا ہے "مولانا محمد منظور معاویہ، خادم مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ" انہوں نے یہ اپنی جماعت الگ بنائی ہے ہماری معلومات کے مطابق منظور معاویہ کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے، لیکن جیسے حضرت مولانا عبدالسلام صاحب نے فرمایا کہ یہ ظالم چھپتا پھر رہا ہے، لیکن کب تک چھپتا رہے گا، ان شاء اللہ دوبارہ نکلے گا اور ان شاء اللہ اس کا وہی حال ہوگا جو حال رشدی کا ہوا تھا وہ رُشدی ہماری دسترس سے تو دور ہے لیکن یہ ہمارے قریب ہے اس وقت جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اس نے یہ بکواس پہلی مرتبہ نہیں کی بلکہ اس سے پہلے بھی بکواس کرتا رہا۔

احمد سعید ملتانی کا بائیکاٹ

آج سے یہ عہد کر لیں کہ اس ظالم کو کبھی کسی جلسہ پر نہیں بلائیں گے، کیونکہ اگر لوگوں نے دوبارہ جلسوں میں بلایا تو پھر یہی بکواس کرے گا اللہ تعالیٰ ہمارے علماء کو اس فتنہ کی سرکوبی کی توفیق دیں اور یہاں پر جو شیوخ الحدیث تشریف فرما ہیں، ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ضرور اسکے متعلق کچھ لکھیں۔

حقانیہ ہر میدان میں اول نمبر

جامعہ حقانیہ ہر میدان میں اوّل نمبر پر ہے، حقانی فاضل حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو اللہ جزائے خیر دے، سب سے پہلے انہوں نے اس پر تیر چلایا

اور اسی طرح حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب نے ایک بہترین خط پاکستان کے تمام علماء کو لکھا اور شائع بھی ہوا میں یہ عرض کروں گا کہ امام بخاریؒ کی جو فضیلت اور جو مقام ہے، وہاں ایسے بدبخت بھی ہیں کہ امام بخاریؒ صاحب کو مجروح کرنا چاہتے ہیں۔

علمائے کرام سے اپیل

میں حضرت الشیخ مولانا عبدالسلام صاحب کو یہ عرض کروں گا کہ جتنے فتوے آئے ہیں، اُن سب فتوؤں کو شائع کردیں، تاکہ ساری اُمت کو پتہ چل سکے کہ ایسا ظالم اور کمینہ شخص جو اُٹھ کر بخاری شریف پر ایسے اعتراضات کرتا ہے، ایسی باتیں کرتا ہے، جسکی وجہ سے امام بخاریؒ کی عزت مجروح ہوجائے آج اس ظالم نے بخاری شریف پر ہاتھ چلایا تو کل قرآن پر ہاتھ چلائیگا بخاری شریف کے بعد تو قرآن مجید رہ جاتا ہے حرم شریف میں شیخ الحدیث حضرت ارشد مدنی دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات ہوئی اور دوسرے اکابر سے بھی ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ رافضی ہے، تقیہ باز ہے، یہ بے دین ہے اور مرتد ہے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ جہاں ہم اور معروضات پیش کرتے ہیں، وہاں پر یہ بھی ہوں کہ اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو پہچاننا چاہئے۔

میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کو ''زین المحافل'' کی ترتیب و اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں، وہاں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح آج یہاں ختم بخاری ہوا اور ہر روز ہوتا ہے وہاں حقانی فضلاء بخاری کا دفاع بھی کرتے ہیں مولانا عبدالقیوم حقانی، حقانی فاضل ہیں جنہوں نے ''القاسم'' میں بخاری کے خلاف یلغار کرنے والے ملتانی مصنف کا بھرپور تعاقب کیا ہے۔

خطاب
مولانا عبدالقیوم حقانی

تعارف

مولانا حقانی مدظلہٗ عزیز ترین تلامذہ اور متعلقین میں سے ہیں۔ دارالعلوم ، ناچیز اور شیخ الحدیثؒ سے نہایت والہانہ تعلق ہے ۔ اللہ نے تصنیف وتالیف اورتحریر وتقریر میں امتیازی صفات سے نوازا ہے۔ حضرت داوٗد کے لئے لوہے کی تسخیر کی طرح انہیں کسی کتاب کی تدوین و ترتیب اور پھر فوری اشاعت کے ہفت خوان کو سر کرنے کا ملکہ دیا ہے۔ حال ہی میں ناچیز کی سوانح حیات دو جلدوں میں مرتب فرمائی اللھم زد فزد آگے چل کر انشاء اللہ علم و دین اور تحقیق و تالیف کے میدان میں فتوحات کے جھنڈے گاڑتے جائیں گے...... (س)

مولانا سمیع الحق کے سائے میں بیتے ہوئے ایام

''زین المحافل'' کی تقریب رونمائی کی نظامت کی ذمہ داری مولانا عبدالقیوم حقانی نے نبھائی اس موقع پر حقانی صاحب مشائخ، علماء اور اساتذہ کا تعارف بھی کراتے رہے اور موقع بہ موقع مناسب اور موزون ریمارکس بھی دیتے رہے۔

جامعہ حقانیہ قدیم جامعہ ازہر کا نمونہ

احسان اللہ فاروقی کی پشتو نظم جامعہ حقانیہ دَ علم یو ر نړا دہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالقیوم حقانی نے فرمایا کہ آج سے کوئی بائیس سال قبل جامعہ ازہر (مصر کے) وائس چانسلر جناب الشیخ مفتی محمد طیب النجاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے، جامعہ کی درسگاہیں، عمارات، تعلیم گاہیں، تربیت، اساتذہ کی شفقت، سنت کے مطابق عمامے، مسنون داڑھیاں، مسنون مسواک کا استعمال، قدیم علمی نصاب تعلیم دیکھا تو اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا:

واللہ العظیم، ھذا الازھر القدیم ''اللہ کی قسم، جامعہ حقانیہ ہی قدیم جامعہ ازہر ہے''

آج اللہ کا احسان ہے، وسائل اور قلیل وسائل سب کو معلوم ہیں آج بھی وسائل کا منظر تم دیکھ رہے ہو، دورانِ جلسہ لاؤڈ سپیکر خراب ہوگیا ہے، مشین جل گئی ہے، جنریٹر کام نہیں کر رہا ہے اب بجلی اور لاؤڈ سپیکر کا نظام درہم برہم ہے، لیکن آپ لوگوں کا علم سے، مرکز سے، مادرِ علمی سے، جامعہ حقانیہ سے اور اپنے مشن سے محبت ہے، والہیّت ہے اور تعلقِ خاطر ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی شخص بھی اپنی جگہ سے حرکت کے لئے تیار نہیں ہے اجتماع علمی اور روحانی اجتماع ہے، دینی قیادت کا اجتماع ہے، اس کی برکات پوری اُمت اور تمام عالَم پر مرتب ہوں گے آج مسلمان پر مایوسی مسلط ہے، جمود ہے، نااُمیدی ہے، مایوسیوں کے بادل چھائے ہوئے ہیں، ایسے عالم میں مرکز علم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی آواز ''زین المحافل'' کی تکمیل، شرح شمائل کا منظرِ عام پر آنا اور اس حوالے سے علماء ومشائخ کے عظیم اجتماع کا انعقاد، ملک بھر کے مقتدر علماء کی تشریف آوری یہ پاکستان اور اُمت کے روشن مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کو ساتھ لے کر جاؤ گے

غزوۂ حنین اور طائف کے فتح کے بعد حضورِ اقدس ﷺ نے بعض مؤلفۃ القلوب لوگوں میں تلواریں تقسیم کیں، ڈھالیں عنایت فرمائیں، گھوڑے دیئے، اونٹ دیئے، مالِ غنیمت میں بکریاں دیں، دینار دیئے اور دراہم دیئے بعض انصار نوجوان اور نَومسلم صحابہؓ میں وسوسہ پڑ گیا، شیطان نے فتنہ ڈالا کہ دیکھو! قریش کو بہت کچھ مل گیا اور ہم محروم رہ گئے چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں حضور ﷺ تک باتیں پہنچی حضور ﷺ نے چمڑے کا خیمہ لگایا اور سب کو بلایا، اور فرمایا کہ:

انصار! تمہیں اعتراض ہے کہ ان کو اونٹ ملے گھوڑے ملے، دراہم ملے، دینار اور بکریاں ملیں، سامان ملا اور تمہیں کچھ نہیں ملا میرے انصار! تم نے قربانیاں دیں،

ایثار کیا، جدوجہد کی، جان دی، مال دیا، لاریب کچھ لوگوں کو گھوڑے ملے، وہ گھوڑے لے کر کر چلے، کچھ لوگوں کو مالِ غنیمت میں دراہم ملے، وہ دراہم لے کر چلے، کچھ لوگوں کو مالِ غنیمت میں ڈھال ملیں وہ ڈھالیں لے کر چلے، کچھ لوگوں کو تلواریں ملیں وہ تلواریں لے چلے، کچھ لوگوں کو دینار ملے وہ دینار لے کر چلے، میرے انصار! کیا تمہیں یہ سودا پسند نہیں ہے کہ تمہیں نہ دینار ملے اور نہ دراہم، نہ گھوڑے ملے اور نہ اونٹ، مگر تمہیں محمد ﷺ ملے، جب تم جاؤ گے تو محمد ﷺ کو ساتھ لے کر جاؤ گے''۔

سب خوش ہوئے، سب نے لبیک کہا: آج ہمیں ''زین المحافل'' کی شکل میں محمدِ عربی ﷺ کی احادیث کا ذخیرہ مل رہا ہے۔ محمد ﷺ کی سیرت مل رہی ہے، محمد ﷺ کے اعمال مل رہے ہیں، محمد ﷺ کا حسن و جمال مل رہا ہے، اجتماع ختم ہوگا اور تم جاؤ گے تو تم بھی ''زین المحافل'' کی شکل میں نبی ﷺ کے شمائل و خصائل کی شکل میں، جب تم گھر جاؤ گے تو محمد ﷺ کو ساتھ لے کر جاؤ گے۔ سودا مہنگا نہیں سستا ہے۔

مولانا سمیع الحق نے قلم پکڑوایا

حضرت انسؓ کی والدہؓ ان کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تیرا خادم ہے اس کے لئے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے دعا فرمائی اللھم بارك له فی ماله وولده واطل عمره واغفرله ''اے اللہ اس کے مال واولاد میں برکت دے اس کی عمر دراز فرما اور اس کی بخشش فرما''

حضرت انسؓ آخر عمر میں فرمایا کرتے تھے تین دعائیں میری زندگی میں قبول ہوچکی ہیں، چنانچہ اپنی صلبی اولاد میں سے میں اٹھانوے اپنے بچوں کو دفن کر چکا ہوں، اور مال ایسا ملا کہ میرے باغ میں پھل سال میں دو مرتبہ لگتے ہیں اور زندگی ایسی ملی کہ اب طویل زندگی سے تنگ آچکا ہوں اور چوتھی دعا مغفرت کی ہے جو یقیناً قبول ہوگی۔

ہم گناہگار جب مادرِ علمی سے وابستہ ہوئے اور مجھے اپنے شیخ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ہاتھ میں قلم پکڑوایا، کتب خانہ میں بٹھایا اور فرمایا کہ یہ تین کتابیں لے لو اور ان پر تبصرہ لکھو، خدا گواہ ہے سخت سردی میں میرے بغل سے پسینہ جاری تھا آج اس توجہ اور عنایت کی برکتیں ہیں الحمدللہ، قلم چل پڑا ہے اور ایک سو سے زائد کتابیں منظر عام پر آ گئیں ہیں حضرت مولانا مختار اللہ صاحب فتاویٰ حقانیہ کے مرتب اور پسِ منظر میں حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن حقانی صاحب کی محنت اور درجہ تخصص کے طلبہ کی محنت، پھر استادِ مکرم مولانا سمیع الحق صاحب کی سرپرستی، شفقت، محبت اور حوصلہ افزائیاں وتشجیعات، الحمدللہ اب جبکہ ''زین المحافل'' کی ترتیب کا مرحلہ آیا، تو حضرت مولانا اصلاح الدین صاحب حقانی کے ساتھ حضرت مولانا مختار اللہ حقانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مفتی، مدرس شریکِ کار ہوگئے، تو شمائلِ ترمذی کی عظیم علمی، تحقیقی اور تاریخی شرح منظر عام پر آ گئی۔

گوئے توفیق وسعادت

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہٗ نے منکرِ حدیث احمد سعید ملتانی کی ظلمانی کتاب ''قرآن مقدس اور بخاری محدث'' کی طرف توجہ دلائی ہے آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس ظلم، انکارِ حدیث اور فتنۂ انکارِ حدیث کے نئے روپ کے خلاف مجھے سب سے پہلے لکھنے اور کام کرنے کی توفیق ارزانی ہوئی ہے میرے شیخ اور میرے استاذِ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے مجھے جو قلم پکڑوایا تھا، لکھنا سکھایا تھا، الحمدللہ کہ اللہ کریم نے اس کی آبرو رکھوائی پاکستان میں سب سے پہلے اس غلیظ کتاب کا پوسٹ مارٹم جامعہ حقانیہ کے ایک فاضل، مولانا سمیع الحق صاحب کے شاگرد، عبدالقیوم حقانی نے کیا (اس موقع پر پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے بہ آواز بلند کہا، سبقت کا یہ اعزاز جامعہ

حقانیہ کو حاصل ہے اور حقانی فاضل مولانا عبدالقیوم حقانی کو حاصل ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے مولانا حقانی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ''حقانی صاحب! اس فتنہ انگیز کتاب کی مزید وضاحت کر دیں تا کہ اُمت کو آگاہ کیا جا سکے'')

احمد سعید ملتانی لکھتے ہیں:

امام بخاریؒ کے استاد ابو حازم بے حیا راوی ہے......(ص:۶۹)

بخاری نے نبی پر صریح جھوٹ بولا......(ص:۷۳)

بخاریؒ کا استاذ زہری بکتا رہا......(ص:۷۹)

وقت مختصر ہے، ان چند ارشادات پر اکتفا کرتا ہوں اس موقع پر حضرت قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہٗ نے اصل کتاب بھی لوگوں کو دکھائی مولانا حقانی نے کہا اب میدان میں اُترنا ہوگا اور منکرینِ حدیث کا تعاقب اور منافقین کا نفاق طشت از بام کرنا ہوگا......

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شد

اختتامی کلمات

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ

شرکاءِ دورۂ حدیث و متخصّصین کیلئے اجازتِ حدیث

دارالعلوم حقانیہ کے شرکائے دورۂ حدیث، شرکائے درجہ تخصص اور اضیاف علماء میں اکثریت کی خواہش تھی کہ اکابر علماء اور حضرات محدثین انہیں شرفِ تلمذ اور اجازتِ حدیث سے نوازیں، چنانچہ اس حوالے سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ نے اپنے اختتامی خطاب کے آخر میں فرمایا ”میں اپنے اکابر، محدثین اور شیوخِ حدیث سے گزارش کروں گا کہ ازراہِ کرم و عنایت اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے شرکائے دورۂ اور متخصصین کو اپنی سند کے حوالے سے اجازۃِ حدیث عنایت فرماویں یہ سند بھی سلسلۃ الذہب کی کئی کڑیاں ہیں، صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین اختصارِ سند کے لئے مدینہ منورہ سے مصر جاتے، دمشق جاتے، بغداد جاتے، دور دراز کے اسفار کرتے اور اختصارِ سند کی سعادت حاصل کرتے آج اکابر، محدثین اور شیوخِ حدیث تشریف فرما ہیں، طلبۂ دورۂ حدیث و متخصصین اور علماءِ حاضرین کو آپ حضرات کی سند کے حوالے سے اجازتِ حدیث سے سرفراز کر دیا جائے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کی درخواست پر اکابر علماء، مشائخ، فضلاءِ دیوبند اور محدثین نے اپنی نشستوں پر بیٹھے بیٹھے شروط اور اپنے اساتذہ کے اسناد کے حوالے سب کو اجازتِ حدیث بھی مرحمت فرمائی۔

ہدیۂ تبریک

از: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؒ

تعارف

ہونہار ذہین مستعد عالم، درس نظامی کے جید مدرس بالخصوص نحو وادب میں مقبول استاد، پشتو میں ان کے درسی آمالی کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، عربی علوم وفنون کے ساتھ اللہ نے پشتو، عربی فارسی میں شاعری کی عمدہ صلاحیت سے نوازا تھا، جس کے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ ہمارے استاد صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم زروبویؒ کے فرزند۔ ان کے وفات کے بعد ان ہی کی چھوٹی سی رہائش گاہ (عقب مسجد حقانیہ) میں گذر بسر کیا۔ دنیا کے شور شرابوں سے دور اسی گوشۂ خمولت میں اپنے فکری ونظری دنیا میں محو اور قناعت سے مالا مال تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد ۲۰۱۴ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

ہدیہ تبریک

بزبان...... فارسی

برتصنیف وطباعت شرح شمائل ترمذی بعنوان زین المحافل

درخدمتِ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

۳ر ربیع الاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۲ر مارچ ۲۰۰۸ء

مژدہ اے عشاق آں شرحِ شمائل آمدہ

بہر مشتاقان نورانی خصائلﷺ آمدہ

رونقِ فصلِ بہاراں شمعِ بزمِ قدسیاں

سوئے او ہر بسملے بے تاب مائل آمدہ

آفریں بر محنتِ تُو حضرتِ شیخ الحدیث

از وفورِ شوقِ تُو زین المحافل آمدہ

لائقِ صد داد و تحسین باعثِ صد عزّ و ناز

نعرۂ ترحیب در شورِ عنادل آمدہ
بس بصورت بے نظیر و ہم بمعنی لاجواب
بہر دیدارش ببیں جمع الافاضل آمدہ
وہ برنگ عاشقاں ذکرِ سراپائے رسول ﷺ
مشتمل بر دردِ دل از صاحبِ دل آمدہ
مرحبا ایں ذوقِ علم و واہ تحقیق انیق
بس جوابے لاجوابے بہرِ سائل آمدہ
ہاتفے گفتا کہ ایں زین المحافل در وجود
از کرامت ہائے عبدالحقؒ کامل آمدہ
بہرِ تبریکِ مولانا سمیع الحقِ ما
بر زبانِ فانؔی بس ایں نظمِ عاجل آمدہ

نتیجہ فکر: حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہدیۂ تبریک

بزبان......اردو

برتصنیف وطباعت شرح شمائل ترمذی بعنوان زین المحافل

درخدمت حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ العالی

مژدہ ہے یہ جانِ فزا شرحِ شمائل آ گئی
باسمی تسمیہ زین المحافل آ گئی
منتظر جس کے رہے مدت سے عشاقِ رسول ﷺ
واسطے مجنوں کے لیلیٰ کی محمل آ گئی
والہانہ رنگ سے ذکرِ سرا پائے نبیؐ
علمی دنیا اس پہ بے تابانہ مائل آ گئی
ایک شرح لاجواب و ایک درّ بے بہا
ایک اکسیر عجب بہر افاضل آ گئی
ایک سوغاتِ محبت بہرِ تسکینِ قلوب

اک دوائے دردِ دل از صاحبِ دل آ گئی

چار سو پھیلی ہوئی ہے اللہ اللہ اس کی دھوم
یہ بفضل ربّ بفیضِ شیخِ کامل آ گئی

آرزو دیرینہ تیری واہ پوری ہوگئی
کشتیٔ مقصود تیری سوئے ساحل آ گئی

بزمِ روحانی بپا ہے کیف آور ہے فضا
اور ایک 'باراتِ رحمت' اس میں شامل آ گئی

نذرِ مولانا سمیع الحق دلی جذبات یہ
صورتِ تبریک فانؔی نظم عاجل آ گئی

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تقریب رونمائی (۱) جامعہ حقانیہ

دارالعلوم حقانیہ میں
مکاتیب مشاهیر
کی تقریب رونمائی

دارالعلوم حقانیہ میں ایک تاریخی کتاب
''مکاتیب مشاہیر'' کی تقریب رونمائی
ایک علمی، روحانی، ادبی روح پرور تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

برصغیر کی دارالعلوم دیوبند کے بعد آزاد اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایوان شریعت (دارالحدیث ہال) میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی نئی تاریخی تصنیف ''مکاتیب مشاہیر'' کے حوالے سے ایک عظیم الشان تقریب رونمائی منعقد ہوئی، جس کے مہمانِ خصوصی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کراچی سے تشریف لائے تھے ۱۵ رنومبر بروز منگل صبح ہی سے والہین ومحبین اور مخلصین ومعتقدین سے اکوڑہ خٹک کی سڑکیں اورگلیاں دارالعلوم حقانیہ کی طرف بہنے لگیں صبح دس بجے تک ایوانِ شریعت (دارالحدیث ہال) اور دارالعلوم کے احاطے سامعین وحاضرین سے کھچا کھچ بھر گئے تھے دارالحدیث ہال اورگیلریوں کواپنی وسعتوں کے باوصف تنگ دامنی کی شکایت تھی ''زین المحافل'' کی تقریب رونمائی کے بعد اس طرح کا یہ دوسرا بڑا اجتماع تھا سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالقیوم حقانی سرانجام دے رہے

تھے علماء وزعما اور مشائخ واکابر کثیر تعداد میں سٹیج پر رونق افروز تھے حضرات شیخین (مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی تقی عثمانی) کا اجتماع گاہ تشریف لانے کا منظر دیدنی تھا، حاضرین اور شرکاء کے جوشِ محبت نے عجیب سماں باندھا دونوں حضرات کا فلک شگاف نعروں سے شاندار استقبال کیا گیا، سٹیج پر تین کرسیاں لگی ہوئی تھیں، ایک کرسی پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، دوسرے پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی ،تیسرے پر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی تشریف فرما ہوئے تلاوت کے بعد مولانا حقانی صاحب نے فرمایا ''حضرات مشائخ، محدثین، معلمین اور زعماء قوم وملت کثیر تعداد میں تشریف فرما ہیں آج کے تاریخی اجتماع کے مہمانِ خصوصی شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی ہیں............

گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما
رشکِ فردوس شود از قدومت خانۂ ما

اور آج کی تقریب کا خصوصی موضوع شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی تازہ علمی، ادبی، تحقیقی اور عظیم تاریخی دستاویز ''مکاتیبِ مشاہیر بنام حضرت مولانا عبدالحقؒ'' اور مکاتیبِ مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق'' ہے جو پون صدی پر مشتمل دنیا بھر کے علماء، مشائخ، محدثین، قائدین، زعماء، سیاستدان، حکمران، وزرائے اعظم، اہل علم، ادباء اور رہنمایانِ قوم وملت کے مکاتیب کا عظیم تاریخی مجموعہ ہے جس کی پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں، دو ضخیم جلدیں پریس میں ہیں آج شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے تشریف لانے پر مشاہیر کی تقریب رونمائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

خطبہ استقبالیہ

شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ

نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تعارف

میرے عزیز بھائی، حضرت شیخ الحدیث کے فرزند ثالث سالہا سال سے نہایت انہماک سے دارالعلوم کے اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مصروف ہیں اور نائب مہتمم کے طور پر میرا ہاتھ بھی بٹا رہے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی

آغاز سخن

محترم حضرات علماء کرام اور اضیاف عظام! اللہ تعالیٰ کا اس نعمت پر ہم جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے اللہ جل جلالہ نے آج بین الاقوامی شخصیت جو علمی وادبی، جدید اور قدیم علوم کا انسائیکلو پیڈیا اور جامع ہستی ہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو ان کی تشریف آوری سے نوازا گیا ہے، جس پر ہم ان کا اور اللہ جل جلالہ کے بے انتہاء شکر گزار ہیں، اس سے قبل بھی اکابر علماء، مشائخ اور زعماء نے دارالعلوم حقانیہ کو تشریف آوری سے نوازا حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کئی بار دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے رہے، کئی کئی روز یہیں ٹھہرے رہتے ایک دفعہ بہت بڑے مجمع میں فرمایا'' کہ مجھے یہاں آکر بے پناہ خوشی اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک برصغیر پاک وہند کا دیوبند ثانی ہے۔''

قدیم وجدید علوم کا بحر بے کنار

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کو برصغیر پاک وہند کا بچہ بچہ جانتا ہے صرف قدیم علوم میں ان کا نام نہیں، جدید علوم، معاشیات، اقتصادیات کے بین الاقوامی

ماہر، بڑے بڑے اسلامی بینکوں کے ڈائریکٹر اور چیئرمین ان سے استفادہ کرتے ہیں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا بظاہر کمزور سا جسم ہے لیکن ان کی رگ رگ میں علم وعرفان بھرا ہوا ہے اوران کا قد آسمان کو چھو رہا ہے میرا وفاق المدارس کے امتحانات کے سلسلے میں آٹھ آٹھ، دس دس دن تک دارالعلوم کراچی میں قیام رہتا ہے وہاں پر ان کا جو سلسلہ علم، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف رواں دواں ہے وہ بھی علم وعرفان کا بڑا ایک چشمہ ہے دارالعلوم حقانیہ سے بھی ایک دنیا سیراب ہو رہی ہے، الحمدللہ وہاں بھی حضرت شیخ الاسلام باقاعدگی سے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، فقہ وافتاء اور پھر دنیا کے مختلف ملکوں میں اپنے علوم کو پھیلانا، بینکوں کو مشورے دینا یہ انہی کا خاصہ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

مکاتب مشاہیر عظیم علمی وادبی ذخیرہ

اسی سلسلہ فروغِ علم وادب کی ایک کڑی شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی مکاتیب مشاہیر ہے جو (۵۰۰۰) سے زائد مکاتیب پر مشتمل ہے، لکھنے والوں کے حالاتِ زندگی، ضروری توضیحات، تعارف، سوانحی خاکے اور حاشیے اس پر مستزاد ہیں مکاتیب کے حوالے سے عالمِ اسلام کا یہ سب سے بڑا مجموعہ ہے، میں نے تو اتنا عظیم ذخیرہ مشاہیر کے خطوط کا کہیں نہیں دیکھا اور نہ سنا (تقریب کے دوران جامعہ حقانیہ کے فاضل حضرت مولانا رشید احمد سواتی (حال مدرس حقانیہ) نے منظوم فصیح وبلیغ عربی استقبالیہ پڑھا جس میں مہمان خصوصی کے ساتھ ساتھ جامعہ حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و دیگر اساتذہ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا جو اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

خطاب

مولانا قاری محمد عبداللہ حقانی، بنوں

تعارف

قاری عبداللہ فاضل حقانیہ بنوں فراغت کے بعد شعبہ دارالحفظ میں پڑھاتے رہے، اکوڑہ خٹک میں علمی اور تحقیقی ذوق کے وجہ سے ایک مکتبہ قائم کیا۔ اب بنوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے کچھ عرصہ سینیٹ کے رکن رہے۔ کتاب اور مطالعہ کا عمدہ ذوق پایا ہے۔

مولانا سمیع الحق کا ایک لازوال تاریخی کارنامہ

حضرت قاری صاحب ہی اصل میں اس تقریب کے انعقاد کے محرک تھے، ان کا اصرار تھا کہ اس کی تقاریب جگہ جگہ اور شہر شہر ہونی چاہییں کتاب کی اشاعت اور تدوین کے دوران بھی ان کا فرطِ جذبات اور بے چینی و بے قراری سے کتاب کی اشاعت کا انتظار اس علمی انحطاط کے دور میں قابل تحسین ہے۔

علمی انحطاط کے اس دور میں نیک شگون

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کا "مشاہیر" کی ترتیب واشاعت تاریخ کا ایک لازوال کارنامہ ہے، اکابر علماء دیوبند کے علمی ،تصنیفی،تالیفی ادبی اوراشاعتی کارناموں کا ایک تسلسل ہے، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے امت کے ارباب علم کی خدمت میں صرف ایک مصنف، صرف ایک مؤرخ، صرف ایک زعیم قوم وملت کسی ایک شیخ وبزرگ کی تحریر اور پیغام پر اکتفا نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہزار سے زائد سیاسی زعما، علماء، مشائخ، ادیبوں، دانشوروں کے پیغامات، مشن اوران کی تعلیمات وہدایات کا نچوڑ ہے۔

علوم ومعارف کا حسین مرقع

گویا مکاتیب مشاہیر کے مصنفین کی تعداد پانچ سو سے بھی زائد ہے جنہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے حسنِ سلیقہ سے ایک کتاب میں جمع کر کے علوم ومعارف کے حسین "مرقع" کی صورت میں امت کے حضور پیش کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

خطاب

پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد صاحب

تعارف

معروف کالم نگار، محقق، ڈائریکٹر شیخ زائد اسلامک سنٹر پشاور، ششماہی ''الایضاح'' کے مدیر مسؤل

جامعہ حقانیہ کی پہچان اور خاص امتیاز

جامعہ حقانیہ عالم اسلام کا ایک پہچان

محترم حضرات ! دارالعلوم حقانیہ صرف برصغیر پاک وہند ہی میں نہیں بلکہ عالمِ اسلام میں دارالعلوم دیوبند کے بعد ایک خاص پہچان اور ایک خاص امتیاز رکھتا ہے جب تک یہ دنیا قائم رہے گی ان شاء اللہ! ہمارے یہ ادارے اور دارالعلوم قائم رہیں گے اقبال جب قرطبہ کی جامع مسجد میں گئے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد نظم لکھی اس نظم کے دو اشعار پڑھنے آیا ہوں......

ہسپانیہ تُو خون مسلمان کا امین ہے
مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشان ہیں
خاموش اذانیں ہیں تیری باد سحر میں

میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری حقیر سی آواز فضاؤں میں جہاں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کی مبارک آواز اب بھی محفوظ ہے، میری سعادت ہوگی اگر میری آواز بھی ان

کے ساتھ اس فضا میں محفوظ ہوجائے ،مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں اکثر لوگ جاتے ہیں،احقر کو بھی اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تھا کئی بار موقع دیا،نماز کے بعد لوگ اذکار میں مشغول ہوجاتے تھے تو میں مدینہ طیبہ کی گلیوں سے نکل کر احد کے پہاڑوں میں پھرا کرتا تھا اور رات کو مدینہ طیبہ کے مسجد کے نیچے نہیں اوپر چھت پر جایا کرتا تھا اور یہ تصور کرکے کہ پروردگار تو وہی ہیں آسمان تو وہی ہے ،فضا بھی وہی ہے ،ان فضاؤں کو ان تاروں کو جناب رسول اللہﷺ کی مبارک نظروں نے بھی دیکھا ہوگا یقین جانیئے میں مبالغہ کے بغیر بات کرتا ہوں کہ میں جب آرہا تھا تو اس خطہ کے عظیم مجاہد حضرت حاجی محمد امین صاحب ترنگزئی ؒ کا شعر بے اختیار کئی بار زبان پر آیا کہ......

زړګیه سترګے لګوه د قدم لاره نه ده

حضرت پری ایخی قدمونه دومره خواره نه ده

میں یہاں جامعہ دارالعلوم حقانیہ آرہا تھا تو یہی سوچ رہا تھا کیسے جاؤں گا ،کیسے کھڑا ہوں گا اور کیسے بات کروں گا اکبر الہ آبادی نے اقبال کو آم کی پیٹی بھیجی تھی انہوں نے وصول کرکے یہ شعر لکھا ......

یہ تیرا اعجاز مسیحائی ہے اکبر

کہ لنگڑا الہ آباد سے چلا اور لاہور پہنچا

یہ علمائے کرام کی مسیحائی ہے مولانا عبدالحق ؒ کے خاک پاک کا صدقہ اور آپ لوگوں کی محبت ہے کہ مجھ جیسے انسان کو یہاں بات کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

مدرسہ ایک خوبصورت باغ

سبکتگین ؒ جب آخری عمر میں محمود غزنوی کو آگے بڑھانا چاہتے تھے ،اپنے جانشین کے طور پر محمود غزنوی ؒ شہزادے تھے انہوں نے بہت خوبصورت بات فرمائی اپنے

والد گرامی سے عرض کیا " آپ باغ کی سیر کیجئے، افتتاح کیجئے، بہت خوبصورت باغ تھا، سبکتگینؒ نے سیر وتفریح کے بعد اپنے بیٹے کو تخلیے میں لے جاکر کہا کہ بہت خوبصورت باغ ہے مگر کل تجھے میں ایک خوبصورت باغ دکھاؤں گا جو میں نے بنوایا ہے کل صبح نماز کے بعد وہ اسے ایک مدرسے میں لے گئے اس مدرسے میں اساتذہ کرام، طلبہ قرآن وحدیث کا درس پڑھ رہے تھے، میں صبح صبح یونیورسٹی میں سیرت کی کلاس لیتا ہوں تو طلبہ سے کہتا ہوں کہ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علی الصباح صبح کی نماز کے بعد درسِ قرآن دیتے ہیں، پڑھتے ہیں یا جناب رسول اللہ ﷺ کے احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ پڑھتے ہیں اور بقول شاعر......

بوقت صبح جب خورشید منہ دکھاتا ہے
کوئی حرم کو کوئی میکدے کو جاتا ہے

تو میں جو اپنے دل سے پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے......

بوقت صبح ہر شخص بہ کاروبار روند
بلاکشانِ محبت بہ کوئے یار روند

جامعہ حقانیہ میں قدم رکھنے کا پہلا موقع

ہم تو بلاکشانِ محبت ہیں اس لئے ایسی درسگاہوں کی طرف کھچ کر چلے جاتے ہیں میرے لئے اس عظیم الشان درسگاہ میں قدم رکھنا اور حاضری دینے کا پہلا موقع ہے آپ میں ہر کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اتنے تھوڑے سے فاصلے کے باوجود اب تک کیوں نہیں آئے اللہ گواہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے بارے میں اور مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کے بارے میں اور اس ادارے کے بارے میں اور اس ادارے کے عظیم طلبہ کے بارے میں جو مستقبل کے حوالے سے دین وملت کے رکھوالے

ہیں میری دل میں یہ سوز تھا کہ جا کر ملاقات کروں میں مولانا سمیع الحق صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ''مشاہیر'' کی پانچ جلدیں مولانا راشد الحق صاحب کے ذریعہ مجھے بھجوائیں کہ میں اس پر تبصرہ لکھوں۔حقیقت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے میں کالم لکھتا ہوں ''آوازِ دوست'' کے نام سے آپ میں بہت سارے حضرات نے شاید پڑھا ہوگا

مشاہیر کی سات جلد یا سات سمندر

لیکن میں بہت مشکل میں تھا کہ کالم تو چھوٹا سا ہوتا ہے اور یہ سمندر کو کوزے میں بند کرنا نہیں سات سمندروں کو کوزے میں بند کرنا پڑ رہا ہے،اب سات سمندروں کو کوزے میں بند کرنا مجھ ناچیز کے لئے بڑا مشکل تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چند جملے لکھے وہ جملے ان کو اچھے لگے اور یہ سبیل بنی کہ آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ جہاں تک مشاہیر کا تعلق ہے برصغیر پاک وہند میں میری تحقیق کے مطابق جو سب سے پہلے خطوط چھپے ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات تھے ،میں سمجھتا ہوں کہ ''مشاہیر'' سے ان خطوط کی تجدید ہوگئی ہے جن میں سات سمندر بند ہیں،علوم کی بھی اور تاریخ کی بھی۔

ہزاروں خطوط کی حفاظت وتدوین مشکل مرحلہ

،مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد گرامی ،اپنے نام اور ادارے کے نام جو خطوط جس اہتمام سے محفوظ رکھے ہیں حقیقت یہ ہے یہ اسی علم کی برکتیں ہیں آج اتنے خطوط کو محفوظ رکھنا،ترتیب دینا،عنوانات لگانا ،حواشی لکھنا اور پھر اسے شائع کرنا دل گردے کا کام ہے اور یہ ایسے ہی شخصیات اور اداروں کام ہے میں ایسے ہی موقع پر جب عقیدت ومحبت بہت زیادہ ہو اور وقت کم ہو دو تین شعر سناتا ہوں ......

یا رب شبِ وصال کو اتنا دراز کر
تا حشر مسجدوں میں اذانِ سحر نہ ہو

اور پھر چونکہ یہ تو ممکن نہیں تھا تو ایک دوسرے شاعر نے کہا......

شبِ وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

اس کتاب ''مشاہیر'' کے حوالے سے میں خود بھی ایک مہم چلا رہا ہوں، جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے جہاں تک میرا قلم کام کرتا ہے میں لکھونگا میں بولوں گا تا کہ ہر گھر میں، ہر لائبریری میں، ہر شخص کے پاس، ہر صاحب ذوق کے پاس، ہر صاحب قلم کے پاس اور ہر صاحب علم کے پاس یہ کتاب پہنچ جائے اسلئے کہ ہم سارے کتاب خواں ہیں بقولِ رحمان بابا......

زوړند سر په مطالعه د کتاب خوبښ یم
چه د یار د خدوخال نښې په کښې وی

خطاب
مولانا سید عدنان کاکاخیل

تعارف

مولانا عدنان کاکاخیل صاحب (جامعہ الرشید کراچی) حضرت مولانا عزیر گلؒ اسیرِ مالٹا، حضرت مولانا عبدالحق نافعؒ (مدرس دارالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ کے خانوادہ کے گلِ سرسبد ہیں کتاب کی تقریب کے حوالے سے مولانا بھی کافی پرجوش محرک رہے ہیں "ضرب مومن" اور روزنامہ "اسلام" میں مشاہیر کے متعلق کالمز بھی لکھ چکے ہیں۔

فضلاء حقانیہ حق کا استعارہ بن چکے ہیں

حقانی کہلانے کا حقدار میں بھی ہوں

محترم حضرات !اس وقت میری اور آپ کی ایک سی کیفیت ہے،دوتین باتیں عرض کروں گا''مشاہیر'' کے حوالے سے ایک ضروری بات یہ ہے، ہماری مہمان شخصیت حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے ایک گزارش کروں گا اورایک اس ادارہ کے حوالے سے،جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور یہاں سے منسلک طلبہ جو یہاں بیٹھے ہیں مجھے بھی حقانیہ میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہٗ سے تفسیر پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے ،حضرت سے یہاں پڑھنے کے دوران شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ مجھ سے مسلسل فرمایا کرتے کہ کچھ نہ کچھ لکھا کرو، یہاں دورۂ تفسیر پڑھنے کے بعد میں یہاں سے تو چلا گیا مگر یہاں پڑھنے کی وجہ سے میں بھی اس ادارے کا ایک فرد اور فارغ التحصیل ہوں اور حقانی کہلانے کا حق رکھتا ہوں کیونکہ حدیث پڑھنے والے فضلاء اگر حقانی کہلا سکتے ہیں تو یہاں دورۂ تفسیر قرآن پڑھنے والے تو بدرجۂ اولیٰ حقانی ہیں۔جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا امتیاز واختصاص یہ ہے کہ پاکستان میں موجود بعض جامعات ایسی ہونگی جن سے پڑھنے والے فضلاء جادۂ اعتدال سے منحرف ہوئے ہوں گے مگر اس خطہ اور مختلف ممالک میں جہاں کہیں حقانیہ کے

فضلاء ہیں وہ ''حق'' کا استعارہ بن چکے ہیں جو کہے کہ میں دارالعلوم حقانیہ کا فاضل ہوں تو اسکے بارے میں پورے اطمینان کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حق کی جماعت کا فرد ہے۔

حق: حقانی فضلاء کا امتیازی وصف ہے

مختصر سا واقعہ آپ کو سناؤں چند دن پہلے میرے پاس اسلامی یونیورسٹی کے چند طلباء آئے اور انہوں نے کہا کہ داعی کے بارے میں اور کچھ مسائل کے بارے میں ان کے شکوک وشبہات ہیں کہ یہ باتیں ہمیں ایک مدرسے کے فاضل نے کی ہیں جو یونیورسٹی میں ہمارے ساتھ پڑھتے ہیں اور پی ایچ ڈی کررہے ہیں اور کہتے ہیں کہ حقانیہ کے فاضل ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ باتیں حقانیہ کا فاضل کیسے کہ سکتا ہے میں نے کہا آپ تحقیق کرلیں یہ دارالعلوم حقانیہ کا فاضل نہیں ہوگا میں نے دوبارہ ان طلباء کو بلایا تو واقعی معلوم ہوا کہ وہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل نہیں تھے اس طرح کے سینکڑوں واقعات ہیں یہ حقانیہ کا خصوصی امتیاز ہے کہ جہاں حقانیہ کے فضلاء پہنچے ہیں وہاں دیوبندیت کی صحیح تعبیر کررہے ہیں، حقانیہ دیوبندیت کا نشان ہے اور حقانیہ نے اس اختصاص کو بلاکم وکاست پون صدی سے قائم رکھا ہے اللہ کرے کہ ہمیشہ کے لئے یہ اختصاص قائم رہے۔

جامعہ حقانیہ کے ساتھ خاندانی اور ذاتی تعلق

دوسری بات کتاب ''مشاہیر'' کے حوالے سے عرض کروں کہ کتاب ''مشاہیر'' کے ساتھ مجھے ایک اور ذاتی تعلق بھی ہے میرے خاندان کے بزرگوں، میرے والد صاحب، میرے داداجان حضرت مولانا عزیز گلؒ، حضرت مولانا نافع گلؒ کے خطوط بھی اس میں شامل ہیں، ہمارے خاندان کا ان کے ساتھ جو تعلق ہے میں نے لکھا بھی ہے ایک کالم کے اندر خانوادۂ حضرت مولانا عزیر گلؒ اور خانوادہ حقانی کے محبت ومودت کا جو تعلق پون صدی سے ہے تو میرا ذاتی تعلق بھی ان سے قائم ہے، مگر اردو میں سیر وسوانح

کے کتابوں کا پڑھنا مجھے بچپن سے شغف رہا ہے،اردو زبان میں چھپنے والا مواد شاید سارا میری نظر سے گزر چکا ہے،اس کتاب کی خصوصیت علماء اور طلباء پر واضح کردوں کہ اس میں آپ کو وہ سوانحی اشارے ملیں گے جو شاید آپ کو ان حضرات کی لکھی ہوئی مطبوعہ یا خودنوشت سوانح میں نہیں ملیں گی خطوط نویسی ایک عجیب بے تکلف چیز ہے ان خطوط کے بہت بڑی بڑی شخصیتیں کاتب ہیں، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب تشریف فرما ہیں، وہ مولانا سمیع الحق صاحب کو خطوط لکھ رہے تھے تو انہوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا یہ خطوط کبھی شائع بھی ہوں گے آج وہ چھپے ہیں تو خطوط میں ایک عجیب بے تکلفی کا رنگ لئے ہوئے ہیں، بہت ساری دلچسپ چیزیں جمع ہوگئی ہیں بلکہ اکابر ومشائخ پر لکھے گئے اور لکھے جانے والی سوغات کیلئے تمہ اور اہم ماخذ کا کام دیں گی۔

ہر اعتدال پسند مسلمان دیوبندی ہے

تیسری بات جو میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اقبال کی طرف ایک قول منسوب ہے ایک موقع پر انہوں نے فرمایا تھا کہ ہر اعتدال پسند مسلمان کا نام دیوبندی ہے آج ہمارے بزرگوں میں سے وہ شخصیات جن کی تحریر، جن کی تقریر، جن کی شخصیت جن کا موقف شرعی مسائل میں، سیاسی مسائل میں، جن کو دیکھ کر اعتدال کی تصویر سامنے آتی ہے، جسے دیکھ کر یقین آتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کا یہ طرز اور طریقہ رہا ہے وہ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ہے آپ ان کے باتوں کو گوش دل سے سنیں اور اسے اپنے لئے لائحہ عمل بنائیں۔

خطاب

حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب

تعارف

جمیعۃ علماء اسلام (س) کے صوبائی جنرل سیکرٹری شعلہ بیان مقرر، مسجد خضراء لاہور کے خطیب اور جامعہ اسلامیہ کامونکے گوجرانوالہ کے مہتمم ،علمی مجلہ ماہنامہ ''مکالمہ بین المذاہب'' اور ''انوار الحرمین'' کے مدیر اعلیٰ اور ادیان و مذاہب کے تقابل پر ادارہ میں خصوصی کام ہو رہا ہے۔ان کے اعلیٰ صلاحیتوں پر حال ہی میں انہیں لاہور شیرانوالہ گیٹ میں پارٹی کے مجلس عمومی کے اجلاس میں خفیہ بیلٹ کے ذریعہ انہیں کثرت رائے سے ناچیز کے جگہ ناظم عمومی (سیکرٹری جنرل) منتخب کیا گیا جبکہ ناچیز کو اجلاس میں اتفاق رائے سے بلا مقابلہ امیر مرکزیہ چنا گیا۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
کے علمی وسیاسی میدان کے دو وارث

فتح الملہم اور اس کا تکملہ

محترم حضرات! مجھے کچھ نہیں کہنا تھا لیکن حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک مکتب فکر کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا حکومت سے کہ ہمارے فلاں بزرگ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا جائے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا: ''حکومتوں سے مطالبے کر کے کسی کیلئے شیخ الاسلام کا لقب لینے سے کوئی شخصیت شیخ الاسلام نہیں بنتی، میں تو اسے شیخ الاسلام سمجھوں گا جو ''فتح الملہم'' کی تکمیل کرے فتح الملہم شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی مسلم شریف کی شرح ہے جو مکمل نہ ہو سکی اور آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے

علامہ عثمانیؒ کے علمی میدان کے وارث

اس کی تکمیل کا یہ اعزاز شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کو حاصل ہوا، انہوں نے فتح الملہم کی تکمیل کی اور فرق قائم رکھا کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نے

جتنا کام کیا تھا وہ تو فتح الملہم کے نام سے شائع ہو رہا ہے اور جو تکمیل فرمائی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے وہ تکملہ فتح الملہم کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے، تو میں کہنا چاہتا ہوں، میرے پاس تمہیدی کلمات نہیں مختصر الفاظ میں یہی کہوں گا کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نے دو میدانوں میں کام کیا ایک علمی میدان اور دوسرا سیاسی میدان، تو انکے علمی کام کے وارث شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ہیں۔

علامہ عثمانی کے سیاسی میدان کے وارث

سیاسی میدان کے وارث شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ہیں جنہوں نے قرار دادِ مقاصد اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر پاکستان میں شریعت کے نفاذ اور مقاصد پاکستان کے حصول و تکمیل کیلئے ایک طویل جدوجہد کی، نفاذِ شریعت کا بل پیش کیا اور جمعیۃ علماءِ اسلام کے نظریاتی تشخص کو بچانے کی جنگ لڑ رہے ہیں جو میرے قائد ہیں، میرے مربی ہیں اور میں انہیں قائد ملت اسلامیہ کہتا ہوں میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کو مکاتیب مشاہیر کے اشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جامعہ دارالعلوم حقانیہ جو ہمارا مرکز ہے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کو خوش آمدید کہنا بھی میرے فرائض میں شامل ہے میں انکا خیر مقدم کرتا ہوں۔

خیر مقدمی کلمات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

اکابر علماء دیوبند کیا تھے؟

آغاز سخن

میرے انتہائی واجب الاحترام علمائے کرام، میرے طالب علم بھائیو! میرے بھائی حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے بہت اچھے انداز میں میری نیابت کی اور آپ کی خدمت میں کلمات ترحیب کہے، اس کے بعد میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھ رہا ''مکاتیب مشاہیر'' کے بارے میں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں اور اس کی تعریف و تعارف کرایا گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عظیم ذخیرہ مرتب ہوا، اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے ''مشاہیر'' ایک ایسی علمی چیز ہے جس کے ذریعے ہم آپ کو آپ کے اکابر سے متعارف کرانا چاہتے ہیں آج ہمارے مدارس میں ہمارے طلبہ، ہمارے علماء کی اپنے عظیم جلیل القدر علماء کے حالات، ان کے علوم ومعارف سے وابستگی کم ہوگئی ہے حالانکہ یہ ہمارے درس اور نصاب کا ایک بڑا حصہ ہونا چاہئے تھا۔

ہماری تاریخ کیا ہے اور ہمارے اکابر کون ہیں؟

ہماری تاریخ کیا ہے؟ ہمارے اکابر کون تھے؟ تو ''مشاہیر'' کے ذریعے پورے

برصغیر پاک وہند کے اور اکابر وزعماء ،مشائخ وعلماء اور اکابرینِ تصوف اورمجاہدین کی تحریریں سامنے آگئی ہیں جس سے آپ کے لئے ان کی پہچان کا ایک دروازہ کھلتا ہے میں نے تحریروں میں کوئی ردوبدل نہیں کیا ہمارے پشتو کے بڑے بڑے حضرات علماء وہ خط پشتو میں لکھتے تھے اگر اردو میں لکھتے ،تو وہ بھی گلابی اردو ہوتی تھی تو ہم نے اس میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کی اس لئے کہ اصل خط میں اخلاص وللّٰہیت کے آثار جھلکتے ہیں......

ع ہرچہ ازدل می خیزد بردل می ریزد

مشاہیر اکابر سے علمی رشتے اور سند کا تسلسل

اس کو ہم نے اپنے اضافوں اور ردّ و بدل سے داغدار نہیں بنایا،ان میں ہر ایک خط کا نمونہ آپ کو ملے گا مجاہدین کا بھی ،مبلغین کا بھی ، مدرسین کا بھی ،مقصد میرا یہی ہے کہ آپ کسی نہ کسی بہانے ان اکابر سے وابستہ ہوجائیں، ان سے تعلق اور علمی رشتے قائم کریں، ہمارا نظامِ تعلیم ان ہی رشتوں اور تعلق پر چل رہا ہے، جسے سند کہا جاتا ہے اور سند کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اکابر کے تسلسلِ سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے وابستہ ہیں۔ کتنے اکابر ہیں؟ جن کے نام سے بھی ہم ناواقف ہیں مثلاً حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کون تھے؟ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنیؒ کون تھے؟ کتنے لوگوں کو پتہ ہے کہ علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ،مولانا شمس الحق افغانیؒ،علامہ قاری محمد طیب قاسمیؒ،علامہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ،مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ کون تھے؟ یہ تو معروف لوگ تھے ایسے سینکڑوں لوگ ہیں جن سے آپ واقف نہیں ہیں؟ تو میرا کام صرف جمع کرنے کا تھا چونکہ میں مکتوب الیہ ہوں،اصل کمال کاتب کا ہے۔

مشاہیر کی ضخیم جلدوں میں اکابر کا وجود

الحمدللہ! اللہ نے ''مشاہیر'' کی ضخیم جلدوں میں انہیں جمع کرنے کی توفیق دی

اور پانچ جلدوں کے علاوہ مزید دو جلدیں مکمل ہوگئی ہیں یہ بھی کل پرسوں پریس چلی جائیں گی جن میں برصغیر پاک وہند کے علاوہ سینٹرل ایشیا، عالمِ عرب، ایران، افریقہ اور مغرب و مشرقِ بعید مغرب، امریکہ اور یورپی ممالک، ان تمام ممالک پر مشتمل ایک جلد ہے۔

مشاہیر کی ساتویں جلد ام المعارک کی داستان

میرے لئے سب سے اہم حصہ ساتویں جلد ہے جو مکمل ہوگئی ہے اس کا تعلق افغانستان سے ہے، اس میں افغانستان کے تمام مشاہیر مولانا محمد یونس خالص حقانیؒ، مولانا جلال الدین حقانی، مولانا ابراہیم جان مجددی شہیدؒ، برہان الدین ربانی، مولانا صبغت اللہ مجددی، انجینئر حکمت یار، مولانا محمد نبی محمدیؒ، استاد سیاف وغیرہ اور جو تمام اکابرینِ جہاد ہیں ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی ربط و تعلق اور وابستگی ضرور ہے اس کے بعد طالبان کی تحریک شروع ہوئی، طالبان سے وابستگی کہیں نہ کہیں قائم رہی ہے عالم کفر کو معلوم ہے، دارالعلوم حقانیہ کا طالبان سے کیا تعلق ہے؟ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ حقانیہ طالبانِ افغانستان کی مادرِ علمی ہے، عالمِ کفر نے جب طالبان حکومت پر یلغار کر کے انہیں ختم کرنا چاہا تو بعض مغربی مبصرین کہنے لگے کہ ''سانپ تو مر گیا لیکن سانپ کی ماں ابھی باقی ہے'' وہ اس کو کچھار سمجھتے ہیں تو اس لحاظ سے جہاد افغانستان میں ابتداء سے لے کر اب تک دارالعلوم حقانیہ کا بڑا عظیم تعلق رہا ہے اور ہماری حفاظت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

تو اس ساتویں جلد میں جہادِ افغانستان اور تحریکِ طالبان کا بہت سا حصہ آگیا ہے بدقسمتی یہ ہے کہ اتنا بڑا جہاد جو (۳۲) سال سے جاری ہے اور میں اس کو ''ام المعارک'' سمجھتا ہوں، پورا عالمِ کفر اس جہاد کے خلاف ہمارا حریف ہے، ان کا ایسا اتفاق

کہیں بھی نہیں ہوا تھا، اور اس طرح جنگ احزاب میں ہوا تھا کہ پورا عالم کفر جمع ہو گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل وخوار کر کے رسوا کیا، اس کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ عالمِ کفر جمع ہوا ہے، امریکہ بھی، روس بھی، یہودی بھی، عیسائی بھی اور کمیونسٹ بھی اور مشرکین ہندوستان بھی ان کے درمیان آپس میں ہزاروں اختلافات ہیں، جھگڑے ہیں لیکن تمام جھگڑوں کو ختم کر کے اس جہاد کے خلاف وہ سب ایک ہیں۔

جہاد افغانستان کی تاریخ مرتب کرنے میں غفلت اور کوتاہی

میں ابتداء سے مجاہدین سے کہہ رہا ہوں کہ اپنی تاریخ بھی تو کچھ مرتب کرو (۳۲) سال سے جہاد ہو رہا ہے کوئی ایک چیز تو جمع ہو صحابہ کرامؓ سے سبق لو، ان کے ہاں نہ فون تھے، نہ ریڈیو اور نہ کوئی اور ذریعہ، اس کے باوجود انہوں نے ہر چیز محفوظ کی، صرف ''فتوح الشام'' دیکھیں، اور ہر روز اس سے سبق حاصل کریں، صحابہؓ کے مشاغل ومصروفیات سنیں، بایں ہمہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہر ہر ادا وانداز اور ان کے ایک ایک بول کو محفوظ کرتے رہے اور ان جہادوں کے ایک ایک خدوخال اور چھوٹی سی چھوٹی باتیں محفوظ کرتے رہیں جو ''مغازی'' اور فتوحات کے نام سے مرتب و مدوّن ہیں اس سے آگے چل کر بہت سبق حاصل ہوتا ہے سینکڑوں کتابیں صحابہ کرامؓ کے غزوات کے بارے میں مرتب ہو گئی ہیں (۳۲) سال سے جو جہاد جاری ہے، امریکیوں اور روسیوں کو شکست فاش دی ہے۔

پٹھان تلوار کے دھنی قلم کاری میں بہت پیچھے

میں روس سے جہاد کے وقت سینکڑوں طلباء سے میدانِ کارزار کی رپورٹیں لکھواتا رہتا جو اس وقت ''الحق'' میں چھپ جاتیں اس جہاد پر سینکڑوں جلدیں محفوظ ہونی چاہئیں، تاریخ کا حصہ آئندہ نسل کو منتقل ہوگا، یہ ہمارے افغانی بھائی اور پٹھان قلم

کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں ،تلوار کے معاملے میں سب سے آگے ہیں،الحمد للہ! امریکہ کو بھگا دیا۔

امت محمدیہ کی بقاء کے محافظ علماء کرام ہی ہیں

قلم وکتاب کے بارے میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ،مولانا شیر علی شاہ صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو اپنا آئیڈیل بنائیں ،محنت کریں،صلاحیتیں پیدا کریں،کل بھی میں نے کہا تھا اور آج پھر زور دے کر کہہ رہا ہوں کہ آپ بہت بڑے عظیم امتحان میں ہیں،اس امت کی بقا اور تشخص کا تحفظ آپ کی ذمہ داری ہے ،کافر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علماءِ امت کے محافظ بن سکتے ہیں یہی چوکیدار بن سکتے ہیں باقی سب چور ہیں وہ کسی اور کو چوکیدار نہیں سمجھتے سیاستدان سب ان کی جھولی میں ہیں۔

امت کی بقاء کی جنگ کس نے لڑی؟

یونیورسٹی کالج کا سرمایہ ان کے پاس ہے اور ان کے ساتھ ہے آپ کے تمام وسائل ان کے ہاتھ میں ہیں،آپ کا تمام اسلحہ ان کے قبضے میں ہے،ایٹم بم بنایا گیا ہے لیکن وہ ایٹم بم کس کام کا؟ جس نے ہمیں خطروں میں ڈال دیا ہے اور جس کی حفاظت بھی ہم نہیں کر سکتے ایٹم بم ہماری حفاظت نہیں کر رہا کافر سمجھتا ہے کہ امتِ محمدیہ کے بقاء،تحفظ اور دفاع کی جنگ کس نے لڑی ہے؟ اور کون لڑ رہا ہے تو سارے کافر اکٹھے ہوگئے ،علماء ومجاہدین کے خلاف آپ ہی کو''دہشت گرد'' کہا جا رہا ہے،تو تم نے اپنی ذمہ داریاں محفوظ کرنی اور جاری رکھنی ہیں۔

اصل جنگ علمی میدان میں لڑنی ہے

طالب علمی کے دور میں اپنے اندر تمام صلاحیتیں پیدا کرنی ہیں جس کی آپ کو

آگے ضرورت پڑے گی یادرکھیں! ہم نے اصل جنگ علمی میدان میں لڑنی ہے چونکہ ان کا سارامیڈیا ہمارے دین کے تشخص کومسخ کررہاہے اس نے اسلام کو''دہشت گردی'' کے نام سے ایک گالی بنادیاہے تو اب ہم نے علم کے میدان میں دلائل وحجت کے میدان میں ان کو قائل کرنا ہوگا،اس پروپیگنڈا کا جواب زرداری نہیں دے گا، وزیراعظم نہیں دے گا سیاستدان نہیں دے گا وہ سب مغرب کے پٹھو ہیں،اس ملک کو آپ بچائیں گے اور دنیا کو بتلائیں گے کہ حقانیتِ اسلام کیاہے؟ جہاد کیاہے؟ یہ عائلی قوانین کیاہیں؟ یہ میراث کیاہے؟ قانونِ شہادت کیاہے؟

اسلام کی حقانیت کاعلم چاردانگ عالم میں بلند کرنا

اسلام کی حقانیت کاعلم بلند کرناہے اب آپ کو عالمِ اسلام کی آخری سرحدوں تک حفاظت کرنی ہے جہاں لوگوں کو محبت سے،مکالمہ سے سمجھانا ہوگا،اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے،اسلام ہمیں بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کا سبق دیتاہے،آپ نے مکمل تیاری کرنی ہے، مستقبل میں آپ دنیا بھر اور یورپ میں اگر جائیں گے تو ان کے مکالموں میں بھی شریک ہوں گے تو ان کی غلط باتوں کا جواب نہایت حکمت وبصیرت سے دینا ہوگا تو اس کے لئے علمی اور مطالعاتی بصیرت و بصارت چاہیے۔

مولانا محمد تقی عثمانی سے میرا پرانا تعلق شیخ الحدیث کہنے سے تکلیف

آخر میں میری ایک گزارش یہ بھی ہے کہ مجھے باربار شیخ الحدیث کہا جا رہا ہے، خدا کی قسم میں شیخ الحدیث کہنے سے ناراض ہوتاہوں، یہ مبارک وعظیم لفظ اس ناکارہ کیلئے مناسب نہیں،آئندہ کوئی شخص مجھے شیخ الحدیث نہ کہے،میری سب سے یہی درخواست ہے اپنے نام کے ساتھ یہ القابات دیکھ کر شرم اور حیا محسوس کرتا ہوں یہ مبارک الفاظ ہمارے اکابرین ومشائخ کے ساتھ سجتے تھے اورانہی کے صحیح شایان شان

معلوم ہوتے تھے بہرحال میں اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ ہم جیسے گنہگار طالبعلموں سے کوئی نہ کوئی چھوٹا موٹا کام لے رہا ہے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کے ساتھ میرا تعلق بڑا پرانا ہے اور ان سے ملاقات پر مجھے مسیحا وخضر کی ملاقات سے بھی زیادہ خوشی محسوس ہوتی ہے، اسی طرح مولانا شیر علی شاہ صاحب اور ہم سب اب جا رہے ہیں اور بجھتے ہوئے چراغ ہیں اللہ سے دعا ہے کہ ان حضرات کے علم وفضل کی روشنی قیامت تک جاری رہے اور اب اس روشنی کو تم طالب علموں نے قائم و دائم و فروزاں رکھنا ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العٰلمین

خطاب
شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

تعارف

محبِ قدیم صدیق حمیم کریم ابن کریم محبوب و محبِ صمیم مولانا محمد تقی عثمانی کو اللہ تعالیٰ نے جن بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے اس بارہ میں قلم خامہ فرسائی سے عاجز ہے......

ع قلم ایں جا رسید و سر بشکست

ان کی ذات علم و دانش اور علم و حکمت کا ایسا متنوع گلشن ہے جس کی رنگینی اور بوقلمونی کی منظر کشی سے خود کو بے بس پاتا ہوں گویا حالت وہ ہے......

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میں کشد کہ جا ایں جاست

غالباً ۱۹۵۵ء میں ان سے پہلی ملاقات ہوئی۔ جبکہ وہ اپنے عظیم والد ماجدؒ کے ساتھ اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے۔ ایک دو دن ہمارے غریب خانہ جو حقیقی معنوں میں غربت کدہ تھا اور مہمانداری کی تمام سہولتوں سے محروم بھی، مگر پھر بھی یہ ملاقات طبعی و فکری مناسبت اور ہم آہنگی کی وجہ سے خلوص و محبت کے ان مٹ نقوش ثبت کر گئی۔ یہ ہماری طالب علمی کا دور تھا، علمی فکری، مطالعاتی ذوق عربی، اردو، فارسی ادب سے دلچسپی، سیر و سیاحت کا شوق اور اہم علمی و ملی امور پر مباحثے مناظرے و مذاکرے یہ سارے مشترکہ میلانات اس رشتہ صدق و صفا کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے رہے۔ اس دور کی ہر ملاقات کسی مسیحا و خضر کے ملنے سے کم نہیں لگتی تھی۔

اس میں شک نہیں کہ اب مولانا علم و فضل کے اوج کمال پر ہیں مگر یہ مقام زندگی کے لطیف احساسات اور ہجر و وصل کی بادیہ پیمائی کے منافی نہیں۔ مولانا نے دینی علوم کے ساتھ عصر حاضر کے جدید علوم اور نت نئے حوادث اور مسائل بالخصوص معاشی و اقتصادی میدانوں میں بھی جدید روشن خیال طبقہ میں علمی فتوحات کے جھنڈے لہرا دیئے ہیں۔ اسلامی علوم پر دسترس، تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف، ادب و انشاء کا یہ شہسوار آسمان علم و فضل پر کمندیں ڈال چکا مگر ان کا یہ کم سواد، کم ہمت ہمدم دیرینہ ابھی تک کوچہ ہائے پیچ و تاب میں بھٹکتا اور سوز و ساز کی وادیوں کی خاک چھان رہا ہے۔ گویا نقشہ وہ ہے کہ

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

پون صدی کی تاریخ پر مشتمل دستاویز

کلمات تشکر

ایک طرف میرے لئے بہت عظیم سعادت کا موقع ہے اس کیساتھ ساتھ مجھے اپنے دل میں بڑی شرمندگی بھی محسوس ہو رہی ہے، سعادت اس بات پر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مبارک موقع پر، مبارک محفل میں حاضری کی توفیق عطاء فرمائی اور شرمندگی دووجہ سے، ایک یہ کہ مجھے دارالعلوم حقانیہ میں مہمان خصوصی قرار دیا جارہا ہے اور میرے لئے ضیف اور مہمان کا لفظ بھی استعمال کیا جارہا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ میرا اپنا ادارہ ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ میں دارالعلوم حقانیہ میں نہ پہلے مہمان تھا نہ آج مہمان ہوں، یہ میرا اپنا ادارہ ہے اور یہاں میں نے بطور مہمان آنا کبھی پسند نہیں کیا، اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے درجات بلند فرمائیں کہ ہمیشہ اتنا پیار دیتے بلکہ اپنے ایک بیٹے کے طور پر شفقت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان کے خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اور شرمندگی اس بات پر ہے کہ مجھے اس ادارے میں حاضر ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر گیا کہ یہاں کے لوگ اب مجھے مہمان قرار دینے لگے ہیں۔ میں اپنی اس

کوتاہی، اپنی غلطی اور بلکہ اگر یہ کہوں کہ اپنے اس گناہ کا اقرار واعتراف کرتا ہوں ۔ کہتے ہیں کہ مہینوں کا بلکہ سالوں کا بھٹکا ہوا بھی اگر کسی دن واپس آجائے تو اسکی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔امید ہے کہ آپ حضرات بھی مجھ سے درگزر فرمائیں گے اوراب آئندہ مجھے یہاں مہمان کی حیثیت سے نہیں بلائیں گے۔

نورِعلم کی خوشبو

اللہ تعالیٰ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو صرف پورے ہند میں نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام میں عظیم مقام عطا فرمایا ہے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی سنت، ان کی سیرت، ان کے اخلاق، ان کے کردار کو اپنی زندگیوں میں لانے کی توفیق عطا فرمائیں، وہ اس ادارے کے بانی بھی تھے، شیخ الحدیث بھی اور روح رواں بھی، ابھی پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد صاحب بتا رہے تھے کہ سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ آوازیں فنا نہیں ہوتیں خلا میں محفوظ رہتی ہیں، حضراتِ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بزرگوں کے انفاسِ قدسیہ فضاؤں کے اندر محفوظ رہتے ہیں اوران کی مہک قیامت تک باقی رہتی ہے، لہٰذا اس مبارک دارالعلوم حقانیہ میں آکر ان انفاسِ قدسیہ کی مہک سے ہم جیسے بے شعور انسان بھی لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ایک نور ہے، علم کا نور اور علم کی خوشبو ہے جو حقانیہ کے درودیوار سے مہکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔

مولانا سمیع الحق کو سبقت کا شرف حاصل ہے: مجھے بھی شیخ الاسلام کہنے سے تکلیف

دوسری وجہ یہ ہے کہ مجھ ناچیز سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کی جارہی ہیں اور بڑے بڑے القابات اختیار کئے گئے حالانکہ مولانا سمیع الحق ہر معاملے میں میرے پیش رو ہیں، وہ ہر معاملے میں مجھ پر سبقت لئے ہوئے ہیں انہوں نے ''الحق'' جاری

کیا تو ان کے بعد ''البلاغ'' جاری کیا گیا اور انہی کی اقتداء کی ، یہ میرے پیش رو بھی ہیں، محسن بھی بلکہ میرے رہبر و رہنما بھی ''مکاتیب'' کے حوالے سے آج پھر یہ سبقت لے گئے ہیں، ایک اور سبقت یہ بھی ہے کہ جو بات میں یہاں کہنا چاہتا تھا وہ انہوں نے پہلے کہہ دی اور یہ بات میرے لئے اب کہنی مشکل ہو رہی ہے انہوں نے کہا کہ آئندہ کوئی مجھے شیخ الحدیث نہ کہے اپنی تواضع کی بنا پر انہوں نے یہ بات فرمائی، میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا اور بڑے بڑے اجتماعات میں، میں نے یہ بات کہی بھی ہے کہ ''شیخ الاسلام'' کا لفظ جو بہت بڑا معتز لفظ ہے مجھ جیسے بے علم انسان کیلئے یہ لفظ استعمال کرنا اس لفظ کی توہین ہے، میں نے اپنے ہاں دارالعلوم میں ممانعت کی ہوئی ہے کہ کسی بھی جلسے میں، کسی تقریر میں، کسی بھی تحریر میں یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے اگر کوئی کرتا ہے تو میں اس سے باز پرس کرتا ہوں، یہ القابات شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کیلئے سجتے تھے، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کیلئے سجتے تھے، ہم جیسے لوگوں کیلئے اگر یہ الفاظ استعمال کئے جائیں گے تو یہ مبتذل ہو جائیں گے اور یہ ان القابات کے اصل مصداق کی توہین ہے۔

''مکاتیب'' کی ترتیب و اشاعت مستقل صنفِ تالیف ہے

یہ محفل دراصل ''مشاہیر'' کی تقریب رونمائی کے لئے منعقد ہو رہی ہے میں بہت پہلے حاضر ہونا چاہتا تھا مگر مولانا سمیع الحق سے ہمارا جو پرانا تعلق ہے بلکہ میں یہ لفظ استعمال کروں شاید حدود سے تجاوز نہ ہو کہ جو ہمارا یارانہ رہا ہے اُس دُور کی بھی تجدید ہو جائے، ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنا بڑا اجتماع ہوگا اور اتنی بڑی تقریب ہوگی لیکن یہ ہر معاملے میں میرے پیش رو ہیں اور میرے رہبر و رہنما ہیں انہوں نے یہ تقریب منعقد فرمائی اور یہ اعزاز مجھے بخشا کہ اتنی عظیم کتاب جو انہوں نے مرتب کی

اس کی تقریب رونمائی بھی اسی موقع پر منعقد کر لی تاکہ مجھے اس سعادت میں شریک کرادیں۔

اس کتاب ''مشاہیر'' کے متعلق سب سے پہلے حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب نے مجھے مطلع کیا کہ وہ کتاب آرہی ہے حالانکہ اس سے قبل ایک مرتبہ مولانا سمیع الحق صاحب مجھ سے ذکر فرما چکے تھے کہ ''مکاتیب'' مرتب ہو رہے ہیں اور میں نے ان سے نہایت عاجزانہ درخواست کی تھی کہ خطوط مرتب کریں مگر اس میں ٹاٹ (میرے خطوط) کا کوئی پیوند نہ لگے، مرتب ہو کر کتاب آگئی اور مولانا سمیع الحق نے کمالِ مہربانی کی کہ مجھے بھی ارسال فرمائی جس کے لئے میں شدت سے منتظر تھا یقین جانئے، کتاب کو دیکھ کر الحمد للہ مسرت وسرور اور کیف اور لطف کا یہ عالم ہوا کہ میں ہمیشہ اپنی مصروفیات میں لگا رہتا ہوں، تاہم جو کتاب اچھی لگتی ہے تو اس کو سرہانے رکھ کر پڑھتا ہوں جبکہ مصروفیات میں بمشکل اتنا وقت نکلتا ہے کہ میں بشوق اس کتاب کو پڑھ سکوں۔

''لیکن جب یہ کتاب ''مشاہیر'' آئی اور سرہانے رکھی تھوڑی سی ورق گردانی کی تو اس کتاب کو پڑھتے پڑھتے قیلولہ بھی اس کی نذر ہو گیا جسے میں اپنے لئے ''واجب'' سمجھتا ہوں، ظہر سے لے کر عصر تک کوئی اور کام نہ کر سکا اور کئی دن اسی کتاب میں ڈوبا رہا اور باقی ضروری کاموں کا خیال تک نہ آیا، یوں تو دنیا میں مکاتیب بہت مرتب کئے گئے ہیں اور ہر زبان میں مرتب ہوئے یہ مستقل صنفِ تالیف ہے، فلاں بزرگ کے مکاتیب، فلاں بزرگ کے مکاتیب، لیکن وہ کسی ایک شخصیت کے متعلق ہوتے ہیں وہ شخصیت یا تو سیاسی شخصیت ہوتی ہے اس نے سیاسی انداز میں مکاتیب لکھے ہوتے ہیں، یا صوفیائے کرام کے خطوط ہوتے ہیں جو تصوف کے اسرار ورموز پر مشتمل ہوتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مکاتیب اسی قسم کے مکاتیب پر

مشتمل ہیں جن میں تصوف کے اعلیٰ اسرار ورموز پائے جاتے ہیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ''تربیت السالک'' ہے اسی انداز کے مکتوبات پر مشتمل ہے، بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاتیب جوان سب کے پیش رو ہیں وہ تصوف کے اعلیٰ ترین مباحث پر مشتمل ہیں یا کوئی ادیب ہوتا ہے تو وہ اپنے ادبی ذوق کی تسکین کیلئے کسی کو خط لکھتا ہے، بعض اوقات وہ خط فرضی بھی ہوتے ہیں لیکن مقصود اس کا ادبی ذوق کی تسکین ہے جیسے ''غبارِ خاطر'' اس کا اعلیٰ ترین شاہکار ہے''۔

''مکاتیب مشاہیر'' پون صدی کی تاریخ پر مشتمل ہے

لیکن کم از کم ''میرے علم اور میرے ناقص مطالعے کے اندر کسی زبان میں مثلاً فارسی، اردو، عربی، انگریزی اور دیگر جتنی زبانیں میں جانتا ہوں اسمیں کوئی ایسی کتاب مجھے یاد نہیں آرہی جسمیں اتنی بڑی تعداد کے علماء، دانشور، اولیاء، صوفیاء، اہل قلم اور سیاست دانوں بلکہ مختلف الجہت لوگوں کے مکاتیب کو جمع کیا گیا ہو، میری دانست میں، میرے علم کے حد تک کوئی ایسی کتاب اس سے قبل نہیں آئی'' اور لوگ کہیں گے کہ اس سے فائدہ کیا؟ مولانا سمیع الحق نے جو اس کے آغاز میں پیش لفظ لکھا ہے اس کو ذرا غور سے پڑھیں اور اس کے اندر آپ کو نظر آئے گا کہ اس پیش لفظ میں مکتوبات کی تاریخ بھی ہے، مکتوبات کا مقصود اور اس سے جو نفع پڑھنے والا حاصل کرسکتا ہے اس کا بیان بھی ہے الحمد للہ! یہ اعزاز مولانا سمیع الحق کو حاصل ہوا کہ انہوں نے برصغیر کے سینکڑوں بڑے مشاہیر کی تحریروں کا ایک بڑا مجموعہ اپنے خاص ذوق کے ساتھ مرتب فرمایا جس میں، ہم جیسے طالب علموں کیلئے ایک سبق تو یہ ہے کہ اس سے تحریر کا اور مضمون نگاری کا ایک سلیقہ حاصل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مکاتیب پون صدی کی تاریخ پر مشتمل ہیں۔ سیاسی تاریخ، علمی اور ادبی تاریخ، ثقافتی تاریخ اور معاشرتی تاریخ مکاتیب سے جگہ

جگہ چھلک رہی ہے اور جہاں جہاں کوئی پوشیدگی ہے تو مولانا نے اپنے تعلیقات وحواشی کے ذریعے بہت خوبصورت اور مختصر انداز میں اس کا مطلب واضح کر دیا ہے‘‘۔

اس میں صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ علماء کرام اور زعماء ملت کے درمیان باہمی تعلقات پر روشنی پڑیگی اور اس میں بہت بڑا سبق جسکی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے اکابر علماء جنکے الحمدللہ ہم نام لیوا ہیں انکے مذاق اور مزاج مختلف تھے بعض امور میں ان کے خیالات میں بھی اختلاف رہا ہے......

ع ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است

اختلاف مذاق ومزاج کی پاسداری

ان مکاتیب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اختلافِ مزاج ومذاق کے انہوں نے اس اختلافِ مزاج ومذاق کو کس طرح حدود میں رکھا اور ان حدود کی کس طرح پاسداری فرمائی۔ ان کے اختلافِ مزاج ومذاق اور پھر اس کے حدود کے اندر رہ کر پاسداری سے بھی ہمیں زندگی میں ایک سبق حاصل ہوتا ہے۔

’’اس قدر عظیم کتاب کی تیاری پر مجھے حیرت بھی ہوتی ہے میں بے ڈھنگا آدمی ہوں، میں مولانا سمیع الحق کی طرح مکاتیب محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ کر سکا، آج مجھے شدید افسوس ہو رہا ہے کہ اب مولانا کے جو خطوط میرے نام تھے وہ ابھی تک میرے کاغذات کے جنگل میں ہیں، میں ان کو نکال نہیں پایا، لیکن مولانا سمیع الحق نے جس عرق ریزی کے ساتھ ان کو محفوظ رکھا، نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کو تالیف فرمایا، عمدہ طور پر مرتب فرمایا، ان پر حواشی لکھے، عنوانات لگائے اور ہمارے لئے معلومات کا ایک بہت بڑا گلدستہ تیار فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں، ان کے علم میں، ان کے کاموں میں برکات پیہم عطاء فرمائیں اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں‘‘۔

علومِ نبوی ﷺ کے طلبہ کیلئے خصوصی ہدایات

دوسری گزارش طلبہ سے ! میں خود بھی ایک طالب علم ہوں لیکن الدین النصیحة کے تحت چند کلمات کہوں گا میں تو خود اس کی اہلیت نہیں رکھتا لیکن اپنے بزرگوں سے جو بات ملی ہے اسی کو آپ کے سامنے رکھوں گا وہ یہ کہ الحمدللہ ! آپ حضرات علم کی طلب میں لگے ہوئے ہیں، کامیابی کیلئے اپنے آپ کو پہلے حقیقی طالب علم بنانا ہے، اپنے اندر علم کی طلب پیدا کرنا ہے، اگر ہمارے اندر علم کی طلب نہیں تو مادۂ اشتقاق ہی مفقود ہے تو علم کہاں سے آئے گا اپنے اندر طلب پیدا کرنے کی ضرورت ہے آج ہمارے ماحول میں یہ طلب ختم ہوتی جا رہی ہے۔ والد محترم ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم وہ نہیں جو صرف داخلے کیلئے اپنا نام رجسٹر میں درج کرائے فرمایا طالب علم وہ ہے جس کی زبان پر ہر وقت کوئی نہ کوئی سوال ہو یا جس کو علم کی دھن لگی ہوئی ہو۔

اکابر کے شوق علم اور قوی حافظے

والدِ محترم فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند میں ''ملا حسن'' کا سبق پڑھا رہا تھا عبارت حل نہیں ہو رہی تھی تو میں اٹھ کر ''دارالحدیث'' گیا کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے حل کراؤں گا تو حضرت ''دارالحدیث'' میں نہیں تھے، حضرت کشمیریؒ دارالحدیث یا گھر میں نہ ہوتے تو کتب خانہ میں تشریف فرما ہوتے، مطالعہ فرماتے، میں سیدھا کتب خانے پہنچا تو حضرت علامہ صاحبؒ نے فرمایا ہاں کیوں بھئی ''ملا مختصر'' ! والد صاحب چھوٹے قد و قامت کے تھے تو علامہ صاحب انہیں محبت سے ملا مختصر کہا کرتے تھے والد صاحب نے فرمایا ملا حسن پڑھاتے ہوئے ایک اشکال پیدا ہوا ہے اجازت ہو تو کتاب لے کر حاضر ہو جاؤں، علامہ صاحب نے فرمایا ہاں! عبارت پڑھو والد صاحب نے عبارت پڑھی، عبارت جب پوری کی تو علامہ صاحبؒ نے فرمایا! آپ کو یہاں

یہ اشکال ہوا ہوگا، اشکال بھی خود متعین فرمایا اور اس کا یہ جواب ہے جاؤ ملاحسن پتہ نہیں پڑھاتے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہوگا لیکن اشکال بھی خود متعین فرمایا اور جواب بھی ارشاد فرمایا یہ تھا حافظہ اور شوقِ علم۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا ذوقِ مطالعہ

حضرت والد صاحب فرماتے کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ بیمار تھے، ایک مرتبہ رات کو خبر پھیل گئی کہ علامہ صاحب وفات پاگئے ہیں، صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگ سیدھا حضرت علامہ کے گھر گئے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ مرتضیٰ حسنؒ تھے اور میں تھا وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ الحمدللہ حیات ہیں جب داخل ہوئے تو علامہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں چونکہ اندھیرا تھا جھک کر کتاب پڑھ رہے تھے حضرت والد صاحب فرماتے ہیں کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حضرت شاہ صاحب سے فرمایا، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت شاہ صاحب کے شاگرد تو نہیں تھے البتہ ان کا احترام اساتذہ جیسا کرتے تھے، حضرت! اس بیماری میں آپ نے کونسے مسائل حل کرنے ہیں ساری عمر کتاب سے جڑے رہے اب اس بیماری میں کتاب پر جھکے ہوئے ہو، فرمایا کیا کروں یہ مطالعہ بھی تو ایک روگ ہے۔

حرصِ علم کا دلچسپ واقعہ

پھر ایک روز بعد خبر آئی کہ وفات پاگئے، حضرت مولانا عبدالفتاح ابوغدہؒ ہی نے ایک کتاب میں اپنے ایک استاد کے بارے میں لکھا ہے کہ بالکل ایسے وقت میں تھے کہ انتقال ہونے والا تھا میں حاضر ہوا تو ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے میں نے کہا حضرت یہ کیا؟ فرمایا! میں اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہونا چاہتا جب تک میں فلاں حدیث کی تحقیق نہ کرلوں، طلب جب علم کی طلب پیدا ہوتی ہے اسکی دھن لگ جاتی ہے تو انسان کو کسی اور چیز پر اتنا حرص نہیں آتا جتنا طلبِ علم پر آتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح

معنوں میں طالب علم بننے کی توفیق عطا فرمائیں، علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ہے بمعنی دانستن یعنی جاننا، کوئی بھی مسئلہ جان لینا، قرآن کریم کی تفسیر جان لینا، کسی حدیث کو جان لینا، لیکن وہ علم کس کام کا جو انسان کو ایمان جیسی دولت بھی عطا نہ کرے۔

علم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے

دوسری حقیقت علم ہے یہ "حقیقتِ علم" وہ علم ہے جو دانستن کے ساتھ ساتھ عمل کرائے، یہ علم وہ علم ہے جو علم کہلانے کا مستحق ہے ہمارے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں جب یہودیوں کا ذکر کرتے ہیں، اولاً آیت میں ان کے لئے علم کا اثبات کیا گیا ہے اور آخر آیت میں اس کی نفی کی گئی ہے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ وَلَبِئْسَ مَاشَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۱۰۲) بظاہر تعارض ہے دونوں میں، پہلے علم کا اثبات ہے پھر علم کی نفی ہے فرمایا! اوائل میں جس علم کا اثبات ہے وہ بمعنی دانستن کے ہے اور جس علم کی نفی ہے وہ حقیقتِ علم کی ہے حقیقتِ علم وہ ہے جس علم پر انسان عمل کرے، حقیقت علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔

ایک بہت بڑے بزرگ تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے کہا یا فقیہ تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد اس نے کہا حضرت! میں آپ کو کہہ رہا ہوں انہوں نے فرمایا:

> ما رأیت فقیھا قط انما الفقیہ الزاھد عن الدنیا الراغب فی الاخرۃ
>
> "کیا تم نے کبھی کوئی فقیہ دیکھا ہے؟ فقیہ وہ ہوتا ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کا رغبت رکھنے والا ہو"

جو علم کی حقیقت اور علم کی روح ہے، وہ درحقیقت علم پر عمل ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو علم صحابہ کرامؓ کو عطا فرمایا کہ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرۃ:۱۲۹) کتاب کی تعلیم، حکمت کی تعلیم اور اس کے بعد تزکیہ

آگر شوق طلب علم ہے اور علم کے ساتھ دل میں مال کی محبت بھی گھسی ہوئی ہے اور پھر مال کی خاطر اپنے زندگی کے فیصلے کر رہا ہے یا علم تو ہے مگر شہرت کی دھن لگی ہوئی ہے اور پھر اپنے زندگی کے فیصلے شہرت کی وجہ سے کر رہا ہے، علم تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے رضا کی بجائے مخلوق کی رضا مقصود ہے تاکہ مخلوق راضی ہوجائے تو پھر وہ علم نہیں ہے وہ جہل ہے۔

شیخ الہندؒ عبدیت اور فنائیت کا ایک نمونہ

حضرت شیخ الہند اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں، ایک جگہ مدرس ہوئے تو وہاں معقولات کے بہت بڑے شناور قسم کے علماء موجود تھے، اس زمانے میں یہ تھا کہ معقولات کو علم سمجھا جاتا تھا قرآن وحدیث کے علم کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی تھی، داعی ومنتظمِ جلسہ نے فرمایا، میں اپنے اساتذہ میں کسی شیخ کو بلاؤں اور ان کو دکھاؤں کہ یہ حضرات علماء دیوبند جس طرح قرآن وحدیث کے علوم کے ماہر ہیں تو اس طرح معقولات کے بھی شناور اور امام ہیں۔ چنانچہ شیخ الہند کو دعوت دی اور مقصد یہ تھا کہ یہاں جو معقولات کے علماء ہیں ان کو دکھاؤں اور شیخ الہندؒ کو بتایا بھی کہ حضرت اگر مناسب ہو تو اس موضوع پر بھی بات ہو، داعی فرماتے ہیں کہ شیخ الہندؒ نے تقریر شروع کی اور میری خواہش تھی کہ وہ لوگ بھی آئیں جو معقولی ہیں چلتے چلتے معقولات کی بات بھی آگئی اور حضرت نے معقولات کے موضوع پر دریا بہانے شروع کردیئے مگر ابھی وہ لوگ نہیں آئے تھے جن کیلئے حضرت کو بلایا تھا میں نے دیکھا کہ وہی لوگ اپنے متعلقین کیساتھ جلسہ گاہ میں داخل ہو رہے ہیں، میں نے کہا الحمدللہ! اب یہ لوگ آگئے ہیں اور معقولات کی بات شروع ہے جب وہ بیٹھے تو حضرت نے فرمایا اب میرے لئے بیان کرنا ممکن نہیں اور کہا واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین میں حیران تھا کہ یا اللہ! جن

کیلئے بلایا تھا ابھی تو وہ لوگ بیان میں آئے بیان ختم ہوگیا تو کسی نے کہا! حضرت ابھی تو وقت آیا تھا وہ لوگ آئے ہوئے ہیں مگر آپ نے تو بیان روک دیا حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا ہاں بھئی! یہی خیال مجھے بھی گزرا، اب اگر میں بیان جاری رکھتا تو ان پر اپنی علیت ظاہر کرتا مگر میں تو اب تک جو کہہ رہا تھا اللہ کیلئے تھا اور اب دکھاوے کیلئے ہوتا، دکھاوے کیلئے بیان ریاکاری ہے اس لئے بیان روک دیا یہ تھے ہمارے اکابر، مقصود جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ایک مرتبہ بہت بڑے مجمع میں خطاب فرمارہے تھے تین گھنٹے کا بیان ہوا ایک بوڑھا شخص بعد میں آیا جب جلسہ ختم ہوا، بہت افسوس کررہا تھا کہ میں مولوی اسمٰعیل کا بیان سننے آیا تھا اور بیان ختم ہوا حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، میں ہی مولوی اسماعیل ہوں، آؤ میں تمہیں دوبارہ تقریر سناتا ہوں، چنانچہ تین گھنٹے کی تقریر دوبارہ کی، بعد میں کسی نے پوچھا حضرت! آپ نے بھی کمال کردیا ایک شخص کیلئے اتنا لمبا چوڑا بیان دوبارہ کیا، فرمایا! پہلے بھی ایک ہی کیلئے کیا تھا اور اب بھی ایک ہی کے لئے کیا ہے (یعنی رب العالمین جو ایک ہیں کی رضا کے لئے کیا تھا) ہمارے اندر ایک بہت بڑا مسئلہ جو درپیش ہے وہ ارضائے خلق ہے، ارضائے خالق کے بجائے ارضائے خلق کو ترجیح دی جاتی ہے، مخلوق ہمیں اچھا کہے، مخلوق ہماری تعریف کرے، بحیثیت ایک طالبعلم کے ہمیں رضائے خالق پر نظر رکھنی چاہئے۔

طلباءِ دورۂ حدیث کو اجازتِ حدیث

(بیان کے اختتام پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے پندرہ سو شرکائے دورۂ حدیث اور سینکڑوں مہمان علماء کو حدیث اور مسلسل بالاولیات کی اجازت دی حدیث شریف کے ادب کیلئے آپ مسند حدیث پر تشریف فرما ہوئے اور الشیخ یٰسین الفادانیؒ اور دیگر مشائخ کی سند ذکر کرنے کے بعد فرمایا!)

عن عمرو بن دينار عن ابى قاموس مولى عبدالله بن عمرو
بن العاص عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهم قال قال
رسول الله ﷺ الراحمون يرحمهم الرحمٰن ارحموا أهل
الأرض يرحمكم من في السماء (ترمذی: ح ۱۹۲٤)

پوری سند ''درسِ ترمذی'' کے مقدمہ میں درج ہے۔

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی کے دُعائیہ کلمات

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے اپنے اختتامی اور دُعائیہ کلمات میں فرمایا کہ تمام رات ''مکاتیب مشاہیر'' کے مطالعہ میں بیدار گزاری ہے اور کام کی عظمت اور کتاب کی جلالت نے مجھے ساری رات رُلایا کتاب پڑھتا بھی رہا اور ساری رات روتا بھی رہا تمام اکابرین اور ان کا زمانہ یاد آ گیا میرے عزیزو! خطوط بہت بڑی چیز ہوتی ہیں میں تو مولانا سمیع الحق کو کہتا کہ تمہارے دل کا زور زیادہ ہے لیکن رات کو جب کتاب پڑھی تو دل سے بے اختیار دُعائیں نکلیں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ ''مشاہیر'' کو ضرور پڑھیں اور اس سے علم حاصل کریں۔

ضبط و ترتیب
مولانا سید حبیب اللہ حقانی
مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

محفلِ علم وادب کا ایک دلچسپ منظر

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی مجلس میں

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تحسین القرآن نوشہرہ بعد ازاں جامعہ ابو ہریرہ اور پھر جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ہر جگہ بہت ہی علمی، ادبی اور تحقیقی بیانات کے علاوہ علمی، ادبی مجالس بھی منعقد ہوئیں، جن میں دسیوں اکابر علماء اور مشائخ شریک ہوئے، مثلاً شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، شیخ الحدیث مولانا انوارالحق، شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار مدظلہ (فاضل دیوبند، تلمیذ حضرت مدنیؒ)، شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی حقانی (اضاخیل)، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی، مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ اور مولانا راشد الحق سمیع حقانی (مدیر"الحق") مولانا قاری عمر علی، اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی)، مولانا سید محمد یوسف شاہ حقانی، مولانا حامد الحق حقانی اور حافظ محمد قاسم حقانی وغیرہ ہم۔

آغازِ سخن

تحسین القرآن میں خطاب کے بعد حضرات شیخین (شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث

مولانا سمیع الحق) اور دیگر علماء ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے قلم و کتاب اور علم و ادب کا موضوع چھڑا، اس طرح محفلِ علم وادب قائم ہوئی، سب سے پہلے کسی مناسبت سے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا......

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے
کفن سر کاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

مولانا ابراہیم فانی صاحب نے فرمایا کہ مولانا مناظر احسن گیلانی نے موت کی رات فرمائش کی تھی کہ یہ شعر......

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے
کفن سر کاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

جس غزل میں ہے وہ مجھے سنائی جائے مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی فانی صاحب کی تائید کی کہ ہاں اسی طرح تھا اس موقع پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے بھی فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا......

ہم نے فانی ڈوبتی دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

باہمی تعارف

اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فانی صاحب کا تعارف حضرت مفتی محمد تقی عثمانی سے کرایا، اور فرمایا کہ یہ مولانا محمد ابراہیم فانیؔ ہیں ان کے والد محترم دارالعلوم حقانیہ کے صدر المدرسین رہ چکے ہیں بہت بڑے متکلم، مفسر اور عظیم شیخ الحدیث تھے یہ انہیں کے فرزند ہیں اور ماشاء اللہ فارسی، عربی، اردو اور پشتو کے بہترین شاعر ہیں ''الحق' میں ان کا شاعرانہ کلام آپ کی نظروں سے گزرتا ہوگا آپ نے مطالعہ

کیا ہوگا اس دوران مولانا عبدالقیوم حقانی تشریف لائے مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کا بھی بھرپور تعارف کرایا مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا:

''ہاں! ان کے قلمی افادات اور تصنیفات کی پورے عالم میں دھوم ہے''

مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا! میں کہا کرتا ہوں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے ربّ نے فرمایا ہے وَاَلَـنَّا لَهُ الْحَدِيْد (سبا ۱۰) ''ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا'' اور حقانی صاحب کے لئے شیخ الاسلام نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا! وَاَلَـنَّا لَـهُ الْقَلَمْ ''ہم نے ان کے لئے قلم کو مسخر کر دیا'' مولانا سمیع الحق نے فرمایا! میں کہا کرتا ہوں کہ وَاَلَـنَّالَهُ التَّصْنِيف ''ہم نے ان کے لئے تصنیف کو مسخر کر دیا'' یہ کبھی سوچا نہ تھا چونکہ گفتگو علم و ادب اور فانی صاحب کی شاعری کے حوالے سے چل رہی تھی تو مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فانؔی صاحب سے اپنا کلام سنانے کی فرمائش کی چنانچہ فانی صاحب نے اپنی یہ غزل سنائی......

بدلیں گے انداز تیرے یہ کبھی سوچا نہ تھا
دل نے اے جانِ تمنا یہ ستم دیکھا نہ تھا
اپنی قسمت سے گلہ تھا ان سے کچھ شکوہ نہ تھا
اُس حسیں پیکر نے میرے عشق کو سمجھا نہ تھا
زندگی میں پیش آئے ہیں حوادث تو بہ تو
اب کے جو طرزِ جنوں ہے پہلے تو ایسا نہ تھا
ہائے ان فرقت کے لمحوں میں وہ حِدّت خون کی
تن میں ایسی رگ نہ تھی جس میں شرر بھڑکا نہ تھا
کس کو ہم آخر سناتے قصۂ سوزِ جگر

تھی بھری محفل مگر اک بھی جگر والا نہ تھا
تجھ سے میں کیوں دور ہو جاؤں کہیں گے کیا یہ لوگ
چاند تھا لیکن قریب اس کے کوئی تارا نہ تھا
فانی بیچارہ اب احوالِ دل مت پوچھئے
بجلیوں کے گھر میں پہلے ایسا اندھیرا نہ تھا

اسی غزل پر حاضرین بہت محظوظ ہوئے حضرت مفتی صاحب نے غزل کا یہ مصرعہ دہرایا...... ع تن میں ایسی رگ نہ تھی جس میں شرر بھڑکا نہ تھا

غزل کے مقطع......

فانی بے چارہ اب احوالِ دل مت پوچھئے
بجلیوں کے گھر میں پہلے ایسا اندھیرا نہ تھا

پر مولانا سمیع الحق صاحب نے ازراہِ مزاح و تفنن فرمایا کہ آج کی طرح ''لوڈشیڈنگ'' کی کیفیت تھی۔

علماءِ دیوبند کا ذوقِ شعر وادب

شعر و ادب کے حوالے سے مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب نے فرمایا! ذوقِ شعر وادب تو ہمارا موروثی ہے، ہمارے اکابر ومشائخ اور علماءِ دیوبند کو اللہ پاک نے اس ذوق سے بھی حصہٗ وافر عطا فرمایا تھا اکابر دیوبند کے ذوقِ ادب اور شاعری کی بات چل پڑی تو شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا! مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ اچھے ادیب اور شعراء تھے فانی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نانوتویؒ بہت بڑے غزل گو شاعر تھے۔

مولانا نانوتویؒ اور سرسید مرحوم کا تبادلۂ شعر

ایک دفعہ سرسید احمد خان کو حضرت نانوتویؒ نے لکھا کہ ’’مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے عقائد میں فتور ہے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور آپ کے جو شکوک وشبہات ہیں وہ میں دفع کروں گا سرسید نے انتہائی رعونت سے جواب میں غالب کا یہ شعر لکھا......

حضرتِ ناصح جو آویں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

حضرت نانوتویؒ نے ان کو جواب میں مرزا غالب کی اسی غزل سے یہ شعر لکھا......

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
میں سناؤں حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا

مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دیر تک اس سے حظِ وافر لیتے رہے اور تبصرہ بھی کرتے رہے فانی صاحب نے مزید فرمایا! مولانا قاسم نانوتویؒ کی مغلق کتابیں، علمی عظمت، رفعتِ شان، عظمتِ درس وتدریس اور قومی وملی سیاست کے باوصف، علم و ادب اور ذوقِ شعر کا یہ عالم کہ غالب کا دیوان تک نہ چھوڑا پھر فانی صاحب نے مولانا محمد تقی عثمانی سے عرض کیا کہ آپ اپنا کلام سنائیں اور سب نے تقاضا کیا تو انہوں نے اپنی مشہور نظم سنائی۔

دربار میں حاضر ہے اِک بندۂ آوارا

دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارا
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارا
سرگشتۂ و درماندہ بے ہمت و ناکارہ

وارفتۂ و سرگرداں بے مایۂ و بے چارا
شیطان کا ستم خوردہ اس نفس کا دُکھیارا
ہر سمت سے غفلت کا گھیرے ہوئے اندھیارا
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارا
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
جذبات کی موجوں میں لفظوں کی زباں گم ہے
عالم ہے تحیر کا یا رائے بیاں گم ہے
مضمون جو سوچا تھا کیا جانے کہاں گم ہے
آنکھوں میں بھی اشکوں کا اب نام ونشاں گم ہے
سینے میں سلگتا ہے رہ رہ کے اک انگارا
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
آیا ہوں تیرے در پر خاموش نوا لے کر
نیکی سے تہی دامن انبارِ خطا لے کر
لیکن تیری چوکھٹ سے اُمیدِ سخا لے کر
اعمال کی ظلمت میں توبہ کی ضیاء لے کر
سینے میں طلاطم ہے دل شرم سے صد پارا
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
اُمید کا مرکز یہ رحمت سے بھرا گھر ہے
اس گھر کا ہر اک ذرہ رشک مہٗ و اختر ہے
محروم نہیں کوئی جس در سے یہ وہ در ہے
جو اس کا بھکاری ہے قسمت کا سکندر ہے

یہ نور کا قلزم ہے یہ امن کا فوارا
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یہ کعبہ کرشمہ ہے یا رب تیری قدرت کا
ہر لمحہ یہاں جاری میزاب ہے رحمت کا
ہر آن برستا ہے مُن تیری سخاوت کا
مظہر ہے یہ بندوں سے خالق کی محبت کا
اس عالم ہستی میں عظمت کا یہ چوبارہ
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یا رب مجھے دنیا میں جینے کا قرینہ دے
میرے دلِ ویراں کو اُلفت کا خزینہ دے
سیلابِ معاصی میں طاعت کا سفینہ دے
ہستی کے اندھیروں کو انوارِ مدینہ دے
پھر دہر میں پھیلا دے ایمان کا اُجیارا
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یا رب میری ہستی پر کچھ خاص کرم فرما
بخشے ہوئے بندوں میں مجھ کو بھی رقم فرما
بھٹکے ہوئے راہی کا رُخ سوئے حرم فرما
دنیا کو اطاعت سے گلزارِ ارم فرما
کر دے میرے ماضی کے ہر سانس کا کفارہ
دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا

عاصی اور آسی

نعت کے آخری بند میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنا تخلص ''آسی'' کہا اور توضیح کی کہ یہ لفظ ''عاصی'' نہیں بلکہ ''آسی'' ہے تو فانی صاحب نے کہا اس میں بھی وہی فرق ہے جو ''جہانِ دیدہ'' اور جہان دیدہ'' میں ہے۔

وہ جو شاعری کا سبب ہوا

مولانا عبدالقیوم حقانی نے کلیم عاجزؔ کی کتاب کے بارے میں فرمایا! ''وہ جو شاعری کا سبب ہوا،، کہیں بھی نہیں ملتی اس موقع پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کلیم عاجز کے بارے میں فرمایا! وہ بہت بڑے شاعر ہیں اور ان کا یہ شعر پڑھا......

خنجر پہ کوئی چھینٹ نہ دامن پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو، کہ کرامات کرو ہو

فانی صاحب نے کہا! یہ غزل کلیم عاجزؔ نے سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد دہلی میں عظیم مشاعرہ تھا، جس میں اندرا گاندھی بھی موجود تھیں، اس کی موجودگی میں یہ غزل سنائی تھی اور اس شعر میں بالخصوص اندرا گاندھی کو مخاطب کیا تھا۔

شاعر ہونے کی حیثیت سے پہلا تعارف

فانی صاحب نے مفتی صاحب سے کہا! حضرت !وادیٔ کشمیر کے بارے میں آپ کی نظم بہت شاندار ہے مولانا سمیع الحق نے اس کا پس منظر بیان فرمایا اور مزید فرمایا کہ ہم کشتی میں بیٹھے تھے اور مولانا عثمانی صاحب ہمیں کشتی میں یہ نظم سناتے رہے ''الحق'' فروری ۱۹۶۸ء میں بھی چھپی ''الحق'' میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے درج ذیل تمہیدی کلمات کے ساتھ شائع کی۔

''پچھلے دنوں محب محترم مولانا محمد تقی عثمانی مدیر ماہنامہ ''البلاغ'' مع برادرِ مکرم

مولانا محمد رفیع عثمانی اکوڑہ خٹک تشریف لائے دو تین دن پُرلطف رہے ان مجالس کی یادگار یہ ایک نظم ہے اس نظم سے شاعر نے چاندنی رات میں دریائے لنڈا (دریائے کابل) کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں احباب مجلس کو محظوظ کیا دریائے لنڈا اکوڑہ خٹک کی آبادی سے متصل دریا ہے سامنے اس پار وہ گھاٹی ہے جس کو طے کر کے شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کے دیگر رفقاء نے دریا کو عبور کیا اور رات کے وقت اکوڑہ خٹک میں سکھوں کے کیمپ پر شب خون مارا اس ماحول نے اشعار میں لطف و تاثیر کی ایک عجیب شان پیدا کردی تھی، پڑھنے والا خود بھی سراپا سوز بنا ہوا تھا اور سننے والے بھی اپنے آپ کو ڈیڑھ صدی قبل یہاں کی اس تاریخی رات میں محسوس کررہے تھے، جسے سید شہیدؒ نے لیلۃ الفرقان قرار دیا تھا مولانا محمد تقی عثمانی سے معذرت کرتے ہوئے الحق غالباً پہلی بار انہیں بحیثیت ایک قادر الکلام شاعر کے متعارف کرا رہا ہے نظم کا آغاز یوں ہوتا ہے......

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خواب کی تعبیر
اے وادئ کشمیر! اے وادئ کشمیر!
درخشاں ہے ترے ماتھے پر آزادی کی تنویر

عثمانی کلام کے طرز پر فانی کلام کی ایک جھلک

فانؔی صاحب نے بھی اسی سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی ہے اے وادئ کشمیر! اس کے بھی دو شعر نذرِ قارئین ہیں فانؔی صاحب نے لکھا ہے ''وادئ کشمیر میں نہتے مسلمان عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں پر بھارتی افواج کی بربریت اور اقوامِ عالم کی مجرمانہ خاموشی کے تناظر میں نظم موزوں ہوئی جس کا آغاز یوں ہوتا ہے ......

تو عکس دلآویزی و تو حسن کی تصویر
اے خطۂ کشمیر
اللہ نے بخشی ہے تجھے عزت و توقیر
اے خطۂ کشمیر

شعر میں تصرف، تاریخ پیدائش و وفات

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے مولانا محمد تقی عثمانی کے ذوقِ شعر و ادب کی بہت تحسین کی فانی صاحب نے کہا! مولانا نے اپنے بھائی ذکی کیفی کے کیفیات پر زبردست مقدمہ لکھا مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے ان کے ایک شعر میں معمولی ردو بدل کیا ہے اور تاریخ پیدائش و وفات نکالی ہے کیفیؔ کا شعر ہے......

اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں
ہم اب حدودِ سود و زیاں سے نکل گئے

مولانا محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ اگر اس شعر کو اس طرح پڑھا جائے کہ......

اب کیا ستائیں گی تمہیں دوراں کی گردشیں
تم تو حدودِ نفع و زیاں سے نکل گئے

پہلا مصرعہ ان کی عیسوی تاریخِ وفات ۱۹۷۵ء بن جاتا ہے اور دوسرا مصرعہ (آٹھ دن کے فرق سے) ان کی ہجری تاریخ پیدائش (۱۳۴۵ھ) بنتا ہے۔

کیفیات کا مقدمہ

اس پر قاری محمد عبداللہ نے فرمایا! واقعی وہ مقدمہ بہت خاصے کی چیز ہے پھر فانی صاحب نے کیفی کا ایک شعر پڑھا......

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

مولانا سمیع الحق نے واہ واہ کہا اور مکرر کی درخواست کی، پھر مکرر سنایا۔

دارالعلوم دیوبند میں طلبہ کا مشاعرے کا اہتمام

اسی محفل میں فانی صاحب نے کہا! دارالعلوم دیوبند میں طلباء کی انجمن میں باقاعدہ مشاعرہ کا اہتمام ہوتا تھا کشکول میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک مشاعرے کا حال لکھا ہے اور اس مشاعرے کے لئے ''مصرعہ'' اور ''طرح'' یہ رکھا گیا تھا......

ع بارش کی علامت ہے کہ ہوتی ہے ہوا بند

اس ''طرح'' پر مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے غزل لکھی ہے مولانا تقی عثمانی نے اسی غزل کا ایک شعر سامعین کو سنایا وہ شعر یہ ہے......

مسدود ہیں گو ساری تدابیر کی راہیں
خوش ہو کہ نہیں تجھ پہ ابھی بابِ دُعا بند
تمہید ہیں رحمت کی یہ دنیا کے مصائب
بارش کی علامت ہے کہ ہوتی ہے ہوا بند

مولانا تقی عثمانی نے فرمایا کہ شیخ الہندؒ کی سرپرستی میں باقاعدہ طلبہ محفل مشاعرہ منعقد کیا کرتے تھے۔

ولی را ولی مے شناسد

شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار صاحب کے بارے میں فانی صاحب نے کہا! یہ بھی عربی، فارسی اور پشتو کے بڑے شاعر ہیں تو مولانا سمیع الحق صاحب نے انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ ہمیں تو ان کی اس صفت کا علم نہیں تھا اور فانی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''ولی را

ولی می شناسد" پھر مولانا مطلع الانوار نے مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی تقی عثمانی کے اصرار پر اپنے عربی فارسی کی چند نظمیں اور اشعار پڑھے بطورِ نمونہ مولانا مطلع الانوار کے القصیدۃ النعتیہ فی مدح خیر البریۃ سے پہلا اور آخری شعر نذرِ قارئین ہے......

حمداً وشکرًا لا یقف حداً الی یوم الاَبَد
لاوحد حد الفرد الذی سبحان لیس لہ ولد
فی بابك انوارك و انوارہ انوارك
استارہ استارك ان انت الا ملحداً

ذوقِ پرواز

مولانا قاری محمد عبداللہ نے سفرناموں کے بابت بات چلائی تو فرمایا! مولانا راشد الحق کا "ذوقِ پرواز" بھی بہت بلند ہے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے پوچھا "ذوقِ پرواز" کیا ہے؟ فرمایا "مولانا راشد الحق کا سفرنامۂ یورپ ہے، وہ بھی بہت خاصے کی چیز ہے۔

الہامی لطیفے

فانیؔ صاحب نے ایک موقع پر یہ بھی کہا کہ حضرت تھانویؒ ہر بات پر اور تقاریر میں موقع بہ موقع یہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا اتنے ڈھیر سارے لطیفے وہ کس طرح یاد رکھتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لطیفے بھی ان کے اختراعی ہیں تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے فرمایا! واقعی یہ لطیفے علمی ہوتے ہیں مگر الہامی ہوتے ہیں۔

اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت

مولانا عبدالباقی حقانی نے اپنی عظیم تصنیف "اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت"

شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کی تو مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ مولانا عبدالباقی حقانی نے یہ کتاب بڑی مشقت، محنت، مجاہدہ سے لکھی ہے کبھی غاروں میں چھپ کر اور کبھی پہاڑوں میں رہ کر، کبھی صحراؤں میں سرگرداں ہو کر کتاب مکمل کی بہرحال یہ طویل داستان ہے بعد میں تفصیل سناؤنگا۔

مولانا محمد تقی عثمانی نے کتاب کو ہاتھ میں لیا، خوش ہوئے اور ڈھیروں دُعائیں دیں اور فرمایا اس موضوع پر میری بھی ایک کتاب ''اسلام اور سیاسی نظریات'' چھپ کر آگئی ہے حاضرین علماء تھے، سب نے کہا: ہم استفادہ کررہے ہیں۔

جامعہ ابوہریرہ میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی، جامعہ تحسین القرآن میں خطاب کے بعد، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ماہنامہ الحق کے مدیر شہیر مخدومزادہ مولانا راشد الحق سمیع حقانی اور علماء وفضلاء کی ایک جماعت کیساتھ جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے ظہر کی نماز جامعہ ابوہریرہ میں ادا کی عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے طلبہ چھٹی پر تھے، اسلئے کوئی ہجوم و اژدحام نہ بنا اور شیخ الاسلام نے اطمینان سے جامعہ ابوہریرہ بالخصوص ابوہریرہ کتب خانہ کا معائنہ فرمایا القاسم اکیڈمی کی مطبوعات دیکھ کر بہت خوش ہوئے مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات وتالیفات اور تعلیمی مساعی کو سراہا۔

اساتذۂ کرام کے دامنِ رُشد وہدایت سے وابستگی

اس موقع پر کسی مناسبت سے حقانی صاحب نے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی سے عرض کیا حضرت! ہم جامعہ ابوہریرہ کو دارالعلوم حقانیہ کا ایک دارالاقامہ اور اس کی ایک درسگاہ سمجھتے ہیں اور ہر بات اور ہر قدم میں اپنے اساتذہ سے مشورہ اور ان کے دامن سے وابستہ ہیں اور استاذِ مکرم مولانا سمیع الحق، مولانا انوارالحق ہماری سرپرستی فرماتے اور

اپنی اولاد کی طرح شفقت فرماتے اور دُکھ درد میں شریک رہتے ہیں شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا! ''خوش نصیب ہو کہ تمہیں اپنے اکابر اور اساتذہ اور مادرِ علمی کی شفقتیں حاصل ہیں، وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے اکابر اور اساتذہ کے دامن سے تادمِ مرگ وابستہ رہتے ہیں علیحدہ کام شروع کرنا، مستقل ادارے بنانا اور چلانا مستحسن کام ہے اللہ پاک استقامت دے، مگر مستقل بالذات ہونا مذموم ہے والد مکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرمایا کرتے جو لوگ اپنے اساتذہ، مادرِ علمی اور بزرگوں سے کٹ کر مستقل بالذات کام کرتے ہیں، وہ مستقل بدذات ہوتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق کے درِ دولت پر

جامعہ ابو ہریرہ سے رخصت ہونے کے بعد قافلہ اکوڑہ خٹک کے لئے رواں دواں ہوا جہاں دوسرے روز استاذ العلماء مولانا سمیع الحق کی ''مکاتیب مشاہیر کی تقریب رونمائی'' ہونی تھی جبکہ حضرت الاستاذ مولانا عبدالقیوم حقانی نے مجھے حکم فرمایا کہ مغرب کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق نے جامعہ حقانیہ آنے کا حکم فرمایا ہے شام کو حضرت مولانا قاری عبداللہ صاحب بھی اپنے رفقاء کے ساتھ جامعہ ابو ہریرہ تشریف لے آئے جامعہ کے کتب خانہ میں علمی اور ادبی گفتگو فرماتے رہے مغرب کے بعد ہم سب لوگ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرات سیر کے لئے تشریف لے گئے ہیں ہم لوگ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے دولت کدہ میں انتظار کرنے لگے حضرات کے تشریف لانے تک یہاں بھی علمی اور ادبی محفل جم گئی۔

امیر شریعتؒ کی چوہدری افضل حق کیلئے دُعا

مولانا قاری عبداللہ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک نادر واقعہ بیان فرمایا فرمایا! امیر شریعت ایک جلسے سے خطاب فرما رہے تھے جبکہ چوہدری افضل حق ان دنوں سی، آئی، ڈی کے افسر تھے اور مقررین کے خطبات لکھتے اور رپورٹ حکومت کو

پیش کرتے اسی جلسہ میں چوہدری صاحب بھی حسب معمول شریک تھے امیر شریعتؒ نے جلسہ کے اختتام پر تمام سامعین سے فرمایا کہ! میں ایک دُعا مانگنے لگا ہوں آپ سب اس پر آمین کہہ دیں چنانچہ سب لوگ متوجہ ہوئے کہ کیا دُعا مانگیں گے؟ امیر شریعت نے فرمایا! حضورِ اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حضرت عمرؓ کے بارے دُعا کی تھی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا آج میں اللہ تعالیٰ سے چوہدری افضل حق کو مانگتا ہوں، آپ سب آمین کہہ دیں ابھی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوہدری افضل حق اُٹھ کھڑے ہوئے اور وردی اُتارتے ہوئے کہا! بس شاہ جی بس! آج سے میں پکا احراری بن گیا ہوں۔

اولاد کی ذمہ داریاں

حضرت قاری صاحب نے مولانا حقانی سے فرمایا کہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی سوانح دو جلدوں میں انڈیا سے چھپی ہے بہت ہی جامع کتاب ہے آپ کے پوتے مولانا مسعود اعظمی نے لکھی ہے اس کے آخر میں ایک شعر ہے حافظ محمد قاسم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ کے لئے پڑھتا ہوں......

اے اہلِ ہنر اپنی امانت کو سنبھالو
ہم نے علم و ہنر کے دریا بہا دیے

مولانا حقانی صاحب نے بھی محنت، جدوجہد اور شب و روز ایک کر کے علم و ہنر کے دریا بہائے ہیں اب اس گلشن کو سنبھالنا تمہارا کام ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے مرقد پر حاضری

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر آئی کہ حضرات شیخین (شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق) تشریف لے آئے ہیں اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی مرقد انور پر حاضری دے رہے ہیں مولانا حقانی اور مولانا قاری عبداللہ صاحب بھی مقبرہ تشریف لے گئے

سب حضرات اور علماء، طلباء کا جمِ غفیر مرقد شیخ الحدیثؒ کے اردگرد کھڑے ہو کر فاتحہ اور ایصالِ ثواب میں مصروف تھا شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق اور شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی دیر تک بڑے مؤدب انداز میں کھڑے رہے اور تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کرتے رہے۔

حقانی سندات کے کتبے اور حقانی مقبرہ کا تعارف

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے شیخ الاسلام کو شیخ الحدیث کا سلسلۃ الذہب (سند) والا کتبہ دکھایا پھر خاندانی تعارف والا کتبہ اور پھر روحانی سلسلہ (تصوف) والا کتبہ، بعدازاں مولانا راشد الحق سمیع حقانی ایڈیٹر ماہنامہ ''الحق'' اور مولانا حامد الحق حقانی (سابق ایم این اے) نے خاندانی افراد کے قبور اور مقبرہ میں مدفون دیگر حضرات کے قبور کا تعارف کرایا۔

تیرا قبرستان مالا مال ہے

اسی دوران مولانا قاری عبداللہ نے شیخین سمیت حاضرین کو اپنی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ ''مولانا محمد علی جوہرؒ، شاہ ولی اللہؒ کے قبرستان پر گئے تو فرمایا......

آج جس دولت کا بازارِ جہاں میں کال ہے
اے دہلی! تیرا قبرستان مالا مال ہے

تو ہم بھی شیخ الحدیثؒ کے مقبرہ پر آ کر یہی کہیں گے۔

تین نسلیں

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فرمایا کہ: ہم بھی شاہ ولی اللہؒ کے مقبرہ پر گئے تھے، وہاں بھی تین نسلیں مدفون ہیں، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحٰقؒ اسی طرح ہم بھی یہاں تین نسلیں موجود ہیں، یعنی شیخ الحدیثؒ، میں اور راشد الحق اور حامد الحق۔

قبلہ رو ہو کر دُعا

شیخ الاسلام مدظلہٗ نے مرقد شیخ پر فاتحہ پڑھی، ایصالِ ثواب کیا، فارغ ہو کر رو بہ قبلہ ہو کر دُعا مانگی، مرقد کی جانب پیٹھ تھی تا کہ نادان لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قبر والوں سے مانگ رہے ہیں، بلکہ قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپا عجز و انکسار اور مجسم سوال بن گئے دُعا کے الفاظ تو نہ سن سکا، البتہ ظن غالب تھا کہ مقبرہ والوں کے رفع درجات کی دُعائیں مانگ رہے ہیں۔

جامعہ حقانیہ کے کتب خانے میں

فاتحہ اور ایصالِ ثواب کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم کتب خانہ میں تشریف لے گئے یہاں حاضرین و شائقین اور طلبہ کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے کتب خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا احقر کی بدقسمتی کہ باہر ہی رہ گیا، اور دروازہ پر کھڑے شخص محافظ شوکت صاحب کی منت سماجت کی، مگر بایں ہمہ اندر جانے کی اجازت نہ مل سکی احقر کو بہت افسوس ہے کہ قارئین کو حضرات مشائخ کتب خانے کی گفتگو اور کتب خانے کے معائنہ کے مناظر پیش نہ کر سکا یقیناً وہ گفتگو بہت ہی اہم تھی مگر اب سوائے حسرت کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

مولانا حامد الحق حقانی کی بیٹھک میں

کتب خانے سے نکل کر مولانا حامد الحق حقانی کے رہائش گاہ تشریف لائے اور ایک اچھی خاصی علمی، ادبی، تحقیقی، کتابی اور مطالعاتی محفل جم گئی۔

کتابوں کے تحفے

جناب اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر خیبر پختونخوا) نے شیخ الاسلام مدظلہٗ کی

خدمت میں اپنے عظیم والد مولانا مدرار اللہ مدرارؔ قدس سرہٗ کی کتابیں اور اپنے بیٹے جناب پروفیسر مشتاق احمد کی کتاب ''جہاد، مزاحمت اور دہشت گردی'' پیش کی تو شیخ الاسلام مدظلہٗ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ''جہاد، مزاحمت اور دہشت گردی'' یہ کتاب اس سے قبل مولانا فضل الرحمٰن نے بھی دی تھی۔

موبائل رنگ میں آیت لگانا اور مصحف ڈالنا

کسی کے موبائل فون پر گھنٹی بجی تو حضرت الاستاذ مولانا حقانی نے شیخ الاسلام سے استفسار فرمایا کہ رنگ ٹون پر آیتِ قرآنی لگانا کیسا ہے؟ فرمایا: آیاتِ قرآنیہ کو رنگ ٹون کے طور پر لگانا ناجائز ہے۔ کسی اور نے پوچھا: قرآن کریم موبائل کے میموری میں ڈالا جائے تو مصحف کا حکم ہوگا؟ شیخ الاسلام نے مدظلہٗ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں یہ عکس ہے اور یہ مصحف کے حکم میں نہیں۔

مکتبہ الشاملہ

ارشاد فرمایا ! اب تو بہت آسانی ہوگئی ہے، صرف مکتبۃ الشاملۃ میں سات ہزار (۷۰۰۰) کتابیں ہیں میں نے اپنے کمپیوٹر میں ڈالا ہوا ہے سفر میں بہت آسانی ہے۔

ایک عظیم تفسیر، شرح احیاء اور تاریخ ابن عساکر کا ذکر علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی شرح لکھی ہے، اس کا نام ہے المغنی عن حمل الاسفار من الاسفار فی شرح احیاء العلوم والآثار جناب اکرام اللہ شاہدؔ نے عرض کیا حضرت ! ایک عرب نے تفسیر لکھی ہے ۸۴۰ جلدوں میں، ۱۲۰ جلدوں میں اس کا مقدمہ ہے تفسیر کا نام الحاوی الکبیر ہے میرے بیٹے نے نیٹ سے لیا ہے شیخ الاسلام نے مفسر کے نام اور ای میل ایڈریس کے بارے میں پوچھا مگر شاہدؔ صاحب نے کہا بیٹے سے پوچھ کر بتادوں گا شیخ

الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا: تاریخ ابن عساکر ۸۰ جلدوں میں تھی، اب بھی کسی کتب خانہ میں اس کا مخطوطہ ہوگا۔

علامہ سرخسیؒ اور امام شافعیؒ کے علوم

مولانا سمیع الحق نے فرمایا! علامہ سرخسیؒ کی ایک کتاب بھی سینکڑوں جلدوں میں ہے شیخ الاسلام نے فرمایا! امام شافعیؒ کا مشہور قول ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک بختی اونٹ کا بوجھ (علم) حاصل کیا ہے اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک بختی اونٹ پر کتنی کتابوں کا بوجھ ڈالا جاسکتا ہے؟

مطبوعات سے مخطوطات زیادہ ہیں

مولانا قاری عبداللہ نے استفسار فرمایا کہ مخطوطات زیادہ ہیں یا مطبوعات؟ شیخ الاسلام نے فرمایا! مخطوطات کی تعداد بہت زیادہ ہے فرمایا! آئرلینڈ کے ایک کتب خانہ کے صرف مخطوطات کی فہرست پانچ جلدوں میں ہے فرمایا! ماریشس میں ایک عیسائی بشپ نے کتب خانہ بنایا ہے اس میں مخطوطات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، مگر وہاں جو عجیب بات میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ وہاں قارئین کے لئے پنجرے بنائے گئے ہیں میں نے پوچھا یہ پنجرے کیوں بنائے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جب کوئی مطالعہ کرنے آتا ہے اور کتاب اُٹھاتا ہے تو اس کو پنجرے میں بند کر دیا جاتا ہے جب مطالعہ سے فارغ ہوتا ہے تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے، یہ اس لئے کہ کوئی چوری نہ کرے مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ نے فرمایا حضرت! یہ مکتبہ تھا یا گوانتاناموبے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا! اس بشپ نے لکھا ہے کہ میری بیٹی اس کتب خانہ کا زیادہ ذخیرہ اُٹھا کر اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔

مکہ مکرمہ میں تاریخی میوزیم

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا! مکہ مکرمہ کے نوتعمیر شدہ علاقے عزیزیہ میں ایک صاحبِ ذوق نے ایک میوزیم (عجائب گھر) بنا رہا ہے اور اس کا نام رکھا ہے ''مرکز السلام'' اس نے آنحضرت ﷺ سے نسبت رکھنے والی اکثر اشیاء کو جمع کیا ہے اتنی چیزیں میں نے کہیں نہیں دیکھیں مثلاً نعلین مبارک، طست کیسے ہوتا، مشکیزہ، ذق، شن، قربہ میں کیا فرق ہوتا ہے، سب کو اکٹھا کیا ہے اور ساتھ ساتھ اشعار میں تعارف بھی لکھا ہے صاع، رطل، مد، جتنے بھی اشیاء کا احادیث میں ذکر آیا ہے، نمونہ کے طور پر ساری چیزیں جمع کی ہیں، پھر ہر چیز کی تحقیق بھی کی ہے، مواضعِ مکہ و مدینہ کی تحقیق ہے کہ مدینہ منورہ اتنے سال پہلے کیسا تھا؟ مکہ مکرمہ کیسا تھا؟ اور ساتھ ساتھ ہر ایک پر قصیدہ بھی لکھا ہے تقریباً ۷۰ جلدیں تیار کر چکے ہیں کسی نے پوچھا حضرت یہ کون ہیں؟

میوزیم کا معائنہ

شیخ الاسلام صاحب نے فرمایا! یہ شیخ عبدالعزیز بن الباز کے شاگرد ہیں علامہ زہرانی کے نام سے مشہور ہیں شیخ بن الباز نے وصیت کی تھی کہ میرا تمام کتب خانہ زہرانی کو دے دیا جائے میں نے اس کا تعارف بہت پہلے سنا تھا، مگر کوئی اتنی اہمیت نہ دی اس مرتبہ جب حرمین شریفین گیا تو اس کے ایک صاحب آئے اور کہا کہ آپ ہمارا کتب خانہ دیکھیں میں گیا تو ایمان تازہ ہوا مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ یہ بھی آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے ہیں کہ اب تک یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔

شیخ یٰسین الفادانی سے نسبت

حضرت الاستاد مولانا عبدالقیوم حقانی نے شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سے استفسار فرمایا کہ شیخ یٰسین الفادانی جو مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے، نے آپ کو اجازت دی

ہے؟ شیخ نے فرمایا! ہاں ان کے پاس مسلسلات حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا انہوں نے اجازت دی اور بہت ساری احادیث سنائیں ایک مرتبہ جدہ میں اجتماع تھا، شرکت کے لئے گیا تھا، ایک دن خالی ملا، تو میں نے کہا یہ ایک دن حرم میں گزاروں، کسی دوست کو نہیں بتایا، اکیلے چلا گیا، شام کو واپس آنا تھا، میں وضو بنانے کے لئے سیڑھیوں پر اُتر رہا تھا کہ شیخ یٰسین الفادانی کے شاگرد ملے مصافحہ ومعانقہ کیا اس نے کہا کہ شیخ نے آپ کو بلایا ہے، میں حیران ہو گیا کہ شیخ کو کیسے پتہ چلا، ہم نے شیخ کے شاگرد سے پوچھا کہ میں نے تو شیخ کو اطلاع نہیں کی۔ شیخ کو میری آمد کا کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا! مجھے نہیں معلوم کہ کس نے بتایا ہے، مجھے حکم دیا کہ جاؤ، تقی عثمانی یہاں آیا ہوا ہے، حرم میں ہوگا، اسے لے آؤ جب میں گیا تو شیخ مسکرائے اور فرمایا! چپکے چپکے آتے ہو، اور ہم سے نہیں ملتے میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں آیا ہوا ہوں شیخ نے فرمایا! بس چھوڑو اس بات کو، آج عاشورہ کا دن ہے اور ایک روایت مسلسل بیوم العاشورہ ہے، میں نے کہا وہ آپ کو سنا دوں آج نہ سنایا تو پھر سال بھر نہیں سنا سکوں گا۔

اس کے بعد جب میں حاضر ہوا، تو شیخ نے اسناد کو کتابی شکل میں شائع کیا تھا الفیض الرحمانی لاجازۃ الشیخ تقی العثمانی کے نام سے شیخ نے فرمایا تھا کہ آپ کو اجازت اس لئے دے رہا ہوں کہ میرے اسناد کو آگے بڑھاؤ۔

حضرت الاستاد مولانا حقانی نے فرمایا! شیخ الفادانی کے اسناد میں تو خواتین بھی ہیں؟ شیخ الاسلام نے فرمایا ہاں! مگر ان میں سب سے مضبوط سند شیخ عبدالغنی مہاجر مکی کی بیٹی سے ہے حضرت الاستاد مولانا عبدالقیوم حقانی کو بھی شیخ یٰسین الفادانی سے مسلسلات اور دیگر کتب حدیث میں اجازت حاصل ہے مولانا سعید احمد عنایت اللہ نے مکہ مکرمہ میں انہیں شیخ الفادانی سے ملاقات کرائی تھی انہوں نے حدیث پڑھائی، سند عطا فرمائی

اور مطبوعہ سندات کا سیٹ بھی مرحمت فرمایا اس لئے شیخ الاسلام کو کرید تے رہے تا کہ حاضرین بھی شیخ الاسلام سے شیخ الفادانی کے اسناد حاصل کریں۔

مسجد میں نمازِ باجماعت کا اہتمام

عشاء کا وقت ہوگیا، تو بعض احباب کا اصرار تھا کہ یہیں جماعت کرلیں گے مسجد میں ہجوم ہوگا، او رطلباء مصافحہ کرتے ہوئے شیخ الاسلام کو تنگ کریں گے اس پر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ قریب ہی تو مسجد ہے، مسجد کے ہوتے ہوئے ہم یہاں الگ جماعت کریں، یہ مناسب نہیں ہے لہٰذا سب حضرات مسجد تشریف لے گئے نماز کے بعد محفل دوبارہ جمی حضرت حقانی صاحب نے مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی صاحب کو اشارہ کر کے فرمایا فانی صاحب ! کچھ تو اپنا کلام بھی سنایئے فانی صاحب نے کہا: کلام تو ہم آج شیخ الاسلام سے سنیں گے اور اپنا اردو دیوان ''نالۂ زار'' شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کیا حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا ماشاء اللہ! بہت پختہ کلام ہے اسی دوران مولانا سمیع الحق نے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی سے فون پر رابطہ فرمایا، تو آپ نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں، ڈاکٹر سے واپس آرہا ہوں۔ نوشہرہ کے قریب ہوں۔

گنجینۂ علم وعرفان

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ مولانا حقانی نے مولانا شیر علی شاہ کے اسفار کو ''گنجینۂ علم وعرفان'' کے نام سے شائع کیا ہے حقانی صاحب نے عرض کیا حضرت! وہ جہاں دیدہ اگرچہ نہیں، البتہ بغداد دیدہ ضرور ہیں۔

شب جائے کہ من بودم

حقانی صاحب نے دوبارہ فانی صاحب سے کچھ اشعار پڑھنے کی درخواست کی

فانی صاحب نے اپنے دیوان سے اپنا یہ کلام سنایا......

بہر سو رقص چشم حور شب جائیکہ من بودم
ہر اک وار تھا بھرپور شب جائیکہ من بودم
نگاہ ناز سے لبریز پیمانے پیئے ہم نے
رہی دنیائے دل مخمور شب جائیکہ من بودم
تجلی ہی تجلی تھی خوشا وہ محفل و منظر
ترا جلوہ چراغِ طور شب جائیکہ من بودم
ادائے حسن کے غمزے نیازِ شوق کے سجدے
کرم گستر بتِ مغرور شب جائیکہ من بودم
جنوں کو کامراں دیکھا خرد کو سرگراں پایا
نرالے تھے وہاں دستور شب جائیکہ من بودم
رُخ زیبائے شمع پر فنا ہوتے تھے پروانے
رہی بزمِ وفا معمور شب جائیکہ من بودم
ہر اک محوِ تماشائے جمالِ یار تھا فانیؔ
بنی محفل سراپا نور شب جائیکہ من بودم

اس کے بعد فانیؔ صاحب نے شیخ الاسلام کو اپنا اردو مجموعۂ کلام پیش کیا فانیؔ صاحب نے اس پر لکھا بخدمت اقدس شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی اور پھر اس کے نیچے یہ شعر لکھا......

رہِ الفت میں گو ہم پر بہت مشکل مقام آئے
نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے راستہ بدلا

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے یہ شعر بھرے مجمع کو سنایا فآنی صاحب کو داد دی اس پر حقانی صاحب نے کہا کہ اس سے فآنی صاحب کی استقامت کا پتہ چلتا ہے۔

جذبہ کرو، جذبہ کرو

حضرت حقانی صاحب نے شیخ الاسلام سے عرض کیا! فانی صاحب اور ہم لوگ آپ کو آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ آپ بھی اپنا کلام سنائیں اس حوالے سے قاری عبداللہ صاحب نے مولانا ضیاء القاسمی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ نوشہرہ میں مولانا ضیاء القاسمی کا خطاب تھا، انہوں نے جب خطبہ پڑھا اور آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے تو ایک بلوچستانی طالب علم کھڑے ہوئے اور کہا مولانا! جذبہ کرو، جذبہ کرو اس کا مطلب تھا کہ جذبے سے زوردار تقریر کرو مولانا نے فرمایا! بھائی مجھے تو گرم ہوتے ہوتے آدھا گھنٹہ لگتا ہے، تم ابھی سے کہتے ہو جذبہ کروں فانی صاحب نے کہا کہ یہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ تھا میں بھی اس میں موجود تھا قاسمی صاحب نے کہا کہ ریل گاڑی جب سٹیشن سے روانہ ہوتی ہے تو پہلے آہستہ آہستہ چھک چھک کرتی ہے پھر چل پڑتی ہے۔

کراچی کے مشاہیر علماء کا تذکرہ

حقانی صاحب نے کہا حضرت! کیفیات پر آپ کا مقدمہ بڑا شاندار ہے، ادب کی جان ہے مولانا قاری عبداللہ نے کہا آپ کا بھی دیوان شائع ہونا چاہئے حقانی صاحب نے فرمایا! وفاق المدارس کے امتحانات میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، مولانا عزیز الرحمٰن اور مولانا رشید اشرف وغیرہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے اور فانی صاحب کے ہاں جمع ہو کر اشعار سنتے خود بھی پڑھتے بلکہ فانی صاحب مفتی عزیز الرحمٰن سے پشتو میں ''ٹپے'' کہلواتے ابھی یہی سلسلۂ کلام چل رہا تھا کہ......

شیر کبھی بوڑھا نہیں ہوتا

شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ مدظلہٗ پہنچ گئے حاضرین نے پرتپاک استقبال کیا مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے قریب تشریف فرما ہوکر فرمایا ماشاء اللہ! مولانا نوجوان ہیں اور شیخ (شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہٗ) بھی نوجوان ہیں مولانا سمیع الحق نے فرمایا! آپ نے تو نوجوانی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فرمایا ہاں! یہ شیر ہے اور شیر کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔

مکاتیب احساسات کو محفوظ کرنے کا ذریعہ

شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ نے فرمایا کہ مولانا عثمانی صاحب بہت عرصہ کے بعد تشریف لائے ہیں مفتی صاحب نے فرمایا ہاں! ۲۲ سال بعد آیا ہوں مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا! ہمارا تعلق بہت پرانا ہے قادیانیت کے خلاف جدوجہد میں ہم دس (۱۰) دن اسلام آباد میں اکٹھے رہے مولانا بنوریؒ بھی ساتھ ہوتے مولانا سمیع الحق صاحب نے جناب شفیق الدین فاروقی صاحب کو ''مکاتیب مشاہیر'' کی جلد چہارم لانے کو کہا! شفیق صاحب نے جلد چہارم لاکر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کے حوالہ کی مولانا سمیع الحق نے فرمایا! مکاتیب اپنے احساسات کو محفوظ کرنے کا بہت اہم ذریعہ تھا اب موبائل نے سب کچھ ختم کردیا پہلے روزانہ خطوط کا بنڈل ہوتا تھا اب پورے مہینہ میں کوئی قابل ذکر خط نہیں آتا۔

مکاتیب مشاہیر پر حواشی

''مکاتیب مشاہیر'' پر حواشی کی بات آئی تو مولانا سمیع الحق نے فرمایا! بعض بزرگ ایسے تھے جن پر فوری طور پر لکھنے کے لئے طبیعت آمادہ نہیں ہورہی تھی ان کی

عظمتِ شان اور رفعتِ مقام حائل تھا مفتی صاحب نے فرمایا مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ پر جو حاشیہ لکھا ہے وہ تو سنادو کہ ہم بھی سن لیں کیا لکھا ہے؟ مولانا عرفان الحق نے شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ پر مولانا سمیع الحق کا لکھا ہوا تعارفی حاشیہ پڑھ کر سنایا۔

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کے تعارف پر ادبی شذرہ

"خلیلی، محبی ومخلصی حضرت علامہ مولانا شیر علی شاہ ولد مولانا قدرت شاہ مرحوم ساکن اکوڑہ خٹک معروف شخصیت، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے اوّلین تلامذہ میں سے ہیں حضرت کی خصوصی تربیت میں رہے، سفر وحضر میں رفاقت وخدمت کا شرف حاصل کرتے رہے حقانیہ کی اعلیٰ تدریس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم وتعلم کا طویل موقع عطا فرمایا جو دراصل قیام مدینہ کی تمنا اور خواہش کی تکمیل کا ایک وسیلہ بنا حضرت نے حسن بصری کے تفسیری روایات پر ڈاکٹریٹ کیا قیام مدینہ کے بعد دوبارہ اپنی مادر علمی میں حدیث وتفسیر کے اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے علم وعمل، عربی زبان پر عبور، تحریر وتقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا اور میرے لئے اس ہمدم دیرینہ کی رفاقت ملاقاتِ مسیحا وخضر کے برابر ہے بچپن سے ذہنی یگانگت محبت ورفاقت کا سلسلہ قائم ہے بہت سے خطوط کا تعلق قیام حرمین شریفین سے ہے اور میرے نام بہت سے خطوط میں انکے عرب ممالک کے اسفار کی تفصیلات ہیں جو بڑے کار آمد ہیں بے تکلفی اور طنز ومزاح اور عہد شباب کی شوخیاں بھی بعض خطوط سے جھلکتی رہتی ہیں جو بحمداللہ آج دمِ تحریر ۱۷ دسمبر ۲۰۱۰ء تک ان کے عہد مشیخت میں بھی ناچیز کے ساتھ مجالست ومخاطبت میں قائم ہیں (مکاتیب مشاہیر: ج۔ چہارم، ص۔ ۱۲۹)

قاسم نانوتویؒ کی دو زبانیں

اکابر علماء کے بارے میں گفتگو ہونے لگی شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ

مدظلہٗ نے فرمایا کہ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیبؒ جب بھی وعظ وتقریر فرماتے تو تقریر سے پہلے گرم پانی سے غسل فرماتے فرمایا! حضرت قاری صاحب بہت نفیس الطبع اور نازک مزاج تھے، کوئی خدمت کرتا تو فرماتے بھائی آہستہ دباناا ورامیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ......''زور سے دباؤ تاکہ پتہ چلے کہ کوئی دبارہا ہے''

شیخ محمد تقی عثمانی نے فرمایا کہ! حضرت نانوتویؒ کو اللہ تعالیٰ نے دوزبانیں عطا فرمائیں جنہوں نے حضرت نانوتویؒ کے علوم کو آسان کردیا (۱) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۲) حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ۔ (مولانا ابراہیم فانی صاحب نے اس جملہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ان دونوں اکابرین کی علوم ومعارف کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے کسی اور عبقری شارح کی ضرورت ہے)۔

فضل الباری کی تکمیل

فضل الباری شرح صحیح بخاری کے بارے میں شیخ الاسلام نے فرمایا ! مولانا عزیز الحق بنگالی نے یہ مکمل تقریر لکھی ہے اب اس کے نواسے اس پر کام کر رہے ہیں عنقریب مکمل شائع ہوگی فرمایا! ان کے نواسے ہمارے ہاں دارالعلوم میں تخصص کرکے گئے ہیں اور فضل الباری پر کام کررہے ہیں فرمایا! علامہ عثمانیؒ حضرت شاہ انورشاہ کشمیریؒ کے شاگرد نہیں تھے البتہ حضرت شاہ صاحب کا احترام اساتذہ جیسا کرتے۔

علامہ عثمانی کی نازک مزاجی

شیخ الاسلام نے فرمایا! علامہ عثمانی بہت نازک مزاج تھے مقدمہ بہاولپور میں حضرت شاہ صاحب کیساتھ حضرت والد صاحب، علامہ شبیر احمد عثمانی بھی تشریف لے گئے تو بہاولپور والوں نے جب اتنے بڑے اکابر دیکھے، تو جلسے کا انعقاد کیا علامہ عثمانی نے فرمایا! میں نے تقریر نہیں کرنی دوسرے حضرات اصرار کرتے اور علامہ انکار والد صاحب

کو چونکہ مزاج معلوم تھا، فرمایا! آپ نے بالکل تقریر نہیں کرنی، جب جلسہ شروع ہوا تو والد صاحب علامہ عثمانی کو بھی سٹیج پر لے آئے ایک ایک مقرر آتا اور تقریر کر کے چلا جاتا جب مقررین ختم ہوئے اور اسٹیج پر سیکرٹری اختتامی دُعا کا اعلان کرنے والا تھا کہ علامہ صاحب نے فرمایا! بھائی صبر کرو میں بھی تین منٹ بات کرنا چاہتا ہوں پھر جو شروع ہوئے تو علوم و معارف کے دریا بہا دیئے اور مسلسل دو تین گھنٹے تقریر کی شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی سے دوبارہ مطالبہ شروع ہوا کہ آپ اپنی وہ نعت سنا دیں مولانا حقانی نے حضرت شیخ الاسلام کو آمادہ کرنے کے لئے عرض کیا۔

ایک مبارک وظیفہ

اسلام آباد سے نوشہرہ موٹروے پر جا رہا تھا کہ اچانک موبائل فون کی گھنٹی بجی، ٹیلی فون اُٹھایا تو بقیۃ السلف استاذِ مکرم حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ اپنی نحیف و نزار، کمزور اور بھرائی آواز سے فرما رہے تھے کہ تمہارے لئے وظیفہ بھیج رہا ہوں، اس کو فوراً اپنے عمل میں لے آؤ برکات نازل ہوں گی، اللہ تعالیٰ سے قلبی رابطہ بڑھے گا، ربّ کے عنایات میں اضافہ ہوگا، میں نے کہا حضرت! بھجوا دیجئے ''الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں'' ارشاد فرمایا! پہلے مجھ سے سن لیجئے، میں نے گاڑی رُکوائی تو حضرت لرزتی اور بھرائی آواز میں رو رو کر سنا رہے تھے......

ع الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں

اس پر مولانا محمد تقی عثمانی عشق رسول ﷺ اور حاضری وحضوری کے جذبات سے معمور ہوگئے اور اپنے حافظہ کی مدد سے اپنے تمام اشعار سنائے اور حاضرین کے عشق دیارِ رسول ﷺ اور جذباتِ محبت و اطاعت میں اضافہ فرمایا! حضرت مفتی صاحب نے ارشاد فرمایا......

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں ، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں
بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے
متاعِ دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر
گنوا کر عمر ساری غفلت و عصیاں کی دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں تیرے کعبے کے آنچل میں
گناہوں کی لپٹ سے کائناتِ قلب افسردہ
ارادے مضمحل، ہمت شکستہ، حوصلہ مردہ
کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی
کہ کس جنجال میں گزری ہیں گھڑیاں زندگانی کی
خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا عجز بن کر اپنی حالت کی تباہی سے
تیرے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہے خالی
تیری چوکھٹ کے جو آداب ہیں میں اُن سے خالی ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا، وہ سوالی ہوں
یہ آنکھیں خشک ہیں یا ربّ ! انہیں رونا نہیں آتا

سلگتے داغ ہیں دل میں جنہیں دھونا نہیں آتا

یہ تیرا گھر ہے، تیرے مہر کا دربار ہے مولا!

سراپا قدس ہے، ایک مہبطِ انوار ہے مولا!

زباں غرقِ ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر

خدایا رحم ! میری اس زبانِ بے زبانی پر

ضبط وترتیب

مولانا سید حبیب اللہ حقانی

مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

قصیدة ترحیبیة

مولانا رشید احمد سواتی صاحب

تعارف

وادی سوات کے علمی خاندان کے چشم و چراغ، جامع المعقول والمنقول، کافیہ اور شرح جامی کے شارح مولانا رشید احمد سواتی صاحب جو فلسفہ اور علم کلام کے حوالے سے منفرد مقام کے حامل ہیں، قید و بند کے صعوبتوں سے نکل کر بالآخر دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ تکمیل میں مغلق ترین کتابوں کی تدریس پر فائز ہوئے اور انتہائی تندہی کیساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

قصيدة ترحيبية

أشعار انشأها وانشدها رشيداحمد عند افتتاح "مكاتيب مشاهير" وجاء الشيخ المفتى محمد تقى فبعض حصة من تلك الاشعار تتعلق بمدحه بقدومه الميمون المسعود الى الجامعة الحقانية وشئ منها يتعلق بوداع طلبة الجامعة الحقانية وشئى منها يتعلق بذكر خيرفى حق الشخ المحدث الكبير العلامة عبدالحق رحمه الله تعالىٰ وذكر للشيخ الوقور المعظم سميع الحق دامت بركاتهم العاليه وفى الاخيرذكر خير للمسجد الموسس تقبل الله كل ذالك (رشيد احمد غفرله)

اسبح مولائى الذى ليس غيره

اله له حق فيدعى و يعبد

هوالواحد الفرد الذى ليس مثله

شئ عن الاشباه أعلى وأبعد

له المثل الأعلى العظيم صفاته

غنى ومغنى فى الحوائج يقصد

وانزهه عن كل مالم يلق به
فسبحان ربى الواحد المتوحد
رحيم ورحمٰن كريم مهيمن
سميع بصير ماجد و ممَجَّد
بديع وخلاق لماشاء خلقه
كذا لم يلد شيئاو لاهو مولد
واثنى على خير البرايا نبينا
رسول كريم هاشمى محمد
منور اقسام الظلام فلا يرى
شىء يعاب به ومالا يحمَّد

ذكر قدوم الشيخ محمد تقى مدظله العالى

وطهّر أرض الله وهى مليئة
من اصناف اوثان تطاف وتعبد
على ارض خيبر ابتهاج وفرحة
طرب سرور ابتشار تودد
نرى اهلها فى انتشاط و نشوة
لهم امتراح انبساط تفدد
فقلت لهم بالله ياقوم اخبرو
ماوجه ذافرج وماذا التردد

فقالوا بشیر جاء نا ببشارة
سیطلع علینا البدر واللیل اسود
احاطت بنا الظلمات من کل جانب
من اجل هذ البدر تذهب وتبعد
قدوم سعید من کراتشی لشیخنا
بجامعة اکوڑی لهم التورد
لافتتاح،، مشاهیر،، یکون کلامه
بذی الحفلة العظمی یخطب ویرشد

”مکاتیب مشاهیر“ علوم معارف

یاقوت ومرجان ودر زمرّد
نکات واسرار رموز عجائب
لطائف علم لاتزال تزود
نرحبه ونقول له خیر مقدم
قلوب لهم مثوی ومأوی ومورد
یقال له محمد تقی من کبارنا
بقیة اسلاف امام وسید
اتانا یبلغنا مسائل دیننا
یهدی لنا طرقا وینصح ویرشد
صاحب علمٍ واسعٍ ومحققٌ
فی مشکلات العلم یعنی ویقصد

امام لنا فی معضل الأمر ثابت

حقیق بوصف الواصفین الممجد

حبر عظیم کَیِّسٌ ومدقق

ندس فهیم عالم متوقد

اسد وضرغام علی الخصم غالب

لاحقاق امر اللّٰه سیف مجرد

فتاواه فی دنیا الفتاوی شهیرة

وفقهه فی عالم الفقه یعمد

وذالک شئ ناله من آبائه

تورثه منهم میراث محمد

ابوه محمد شفیع من شیوخنا

شیخ المشائخ الصفیح المسند

استاذ دیوبند ومفت محدث

کبیر فقیه فی المحاسن أوحد

معارف قرآن کتاب مبارک

علی فضله العالی یدل ویشهد

وذا ولد لابیه سر کماهم

کما سعی یسعی یقوم ویجهد

لهم دارعلم فی کراتشی شهیرة

تشیع علوماً طیبات وترشد

ذِکر خیر طلبة دوره الحدیث عندوداعهم المدرسة

وبعد فهذا الیوم یوم مبارک
لطلاب حقانیة العمائم ترفد
شیوخهم یوصونهم بمکارم
ونفائس أخلاق تراد وتقصد
خصال حسان غالیات حمیدة
کرائم أوصاف وخُلق تحَمّد
وأن یحسنوا بالناس بعد رجوعهم
وینصحوا لیستقیموا ویهتدوا
أحادیث رسول لله قد ظفروابها
الی البیت بالخیر العظیم تزودوا
بفراقکم یبکی ا یوان شریعة
غرفات مسکنکم مصلی ومسجد
وجماعة أهل العلم والنظم کلهم
فدموعهم بفراقکم أین تجمد؟
هنیئا لکم بأنکم حصلت لکم
"عمامة فضل" اعتزاز وسودد
بحقانیةِ دار العلوم منیرة
مرکز علم مثلها لیس یوجد
أکرِمتُم بالدرس تحت ظلالها

وحسبکم ذا الافتخارالمحسد

هی الجامعة العظمی فقید مثالها

لها منصب عال وشان ممجد

تَنَوَّرَ من أنوارها کل موطن

وأکناف جمیع الأرض منها تَوَقَّد

منبع خیر بحر فیض مسلسل

بدیوبند ثان ذکرها الخیر یخلد

ومن مکرمات مَیَّزَتُها بأنها

لأحادیث رسول الله تعنی تقصد

ذِکر أمیر المومنین فی الحدیث الشیخ عبدالحقؒ

بناها وأسسها وأفرغ جهده

رجل عظیم عبقریٌ و مرشد

یسمی بعبدالحق لازال اسمه

یذکر ولاینسی ویبقی ویحمد

امام کبیر بحرعلم محدث

فقیه ومعطاء العلوم المجدِّد

هی جامعة عظمی لکل علومنا

لاحیاء جمیع العلم تسعی وتجهد

فکم من علوم اخرجت من نصابنا

واوائلها اهتمت بها لیقلدوا

فلم یبق منها منطق وعقائد

کذا حکمة الا القلیل المعدّد

فهذ ابن سینا والغزالی وآمدی

یشکو یعاتبنا یلوم وینقد

وسید جرجانی وسعد ودوانی

یخاصمنا بعد ولنا ویهدّد

مواقفهم ومقاصدهم وشروحها

نحتنب عنها وننئیٰ ونبعد

فحا معتنا جمعت جمیع علومنا

تدافع عن تلك العلوم وتطرد

ففیها نصاب سالم حسب سابق

لم تنخدع عما اباح التحدد

تجری عیون العلم منها باسرها

هنا مایضاع من العلوم تحدد

ابقاك الهی فی امان و رفعة

تحوب منازل ارتقاء و تصعد

و قاك شر الدهر تبقی سلیمة

وعن کید مکار حریمك یقصد

ذکر الشیخ الوقور المحترم مولانا سمیع الحق دامت برکاتهم

وبــعــد وفــات الشــیــخ قــام بــامــرهــا
استــاذ مــربٍ فــاضــل متــوقــد
یــدعــی بســمیــع الــحــق شیــخ مبــجــل
زعیــم الــجمیــعــة عــالــم متــوحــد
کــریــم عــلــی الــطــلاب ســمــح ومحسن
عــطــوف شــفیــق فــی الــمــحــاســن اوحــد
بســیــل نبیــل فــائق الشــان ثــابــت
مــقــدام عــلــی الاعــداء سیف مهنــد
متکــلــم لــلــدین فــی کــل مــجــلــس
جــســور ونــظــار هــزبــر یــلــنــدد
حبــر کبــیــر مــتــقــن و مــحــقــق
نــدس زکــی عــالــم مــتــفــرد
لــه فــی السیــاسة منــصــب ومکــانــة
یــلیــق بــه و تــقــدم و تسدد
الــم یــکــفــه تــقــدیــم عــرض شــریــعة ؟
عــلــی مــجــلــس الــنــوّاب عــزمؤید
وخــدمــات جــامعة بــکــل تــدبــر
تــفــوق بــه فــضــلا وتــعــلــو وتــصــعــد
یــدبــر اقــوامــا ضــعــافــا بــرأیــه
آرائــه وقــضــائــه ایــن تــوحــد؟
وتــحــمــی حــمــی دیــن الالــه بــحــکــمــة
وآثــار رســول الــلّــه تــحــیی وتــنــشــد

وينصرك الرحمٰن فى كل مشكل
فمن فضله دوماتقول وترشد
فذا الدولة العظمى تريد قيامها
وكم من اناس لايريد فيفسد
فجمعية اسلام بفكرك قائم
وكم من اناس فى التفرق يجهد
وانت حقيق بالقيادة دائما
وانت على الاعداء سيف مجرد
ودخلت لدفع الشر كل معارك
لحصول قيام الامن تسعى وتجهد
فهذا وزيرستان واهل حكومة
لحل مشكلهم مكانك تقصد
ورائك يوسف شاه خير معاون
بامور مهمات يقوم ويسعد
له خدمة فى كل معضل امرنا
لامورخير والصلاح مسدد
رجاء من الشيخ الكريم ومنية
ستكون له فخر وعز مؤبد
لوحدة امتناوجمع شتاتها
يليت لو ينظر ويسعى ويجهد
فينظمنا فى وحدة وجماعة
فلا نختلف ابدا و لانتعدد
ويجعلنافى اتفاق و وحدة

ونکون جمعا لیس فینا تعدد
نری الکفر حزبا واحدا ضد دیننا
وہا نحن احزاب ولا نتوحد
فیا ولد شیخ الہند کونوا جماعۃ
لا تفترقوا شیئا ولا تتباعدوا
واذکر رشید مارئیت ومامضی
وانت اسیر فی السحون مقید
فلاتنس مولاک الحفیظ فانہ
یحافظ عن الاعداء ویرعی ویسعد

ہذہ عدۃ اشعار فی حق المسجد المؤسس علی التقویٰ

سیؤسس فی اکوری لمسجد
یکون لہ شان رفیع ممجد
منشر نور فی دجی الجہل لامع
للرشد والعرفان مأوی ومورد
منبع نور معدن علم والہدی
للذکر والإرشاد دار ومسند
یؤسس علی التقوی وخوف وخشیۃ
لیرفع اسم اللہ ویذکر ویعمد

تقریب رونمائی (۲) الحمراء ہال لاہور

تقریب رونمائی

مکاتیب مشاہیر

۲۳/اپریل ۲۰۱۲ء

مشاہیر

بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ومولانا سمیع الحق

منعقدہ الحمراء ہال نمبر۳.....مورخہ ۲۳ر اپریل ۲۰۱۲ء

ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمود الحسن عارف (شعبہ اردو ادارہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی)

کتابوں کی تالیف وتدوین کا سلسلہ ہزاروں سالوں سے جاری وساری ہے اور شاید زمین پر آخری انسان کی موجودگی تک جاری رہے گا، تاہم کتاب کتاب اور مصنف مصنف میں فرق ہوتا ہے بعض کتابوں کی عمر مہینے دو مہینے، سال، دوسال یا چند سال ہوتی ہے اور بعض کتابیں سدابہار ہوتی ہیں اور زمانے اور وقت ان پر اثر انداز نہیں ہوسکتے اور ان کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ......

ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حال ہی میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے مشاہیر بنام" کے عنوان سے جو کتاب مرتب کی ہے اور جس میں انہوں نے قریباً 1512 افراد کے خطوط کا ذخیرہ سات جلدوں میں مرتب کیا ہے یہ کتاب بھی ایسی ہی کتابوں میں شامل ہے دنیا میں مکتوب نگاری کا سلسلہ اس وقت سے چلا آرہا ہے جب سے انسان نے نوشت وخواند سیکھی ہے قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملکہ بلقیس کے نام خط کا ذکر ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو مطیع ہوکر دربار میں حاضری کی ہدایت کی ہے۔

اسی طرح عظمت اور جلالت کے لحاظ سے وہ خطوط بھی بڑی عظمت اور مقبولیت رکھتے ہیں جو آنحضور ﷺ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں، قبائلی سرداروں اور مذہبی عمائدین کے نام تحریر فرمائے ان خطوط کو تمام محدثین، سیرت نگاروں، مورخین اور فقہائے کرام نے جمع کیا ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے ان سب خطوط کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ فرانس نے الوثائق السیاسۃ کے عنوان سے مدون کر کے شائع کر دیا ہے۔

آنحضور ﷺ کے علاوہ، خلفائے راشدین، اموی اور عباسی خلفاء، وسط ایشیاء، ایران، افغانستان، ہندوستان اور دوسرے اسلامی ملکوں کے حکمرانوں کے خطوط، کے بیسیوں مجموعے اس وقت مختلف لائبریریوں کی زینت ہیں اور انہیں تاریخی اور علمی دستاویز کے طور پر محفوظ کر لیا گیا ہے اس مجموعہ کے مؤلف شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق ایک علمی اور مذہبی گھرانے کے معزز فرد ہیں آپ کی ولادت ۱۹۳۷ء میں، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے گھر میں ہوئی اور انہی کی آغوش تربیت میں تربیت پا کر جوان ہوئے ۱۹۵۷ء سے آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں بطور مدرس وابستہ ہیں جبکہ ۱۹۶۵ء سے "الحق" نام سے پاکستان کا معروف ترین اور مقبول ترین رسالہ "الحق" چلا رہے ہیں اور اس وقت تک دسیوں وقیع علمی اور تحقیقی کتابیں، ان کے قلم سے نکل چکی ہیں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی وفات ۱۹۸۸ء کے بعد دارالعلوم کی تمام ادارتی اور انتظامی معاملات بھی آپ بڑی مستعدی اور جان فشانی سے انجام دے رہے ہیں مجلس شوریٰ اور سینیٹ کے رکن کے طور پر اور موجودہ دفاع پاکستان کونسل کی سربراہی سے لے کر متعدد قومی اور ملی اداروں کی سربراہی کا اعزاز رکھتے ہیں تمام مکاتیب فکر کے علماء اور زعماء ان کی قیادت کے پرچم تلے متحد ہو کر پاکستان کی سالمیت، اس کی بقاء اور اس کی آزادی کے لئے مصروف عمل رہے ہیں اور اس وقت بھی ہیں اور آئندہ بھی یہ کارواں اسی طرح جانب منزل رواں دواں رہے گا۔

مشاہیر بنام...... مولانا سمیع الحق کی برسوں کی کاوشوں اور محنت کا نتیجہ ہے اس مجموعہ مکاتیب کے منظر عام پر آنے کے بعد ملکی سطح پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے اس کو بے حد سراہا۔

اس ضمن میں عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان نے جمعیت طلبائے اسلام پاکستان کے تعاون کے ساتھ الحمراء ہال نمبر۳ میں مورخہ ۲۳ راپریل ۲۰۱۲ء یکم جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ بروز سوموار بوقت ۳ بجے سہ پہر اس کی تقریب رونمائی انعقاد پذیر ہوئی جس میں صحافت۔ تحقیق و تدریس، قانون وانصاف اوردین وسیاست سے تعلق رکھنے والی پاکستان کی نامور اور مقتدر شخصیات نے شرکت کی میزبانی کے فرائض خاکسار نے انجام دیئے اس روح پرور اور زندگی بخش تقریب کی ابتداء تلاوت قرآن حکیم سے ہوئی حافظ محمد اسامہ حقانی فرزند مولانا عبدالرؤف فاروقی نے تلاوت کی اور قاری عمر فاروق (صدر مدرس آسٹریلیا مسجد لاہور) نے نعت مبارک پیش کی بعدازاں کانفرنس کے نقیب احقر (محمود الحسن عارف) نے ابتدائی تعارفی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں اور ہر پہلوان کی شخصیت کو دوسروں کے لئے جاذب نظر بناتا ہے ان کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ برسوں سے پاکستان کے سب سے بڑے دینی تعلیمی ادارے کے وائس چانسلر ہیں اوراس عرصے میں کبھی ان کے مدرسہ میں ہڑتال ہوئی نہ کام بند ہوا اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک کامیاب سیاست دان اور سیاست کار بھی ہیں، جمعیت علماء اسلام (س) کے کئی برس تک جنرل سیکرٹری رہے اور پھر صدر چلے آئے ہیں اور کئی سیاسی اتحادوں، جن میں آئی جے آئی اور ملی یک جہتی کونسل، دفاع افغانستان کونسل، متحدہ شریعت محاذ، متحدہ دینی محاذ، متحدہ علماء کونسل اور موجودہ دفاع پاکستان کونسل شامل ہیں، کے بانی اور سربراہ رہے ہیں، اسکے ساتھ ساتھ آپ ایک بہت اچھے ادیب، دانشور صحافی اور مصنف بھی ہیں اوراس حیثیت سے آپ برسوں سے الحق کے مدیر اعلیٰ اور متعدد کتابوں کے مؤلف بھی ہیں۔

مولانا کی جو کتاب حال ہی میں طبع ہوئی ہے اور جس کی آج تقریب رونمائی ہے، یہ کتاب بیسیوں کتابوں کا مجموعہ ہے اس میں شامل ہر شخصیت کے مکتوبات ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں، اس طرح گویا یہ پندرہ سو کتابوں کا مجموعہ ہے مشاہیر کے ان شہ پاروں (خطوط) کو جمع کرنے اور ان کو ترتیب دینے میں انہوں نے جو محنت اور کاوش کی ہے، وہ بجاطور پر لائق تحسین و آفریں ہے مولانا نے جلد اول کے دیباچے میں لکھا ہے:

(شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور احقر ناچیز سمیع الحق کے نام مکاتیب کا یہ ذخیرہ پون صدی سے زیادہ عرصہ کے علمی ادبی سیاسی روحانی شخصیات کے خطوط پر مشتمل ہے جس کا پہلا مجموعہ مشاہیر بنام شیخ وقت محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے اس کے بعد احقر کے نام مکتوبات ہیں جو حروف تہجی کی ترتیب سے کئی جلدوں میں مرتب ہوئے ہیں ابھی شعور کا آغاز ہی تھا اور پورے طور پر علم وفن کے مبادی سے بھی ناواقف تھا عمر آٹھ نو سال کے لگ بھگ تھی حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کی روزانہ کی ذاتی ڈاک میں کتب کیساتھ ساتھ خطوط کی خاصی تعداد بھی ہوتی اور یہ خطوط میرے بچپن کے ذوق وشوق کا پہلے پہل سامان بن گئے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ دوات کی سیاہی کی خوشبو، قلم کی روانی کا نغمہ، صریرِ خامہ کا بانکپن اور رنگ برنگ لفافوں اور خطوط کی چمک دمک گویا میری گھٹی میں شامل ہوگئی تھی اسی لئے میرے بچپن کے زمانے کے کھلونے غالبًا پہلے پہل یہی قلم دوات، خطوط، رنگین کارڈ اور ٹکٹ رہے ہوں گے) (ص۳)

مولانا نے صرف خطوط ہی جمع نہیں کئے بلکہ ان کے لکھنے والوں پر مختصر، مگر جامع سوانحی نوٹ بھی تحریر کئے ہیں یہ نوٹ ان کے خصوصی ذوق وشوق اور ان کی دوستوں اور بزرگوں سے محبت کے عکاس ہیں۔

اجلاس میں بڑی تعداد میں علماء، مشائخ، سیاسی اراکین، صحافی، اساتذہ اور محققین نے شرکت کی مقررین کے علاوہ پیر سیف اللہ خالد، علامہ حافظ محمد طاہر اشرفی، جناب راشد الحق حقانی، ظہیر الدین بابر، جناب رؤف طاہر، پروفیسر امجد علی شاکر، عرفان الحق، مخدوم عاصم، اور دوسرے کئی حضرات نے شرکت کی اس کے بعد تقریب میں شریک اہل علم وفضل نے اس کتاب کے متعلق اظہار خیال کیا، جس کی مختصر اقتباسات درج ذیل ہیں:

خطاب
ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

تعارف

شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ صاحب تفسیر معارف القرآن کے نواسے، مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کے فرزند ارجمند اور رابطہ ادب اسلامی پاکستان کے صدر

مکتوب نگاری کی اہمیت

مراسلہ نگاری اور مکتوب نگاری تعلیم وتربیت کا ذریعہ

اس مجلس میں اپنی حاضری پر میں منتظمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس علمی اور فکری ذخیرے کی طباعت پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ کہ میرے لئے اس مجلس میں حاضری باعث سعادت ہے۔

ہزار ہا سالوں سے خطوط پیغام رسانی کا ذریعہ رہے ہیں اور خطوط کی ترسیل اور مکتوب الیہ تک اسے پہنچانے کیلئے کسی زمانے میں کبوتروں کا استعمال بھی ہوتا رہا اور قرآن کریم میں ہد ہد کا نام بھی مذکور ہے مگر عرصہ دراز سے انسان ہی اس کے رسل و رسائل کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

زبانوں کی تاریخ میں مکتوب نگاری کی اہمیت

کسی بھی زبان وادب کی تاریخ جب مرتب کی جاتی ہے تو مکتوب نگاری کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ عربی زبان وادب کی تاریخ جب بھی مرتب کی جاتی ہے تو اس میں مکتوب نگاری کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اردو ادب میں بھی غالب کے خطوط وغیرہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اسی طرح دینی ادب میں نبی اکرم ﷺ کے خطوط

کا تذکرہ ملتا ہے، جو آپ نے مختلف حکمرانوں اور قبائلی عمائدین کے نام ارسال فرمائے ان خطوط نے جو انقلاب برپا کیا، وہ انقلاب بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے آپ کے خط کو جس ہستی نے سینے سے لگایا ان کی جب وفات ہوئی تو حبشہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تمام پردے ہٹا دیئے گئے اور آنحضورﷺ نے بذات خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جس بدبخت نے آپ کے خط کو پارہ پارہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کردیا آنحضورﷺ کی سنت مطہرہ کو دیکھتے ہوئے ہمارے علماء کرام نے بھی مراسلہ نگاری اور مکتوب نگاری کو بطور ایک تعلیم وتربیت کے ایک ذریعہ کے اختیار کیا۔

خط وکتابت میں مولانا تھانویؒ کا اہتمام

حاجی شریف صاحب، مولانا اشرف علی تھانوی کے ایک خلیفہ مجاز فرماتے ہیں کہ میں مولانا تھانویؒ کو خط لکھ کر جس دن ارسال کرتا، مجھے اسی دن یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ مولانا تھانویؒ کی طرف سے اس کا جواب کس دن آئے گا چنانچہ کئی برسوں کی خط وکتابت کے دوران مولانا تھانویؒ کی طرف سے جواب کبھی مؤخر نہیں ہوا سوائے ایک خط کے جو ایک دن اس لئے لیٹ ہوا کہ میں تبدیل ہو کر دوسرے اسکول میں چلا گیا تھا۔

مشاہیر کے اہم ترین خطوط کا ذخیرہ

مولانا سمیع الحق کے مرتبہ ان خطوط میں مجھے اہم ترین خطوط نظر آئے وہ ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۵ء کے ہیں اور جو قریب ترین خطوط ہیں وہ ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء کے ہیں اور یہ واقعتاً پون صدی کی ایک تاریخ ہے، جسے آپ سیاسی اور مذہبی تاریخ بھی کہہ سکتے اور اسے پاکستانی ادب کا اور تعلیم وتربیت کا ایک ذریعہ بھی کہہ سکتے ہیں پھر ہر کتاب میں لکھنے والا چونکہ ایک ہی ہوتا ہے، اسی لئے آپ کو پوری کتاب میں ایک ہی اسلوب ملے گا مگر اس کتاب میں پون صدی کی تاریخ مختلف لکھنے والوں کے ذریعے ملتی

ہے اور مختلف انداز ہائے تحریر کی صورت میں بقول شاعر......

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

مولانا سمیع الحق کے بچپن کے ذوق

مولانا سمیع الحق نے کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ انہیں بچپن ہی سے ٹکٹیں اور ماچسیں جمع کرنے کی بجائے خطوط جمع کرنے کا شوق تھا یہ واقعہ آج کی نسل کو بتانے کی ضرورت ہے کہ واقعتاً انسان شوق اس طرح کے بھی رکھ سکتا ہے اور بچپن میں ہی رکھ سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ علم وادب کی بہت بڑی خدمت اور لوگوں کی تربیت کا بہت بڑا سامان ہے، جس کی پاکستان کے معاشرے میں کوئی اور مثال موجود نہیں۔

خطاب
مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

تعارف

مولانا حقانی مدظلہٗ عزیز ترین تلامذہ اور متعلقین میں سے ہیں۔ دارالعلوم، ناچیز اور شیخ الحدیثؒ سے نہایت والہانہ تعلق ہے۔ اللہ نے تصنیف وتالیف اور تحریر وتقریر میں امتیازی صفات سے نوازا ہے۔ حضرت داؤد کے لئے لوہے کی تسخیر کی طرح انہیں کسی کتاب کی تدوین و ترتیب اور پھر فوری اشاعت کے ہفت خوان کو سر کرنے کا ملکہ دیا ہے۔ حال ہی میں ناچیز کی سوانح حیات دو جلدوں میں مرتب فرمائی اللھم زد فزد آگے چل کر انشاء اللہ علم و دین اور تحقیق و تالیف کے میدان میں فتوحات کے جھنڈے گاڑتے جائیں گے...... (س)

اردو دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب

چند بزرگوں کے خطوط

مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ اور مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق سات جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے غالب نے کہا تھا......

چند تصویر بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

مولانا سمیع الحق نے جو میرے استاد، میرے محسن، مرے مربی اور میرے شیخ ہیں، اس میں ترمیم کر دی ہے......

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

مولانا سمیع الحق صاحب کی دلچسپی کا ساماں

مولانا سمیع الحق کی عمر ابھی محض نو برس تھی اس وقت ان کے والد محترم کے پاس جو خطوط آتے وہ انہیں ایک تھیلے میں محفوظ رکھتے تھے مولانا اس تھیلے تک پہنچتے اس میں سے خطوط نکالتے انہیں اپنی کاپی پر نقل کرتے، میں نے خود چھوٹے چھوٹے کاغذوں

کے ٹکڑے دیکھے ہیں، جن پر کبھی مولانا مدنی کا نام ہوتا، کبھی مولانا اعزاز علی دیوبندی کا اور کبھی مولانا عبدالسمیع کا اس طرح انہوں نے جو مجموعہ تیار کیا، جو سات جلدوں پر مشتمل ہے یہ اپنے موضوع کے لحاظ سے دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔

ڈیڑھ ہزار مشاہیر کے خطوط کا مجموعہ

شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی، دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے وہاں دورۂ حدیث کے پندرہ سو طالب علموں سمیت کوئی چار ہزار علماء وطلباء کا مجمع تھا اور تل دھرنے کو جگہ نہ تھی مولانا نے اس مجمع میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں انہوں نے خطوط کی صدہا کتب مطالعہ کی ہیں اور یہ ان کے ذوق کی چیز ہے مگر انہوں نے اس طرح کی کوئی کتاب ملاحظہ نہیں کی گویا میں خطوط کے انسائیکلو پیڈیا کی زیارت کر رہا ہوں اور اس میں مولانا تقی عثمانی کے بھی نوے خطوط ہیں خطوط کے اس مجموعہ میں ڈیڑھ ہزار مشاہیر کے خطوط ہیں، جن میں ادباء شعراء مصنفین، علماء مشائخ، سیاست دان، اساتذہ اور حکمران سبھی لوگ شامل ہیں بلکہ ایک تبصرہ نگار نے تو یہاں تک لکھا تھا کہ مولانا سمیع الحق کے ذوق کی داد دیجئے کہ ان کے ہاں خط بھیجنے کا لفافہ پتہ اور اس کا رسم الخط بھی محفوظ ہے۔

مشاہیر افغانستان کے خطوط کا نایاب ذخیرہ

اس طرح تقریباً پانچ ہزار سے زائد خطوط بحمداللہ مرتب ہوگئے ہیں پھر مولانا سمیع الحق صاحب نے ہر مکتوب نگار کا حواشی میں مختصر تعارف کروایا ہے آپ نے شورش کاشمیری کے لکھے ہوئے خاکے پڑھے ہونگے، مگر جب آپ مولانا سمیع الحق کے خاکے پڑھیں گے تو آپ کو ان میں شورش کاشمیری بھی ملے گا اور مولانا سید سلیمان ندوی سے بھی ملاقات ہوجائے گی مثال کے طور پر انہوں نے پاکستان کے سابق ڈکٹیٹر پرویز

مشرف کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ننگ دین،ننگ ملت او رننگ وطن،
اور پرویز مشرف کا اس سے بہتر تعارف ممکن ہی نہیں۔

فادر آف طالبان کا جرأت مندانہ کردار

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ساتویں جلد کا کچھ تعارف کرواؤں، اس جلد میں افغانستان کے علماء، مشائخ اور مجاہدین کا ذکر ہے، مثلاً حکمت یار گلبدین، محمد نبی محمدی، جلال الدین حقانی، مولوی یونس خالص، مولانا منصور وغیرہ کے ذکر نے اس جلد کو اتنا جامع بنایا ہے کہ افغانستان کی موجودہ تحریک میں کوئی مجاہد، سیاست دان اور زعیم ایسا نہیں کہ جس کے خطوط اور ذکر اس جلد میں موجود نہ ہوں ملا محمد عمر مجاہد کے خطوط بھی موجود ہیں او رآدھی کتاب طالبان کے خطوط اور حالات پر مشتمل ہے لطف کی بات یہ ہے کہ جب افغانستان میں تبدیلی آئی اور امریکہ اور اس کے حواریوں نے وہاں آسمان سے لوگوں پر آگ برسانا شروع کی جس کے نتیجے میں یہاں لوگوں نے پگڑیاں پھینک دیں اور اپنا قبلہ اوررُخ بدل لیا اس دور میں بھی مولانا سمیع الحق نے مغرب کے خلاف آواز بلند کی اور انہوں نے ''اسلام اور دہشت گردی'' کے عنوان سے اپنے وہ تمام انٹرویو جمع کئے اور برملا طالبان کی حمایت کرتے رہے جن کو ترتیب دینے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی، ان انٹرویوز میں مولانا نے مغرب کو کھلے لفظوں میں یہ بتلایا کہ طالب علم ہماری اولاد ہیں، جہاد ہماری روح ہے اور جب تک کائنات میں اسلام اور مسلمان ہیں، جہاد باقی رہے گا اور جب تک دنیا میں کوئی کلمہ گو باقی ہے وہ جہاد کا جھنڈا اٹھائے گا اور جب اس کتاب کی اشاعت کا مرحلہ آیا تو بہت سے جغادری قسم کے علماء مولانا کے پاس آئے اور کہا کہ آپ یہ کیا کررہے ہیں؟ یہ تو آپ گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ آ بیل مجھے مار اس میں آپ نے اسامہ بن لادن، ملا عمر، طالبان زعماء او رمجاہدوں کا ذکر کیا ہے اور پھر جہاد کا ذکر ہے آپ طالبان کی بات بیلجیئم، لندن او ر دوسرے مغربی ممالک

میں کرر ہے ہیں اس زمانے میں سینیٹرز حضرات کا ایک وفد خارجہ کمیٹی کے چیئرمین سید مشاہد حسین کی سربراہی میں مغربی ممالک کے دورے پر گیا جس کے بارے میں وہاں بڑا پروپیگنڈہ ہوا کہ طالبان آرہے ہیں، بظاہر انہیں بڑا پروٹوکول ملا مگر حقیقت میں وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ فادر آف طالبان کیسا ہے؟ چنانچہ مولانا کی قدر آدم تصاویر چھاپی گئیں ناخن تک دکھائے گئے کہ طالبان کے ناخن ایسے ہوتے ہیں اس کے باوجود انہوں نے مشن نہیں چھوڑا ان پر برطانیہ میں داخلے پر پابندی لگائی گئی، مولانا کو ڈرایا گیا کہ دارالعلوم حقانیہ تباہ ہوجائے گا اور اس پر ضرور حملہ ہوگا، لیکن مولانا نے فرمایا جہاد دارالعلوم حقانیہ کا مشن ہے، جہاد اسلام کی پہچان اور محمد عربی کی وراثت ہے اس لئے جہاد، طالبان اور ملا محمد عمر کا ذکر یہاں ہوتا رہے گا اور نظام خلافت راشدہ کی دعوت دی جاتی رہے گی...... ناصح میں تو سمجھتا ہوں لیکن یہ دل

تری باتوں کو تو چٹکی میں اڑا دیتا ہے

مولانا سمیع الحق صاحب کی متنوع مصروفیات

دوسری طرف مولانا کی متنوع مصروفیات کا یہ عالم ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں دورہ حدیث کے پندرہ سو طلباء کو پڑھاتے ہیں اور کل پانچ ہزار طلبہ ہیں یہ طلبہ وہ ہیں کہ جو صوبہ سرحد اور پاکستان کے مختلف حصوں سے تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں اور جہادی جذبہ رکھتے ہیں اور طالبان میں اسی فیصد طلبہ کا اسی درسگاہ سے تعلق ہے، پھر مولانا کو روزانہ بخاری شریف پڑھانا ہوتا ہے، ان کی اپنی سیاسی جماعت ہے، جس کا مخصوص نصب العین ہے اور متحدہ دفاع پاکستان کونسل کی مصروفیات اور سرگرمیاں بھی ہیں ماہنامہ الحق کو پورا دیکھتے ہیں اور ترتیب دیتے ہیں پھر آپ خطوط جمع کرتے ہیں ان کو کمپوز بھی کراتے ہیں اور ان پر حواشی بھی لکھتے ہیں اس سے بڑھ کر تعجب کی اور کیا بات ہوگی؟

خطاب

مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب

تعارف

جمعیۃ علماء اسلام (س) کے صوبائی جنرل سیکرٹری شعلہ بیان مقرر، مسجد خضراء لاہور کے خطیب اور جامعہ اسلامیہ کاموں کے گوجرانوالہ کے مہتمم، علمی مجلّہ ماہنامہ ''مکالمہ بین المذاہب'' اور ''انوار الحرمین'' کے مدیر اعلیٰ اور ادیان و مذاہب کے تقابل پر ادارہ میں خصوصی کام ہو رہا ہے۔ ان کے اعلیٰ صلاحیتوں پر حال ہی میں انہیں لاہور شیرانوالہ گیٹ میں پارٹی کے مجلس عمومی کے اجلاس میں خفیہ بیلٹ کے ذریعہ انہیں کثرت رائے سے ناچیز کے جگہ ناظم عمومی (سیکرٹری جنرل) منتخب کیا گیا جبکہ ناچیز کو اجلاس میں اتفاق رائے سے بلا مقابلہ امیر مرکزیہ چنا گیا۔

مکتوب نگاری کی ابتداء اور ارتقاء

اظہار مافی الضمیر کا بہترین ذریعہ

خطوط اور مکاتیب کا سلسلہ انسانی تاریخ کے ساتھ ہمیشہ سے وابستہ رہا ہے اظہار مافی الضمیر اور اپنے جذبات کے اظہار کا یہ سب سے بہترین طریقہ رہا ہے پھر یہ بات بھی آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ کسی زمانے میں کبوتروں کے ذریعے پیغام رسانی ہوتی تھی اور قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط ہدہد کے ذریعے بھجوانے کا ذکر ہے اور اس خط کی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم میں اسے محفوظ کر دیا گیا ہے یہ خط ان الفاظ میں مذکور ہے

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَٰنَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ (النمل:۳۱)

''یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے یہ کہ تم مرے خلاف سرکشی نہ کرو اور فرماں بردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ''

اور اس پر ملکہ بلقیس نے جو تبصرہ کیا وہ یہ تھا کہ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَؤُا۟ إِنِّىٓ أُلْقِىَ إِلَىَّ كِتَٰبٌ كَرِيمٌ (النمل:۲۹)

''سردارو! میری طرف ایک معزز خط ڈالا گیا ہے''

اس حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جو خط تحریر کیا، اسے بھی اور ملکہ بلقیس کے اس پر تبصرہ......دونوں کو قرآن حکیم میں محفوظ کردیا گیا ہے۔

مکتوب نگاری کے ارتقائی مراحل

پھر اسلامی تاریخ میں مکتوبات کا ایک عظیم سلسلہ ہے، ان میں مشائخ عظام کے ایسے مکتوبات ہیں، جو اپنے متوسلین اور سالکین کے لئے ہیں، اس فہرست میں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات، مکتوبات امام ربانی ہیں، اسی طرح مولانا ابوالکلام کی ''غبارِ خاطر'' ایسے مکتوبات ہیں، جوانہوں نے قلعہ احمد آباد میں سحری کے وقت تحریر کیے، یہ خطوط ایک ایسی شخصیت کو لکھے گئے، جوانہیں بے حد محبوب تھی۔ ان خطوط میں مولانا ابو الکلام آزاد نے تاریخ کا علم وادب جمع کردیا ہے، اگر آپ انہیں دیکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ علم وادب کی ایک وسیع دنیا اور ایک سمندر ہے، جسے مولانا نے غبار خاطر میں جمع کردیا ہے، پھر تاریخ میں بہت سی سیاسی مکاتیب کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ جیسے کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خطوط ہیں، جن کی اپنی اہمیت اور اپنی مخصوص حیثیت ہے، یہ خطوط، سیاسی، تدبر، حکمت عملی اور جہاد کے اس جذبے پر مشتمل ہیں، جو اس زمانے برطانوی سامراج کے خلاف تھا، جیسا کہ اب امریکی سامراج کے خلاف ہے۔

قلم، تلوار اور زبان کی اہمیت

یہاں مجھے مولانا سمیع الحق کی شخصیت کا بحیثیت امیر جمعیت علماء اسلام اور بحیثیت امیر دفاع پاکستان کونسل کے احاطہ مقصود نہیں، ان کے خطوط کے حوالے سے گفتگو مقصود ہے دراصل قلم، تلوار اور زبان ان تینوں کی بڑی اہمیت ہے نبی اکرم ﷺ نے

برائی کو روکنے کے لئے علی الترتیب ہاتھ، زبان کے استعمال کا حکم دیا ہے اور آخر میں برائی کو دل میں برا سمجھنے کی ہدایت کی ہے لیکن زبان، قلم اور تلوار کا استعمال اور قلم کو اس طرح تلوار بنا لینا کہ دشمن کے سینے میں اس طرح پیوست ہو جائے کہ اسے نکالا بھی نہ جاسکے ایک فن ہے بلکہ یہ ایک جذبہ ہے اور حریت اور فلسفہ جہاد ہے، جو مولانا نے اپنے اکابر سے لیا ہے مولانا نے ان مکتوبات کو سات جلدوں میں مدون کیا ہے ان میں سے پہلی جلد بنام مولانا عبدالحق ہے، مولانا عبدالحق، دارالعلوم حقانیہ کے بانی دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور پھر وہاں کے ممتاز مدرس اور پارلیمنٹ کے رکن تھے اور پارلیمنٹ بھی، ایک سول جابر شخص، ذوالفقار علی بھٹو کی مولانا عبدالحقؒ نے اس آمر مطلق کے خلاف آواز اٹھائی یہ بڑی جرأت اور ہمت کی بات ہے۔

سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کا جہاد اور مولانا عبدالحقؒ کا کردار

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں سقوط ڈھاکہ ہوا اور اہل علم اس واقعہ کو یقیناً جانتے ہوں گے جماعت اسلامی کے ایک لیڈر ڈاکٹر نذیر احمد نے پارلیمنٹ میں بھٹو کے سامنے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ جناب بھٹو صاحب ایک وقت آئے گا جب ہو سکتا ہے کہ آپ ہوں اور نہ میں ہوں گا اس وقت مورخ سقوط ڈھاکہ کی تاریخ لکھے گا، لیکن کیوں نہ میں مؤرخ بن جاؤں اور آپ کے سامنے وہ تاریخ بیان کروں جو آئندہ کا مورخ لکھے گا، چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں ایک مؤرخ کے طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سقوط ڈھاکہ کے ذمہ دار جناب ذوالفقار علی بھٹو آپ ہیں اور پھر دنیا نے دیکھا کہ بھٹو نے اس کی آواز کو خاموش کرادیا اور ڈاکٹر نذیر احمد کو دن دہاڑے شہید کردیا مولانا عبدالحق نے اسی جابر کے سامنے کلمہ حق کہا اور ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کی کہ

افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جابر (سنن نسائی: ح ۴۲۰۹)

''سب سے اچھا جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے''

اور مولانا کی آواز اس سلطان جابر کے سامنے گونجتی رہی اور انہوں نے پورے پاکستان میں نفاذ شریعت کا مطالبہ کیا چنانچہ اس مجموعے کی پہلی جلد انہی کے نام ہے جبکہ باقی چھ جلدیں مولانا سمیع الحق کے نام آنے والے خطوط پر مشتمل ہیں حقیقت میں یہ خطوط اردو ادب کا شاہکار ہیں۔

پھر کہا گیا کہ یہ خطوط پون صدی کے ہیں، دراصل پون صدی کے تو یہ خطوط ہیں، مگران خطوط میں ان بزرگوں نے جو علم وادب دیا ہے وہ صرف پون صدی کے نہیں، وہ پوری علمی تاریخ کا ورثہ ہے اس طرح ایک اعتبار سے یہ خطوط پوری اسلامی تاریخ کا مظہر ہیں میں اس کی ترتیب وتدوین پر مولانا سمیع الحق کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اوراس کی بناء پر مولانا ان شاء اللہ تا قیامت زندہ رہیں گے۔

خطاب

جناب ارشاد احمد عارف صاحب

تعارف

معروف مصنف صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی کے برادر اصغر، نامور صحافی
تجزیہ نگار، کالم نگار جنگ جیو وغیرہ

مشاہیر مجموعہ علم وادب

تاریخی تجربات کا دستاویز

میرے لئے اس محفل میں حاضری بہت بڑی سعادت ہے ایک ایسی مجلس جس میں زعمائے سیاست بھی ہیں، خطیب بھی ہیں، صحافی اوردانشور بھی جہاں تک کتاب کا تعلق ہے یہ کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے مجھے چار دن قبل یہ کتاب ملی اور میرے لئے پوری کتاب کو پڑھنا ممکن نہ تھا البتہ میں پہلی اور آخری جلد پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا جیسا کہ اہل علم یہاں بیان کرر ہے ہیں کہ یہ مجموعہ ایک تاریخ ہے، اس میں علم وادب بھی ہے، تجربات ہیں اور کچھ سوالات ہیں اور بہت سی تاریخی چیزیں بھی ہیں، جس سے اس دور کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، علمی مسائل بھی ہیں اور سیاسی حالات کا تجزیہ بھی ہے، مجھے اس میں دو چیزیں پڑھ کر بیحد حیرت بھی ہوئی اورایک خوشگوار تاثر بھی ہوا ان میں سے پہلی بات جناب برہان الدین ربانی سے مولانا سمیع الحق کی ملاقات کا ذکر ہے جو تہران میں ہوئی یہ وہ ملاقات ہے جس سے اگلے ہی دن جناب برہان الدین ربانی ایک حادثے کا شکار ہوکر جاں بحق ہوگئے۔

طالبان ایک قیمتی سرمایہ: ربانی

اس ملاقات کی خاص بات یہ ہے کہ جناب برہان الدین ربانی کی حکومت کو طالبان نے ختم کیا تھا جس کی بناء پر ربانی نے امریکی حملے کی حمایت کی اور کٹھ پتلی حکمران کرزئی کا ساتھ دیا تھا وہ اس کونسل کے سربراہ بھی تھے، جو قیام امن کے لئے معرض وجود میں آئی تھی، لہٰذا طالبان مخالفت یا طالبان دشمنی ربانی صاحب کے ہمیشہ پیش نظر رہی ہے، لیکن اس ملاقات میں ربانی صاحب مولانا صاحب سے کہتے ہیں کہ طالبان ہمارا سرمایہ ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سرمایہ ضائع نہ ہو اب ایسے شخص کا یہ تاثر جو طالبان کا مخالف اور کرزئی حکومت کا حامی ہے اور جس کی حکومت بھی طالبان نے ختم کی تھی، بڑا عجیب ہے جبکہ ہم لوگ یہاں بیٹھ کر طالبان کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ افغانستان پر جو آفت آئی وہ طالبان کی بناء پر آئی اور امریکہ کی واپسی میں طالبان ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جبکہ برہان الدین ربانی کا تاثر یہ ہے کہ وہ افغان طالبان کو ایک سرمایہ سمجھتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ وہ کرزئی کو بار بار یہ سمجھانے کی کوشش کررہے ہیں کہ وہ اس قوت کو ضائع نہ ہونے دے اور ان کی مخالفت چھوڑ دے اور ان سے مذاکرات کرے، تاکہ افغانستان میں امن بحال ہوسکے۔

مولانا سمیع الحق صاحب کی صلح جو شخصیت

اور دوسری بات مولانا سمیع الحق کا ملا عمر کے نام خط ہے، جو کہ اس وقت لکھا گیا جب افغانستان پر طالبان کی حکومت تھی اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ طالبان نے افغانستان پر حکومت قائم کرنے کے بعد ایسے تمام جہادیوں کے خلاف بغاوت کردی تھی جنہوں نے ملا عمر کی بیعت نہ کی تھی اور انہوں نے افغانستان سے ان کی حکومت کو ختم کردیا تھا اور انہیں اس وقت تک واجب القتل قرار دیا تھا جب تک وہ ملا عمر کی بیعت نہ

کریں اور دوسری طرف مولانا سمیع الحق کی عام شہرت یہ ہے کہ وہ طالبان کے حامی ہیں اور وہ ملا عمر کے استاد اور ان کے موقف کے حامی ہیں اور وہ دوسرے جہادیوں کے خلاف ہیں، لیکن اس خط میں مولانا ملا عمر کو بہت سے مشورے دیتے ہیں، جن میں سے ایک مشورہ یہ ہے کہ آپ کا اپنے حالات کا جو بھی تجزیہ ہو، لیکن افغانستان میں قیام امن اور افغانستان کے عوام کی بہتری کے لئے یہ ضروری ہے، کہ آپ دوسرے جہادی گروہوں سے صلح کرلیں اور انہیں اپنے ساتھ ملائیں اور ان سے تعاون حاصل کریں، اس لئے کہ اس کے بغیر نہ تو افغانستان میں آپ کی حکومت قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی حالات میں استحکام آسکتا ہے۔

مولانا نے یہ مشورہ اس وقت دیا جب پاکستان کے تمام لوگ اور تمام دائیں بازو سے تعلق رکھنے والی تمام جماعتیں بشمول حکومت پاکستان یہ سمجھتے تھے کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت ہے اور باقی تمام لوگوں کو انکے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اس سے واضح ہوتا ہے کہ افغانستان میں مولانا کا کردار ہمہ گیر رہا ہے اور انکا تعلق کسی ایک گروہ یا جماعت سے نہیں، بلکہ افغانستان کے معاملات میں تمام مجاہدین کو ساتھ لیا ہے اور اس کتاب کی طباعت سے یہ بات ثابت ہوتی کہ مولانا کا موقف صحیح تھا اس کے ساتھ ہی میں اس کتاب کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

خطاب

ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی صاحب

تعارف

معروف تجزیہ کار، کالم نگار، بزرگ اور محترم صحافی

الیکٹرانک میڈیا
کے دور میں خطوط نگاری کی حیثیت

میڈیا کے اس دور میں خطوط کی اہمیت

میں ایک خواب دیکھنے والا آدمی ہوں، مرے خواب ٹوٹ پھوٹ گئے اور کیوں ٹوٹ پھوٹ گئے کیونکہ میرے خوابوں کو تعبیریں تلاش کرنا پڑتی ہیں اور ہم لوگ تعبیروں کے پیچھے بھاگتے ہیں مگر میری تعبیریں میرے خوابوں کو تلاش کرتی ہیں، مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس کی کیا توجیہ کروں جہاں تک اس مجموعہ خطوط کا تعلق ہے، تو حقیقت یہ ہے کہ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے زمانے میں بھی خطوط زندہ ہیں، مگر اب موبائل اور ایس ایم ایس کا زمانہ آگیا ہے اور ہم جب خط لکھتے اور خط پڑھتے تھے، تو اس سے محظوظ ہوتے تھے، مگر اب موبائل اور ایس ایم ایس نے ہم سے خط کا مزہ چھین لیا ہے۔

مجاہد کی اذان

مولانا نے یہ جو سات جلدیں خطوط کی ترتیب دی ہیں، یہ اتنی بڑی ہیں کہ ان کو چار دنوں میں پڑھنا بے حد مشکل تھا، ان میں سے کوئی ایک جلد اگر کسی امریکی کو ماری جائے تو اس کی جان نکل جائے مجھے کئی لوگ مذاق مذاق میں طالبان کہہ دیتے ہیں مگر

میں ان سے کہتا ہوں کہ میں تو طالبان سے بھی پہلے کا طالبان ہوں مولانا کی ان کتابوں میں ایک بات جو مجھے پسند آئی یہ ہے کہ ایک عالم دین جب تک مرد مجاہد نہیں بنتا، اسوقت اس کی بات میں لطف نہیں پیدا ہوسکتا شاید علامہ اقبال کا یہ شعر مولانا نے سن رکھا ہے...... ع مجاہد کی اذاں اور ہے ملا کی اذاں اور

کفار مسلمان کی قوت عشق سے ڈرتا ہے

بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک جہاد کی اصل روح سامنے نہیں لائی جاتی، اس وقت تک بات نہیں بن سکتی اور میں یہ بات اکثر کہتا ہوں کہ عشق رسول سے بڑا ایٹم بم دنیا میں بنا ہی نہیں یہ علماء صوفی بھی تھے اور مرد مجاہد بھی تھے اور جب ہمارے مولوی حضرات عشق سے ڈرنا چھوڑ دیں گے تو میرا خیال ہے کہ بات بن جائیگی کیونکہ صاحب عشق ہونا ہے، صاحب کردار ہونا ہے کیونکہ ہماری قومیں بے عشق کی صورتحال میں ماری گئیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ لوگ موجود ہیں کوئی ان پر حاوی نہیں ہوسکتا، اور افغانستان ایک سپر پاور کا قبرستان بنا تھا اب یہ دوسری سپر طاقت کا قبرستان بننے جارہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ امریکہ دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا وہ صرف مسلمانوں کی قوت عشق سے ڈرتا ہے اور صرف عشق رسول ﷺ کی قوت و طاقت سے ڈرتا ہے، اس نے ہمیشہ عشق رسول ﷺ کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

عشق رسالت ﷺ کی قوت اور طاقت

علامہ اقبال کی ایک نظم میں شیطان کے اپنے چیلوں سے خطاب کا ذکر ہے اس وقت شیطان بزرگ امریکہ ہے وہ اپنے چیلوں یعنی نیٹو افواج سے خطاب کرکے کہتا ہے......

وہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

لہٰذا عشق رسول ﷺ اگر مسلمانوں کے دل سے نکل گیا تو پیچھے کچھ نہیں بچے گا

میں نے حافظ سعید پر ایک کالم لکھا تھا جس میں انہیں مبارکباد دی تھی کہ ان پر ایک کروڑ ڈالر کا انعام مقرر گیا ہے امریکہ کیسا سازشی ملک ہے وہ ایک ایسے شخص کے لئے انعام مقرر کرتا ہے جو سب کے سامنے بیٹھا ہے، دراصل امریکہ ہر طرح سے مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان خطوط سے بھی جو میں پڑھ سکا ہوں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ ہمارے جتنے حکام ہیں، وہ اور تمام کے تمام امریکہ کے حمایتی اور عوام اس کے مخالف ہیں، اسلئے جب تک ان حکام سے جان نہیں چھڑائی جاتی اس وقت تک کام نہیں بنے گا امریکی وزیر خارجہ رمز فیلڈ جس کا منہ کتے جیسا تھا اس نے ایک بات کہی تھی کہ ہم لوگ حکومتوں اور فوج سے ڈرتے ہیں اور نہ اسلحہ سے بلکہ ہم لوگ صرف ایسے لوگوں سے ڈرتے ہیں جن کے پاس عشق رسول ﷺ ہوتا ہے اور جن کے پاس فوج نہ ہو ہم ان سے ڈرتے ہیں، چنانچہ آپ نے دیکھا کہ اسرائیل کے ہاتھ پر عربوں نے بیعت کررکھی ہے، بیروت کے حسن نصراللہ جس کے پاس کوئی فوج نہیں ہے اس نے اسرائیل کے دانت کھٹے کیئے اور اسے اپنے ملک واپس جانے پر مجبور کردیا اور میں یہ بات بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ مجاہد جس کی رمز فیلڈ نے بات کی ہے اس سے مجھے شہید کربلا کی یاد آتی ہے کہ ان کے پاس نہ تو کوئی فوج تھی اور نہ ہی حکومت تھی مگر انہوں نے یزید کی فوج کے دانت کھٹے کردیئے اور ہمارے پاس جب تک مولانا سمیع الحق صاحب جیسے لوگ موجود ہیں، اس وقت تک ہمیں امریکہ سے ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں اب پاکستانی فوج میں بھی جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے مگر جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے، اسے ختم نہیں کیا جاسکتا مجھے یہ خطوط بہت اچھے لگے اور ان میں جو جذبہ پیش کیا گیا ہے، وہ یقیناً قابل رشک ہے اور علماء کو چاہیے کو وہ ایسا انداز اپنائیں کہ لوگ ان سے ڈرنے کے بجائے ان سے پیار کریں آخر آنحضور ﷺ نے بھی فرمایا تھا کہ مجھ سے ڈرو نہیں، کیونکہ میں ایسی ماں کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی اور ہمیں بھی اس کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

کتاب ایک مؤثر ہتھیار ہے

مولانا سمیع الحق کے نام خط

سینکڑوں دانشوروں کے خطوط کا مجموعہ

دفاع پاکستان کونسل کے مرکزی رہنما مولانا سمیع الحق کے نام دنیا بھر سے سینکڑوں معرف اور دانشور لوگوں کے لکھے گئے ہزاروں خطوط کا مجموعہ سات ضخیم جلدوں میں شائع ہو گیا ہے مکتوب نگاروں کے نام اور خطوط کی تعداد سے مولانا کے روابط اور مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اتنی مضبوط کتابیں ہیں کہ انہیں بطور ہتھیار بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ویسے کتاب ایک موثر ہتھیار ہے ایک معزز مولوی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے غالب کا یہ شعر پڑھا......

کچھ تصویر بتاں کچھ حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

میں نے اپنے بائیں جانب بیٹھے مولانا طاہر اشرفی سے پوچھا کہ حسینوں کے خطوط کونسی جلد میں کس صفحے پر ہیں طاہر اشرفی بڑے شرارتی انداز میں مسکرائے چاروں طرف پھیلے ہوئے اپنے پیٹ مبارک پر مزے سے ہاتھ پھیرا مگر منہ سے کچھ نہ بولے

جیسے وہ کہہ رہے ہوں کہ یہ خطوط میرے نام نہیں ہیں اشرفی صاحب مست ہاتھی کی طرح ہیں اور بالکل صحت مند ہیں انہوں نے بتایا کہ وہ باقاعدہ ایکسر سائز کرتے ہیں اشرفی صاحب خوش باش ہیں جناب منور حسن نے کہا کہ ہمیں تو ایسی ہی چیزیں پسند ہیں انہوں نے میرے ساتھ مذاق کیا مگر اپنے آپ کو بھی شامل کیا وہ بہت بے تکلف اور کمپلیکس فری آدمی ہیں ان سے کھلم کھلا بات ہو سکتی ہے مگر انداز مہذب ہونا چاہیے وہ جماعت اسلامی کے امیر ہیں مگر امیر کبیر نہیں ہیں ان سے تو برادرم لیاقت بلوچ، فرید پراچہ اور کئی دوست زیادہ امیر ہونگے ورنہ میں نے تو کئی بہت غریب بھی امیر جماعت دیکھے ہوئے ہیں اب تو چھوٹے موٹے امیر جماعت بھی بہت امیر کبیر ہوتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق کی بہادری اور شجاعت

مولانا سمیع الحق بہادر آدمی ہیں ایک جلد ان خطوط پر مشتمل ہے جو جہاد افغانستان کے حوالے سے ہے وہ سوویت یونین کے خلاف تھے کہ انہوں کے افغانستان پر قبضہ کیا ہوا تھا اس جہادی صورتحال کو امریکہ نے استعمال کیا تب امریکہ نے جہاد کو سپورٹ کیا اب امریکہ جہاد کے بہت خلاف ہے پاکستان کے ساتھ مل کر افغان مجاہدین اور سارے عالم اسلام سے مجاہدین نے ایک سپر پاور سوویت یونین کو شکست سے دوچار کیا اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا امریکہ کا ایک فوجی بھی میدان جنگ میں نہ تھا صورتحال ایسی بن گئی کہ امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور بن گیا اور عالم اسلام پر ظلم ڈھانے کی ابتداہوئی نائن الیون کا جھوٹا ڈرامہ رچا کر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا افغان مجاہدین کو دہشت گرد بنا دیا جہاد افغانستان کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا جس کی نتیجے میں امریکہ کا انجام بھی وہی ہوگا جو روس کا ہوا روس کی طرح ریاستوں میں بٹا ہوا امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگا امریکہ کو اب کوئی راستہ نہیں مل رہا افغانستان کے ساتھ امریکہ نے پاکستان

کو بھی اپنی سازشوں اور دہشت گردانہ کاروائیوں کا مرکز بنالیا اکثر لوگ مولانا سمیع الحق کے شاندار مدرسے سے پڑھ کے گئے ہیں جنہیں امریکہ دہشت گرد کہتا ہے طالبان کی حکومت چلی گئی مگر ان کی طاقت اور اتفاق قائم ہے مولانا سمیع الحق بہادر مجاہد ہیں انہوں نے ملاّ کو مرتبہ دیا اور محترم بنایا اور ملاّ سے مجاہدین کے سامنے آئے انہیں دیکھ کے خیال آتا ہے کہ علامہ اقبالؒ نے یہ شعر کس آرزو میں ڈوب کے لکھا تھا......

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاّ کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

شہید اسامہ بن لادن کے ساتھ جو طالبان کے لیڈر ملاّ عمر نے کیا اور پھر جو پاکستان کے حکمران وزیر اعظم گیلانی نے کیا وہ مجاہدانہ اور غلامانہ اظہار کی دو تصویریں ہیں طالبان لیڈر نے اپنی حکومت لٹا دی اپنا ملک برباد کروالیا مگر اپنے مہمان کی حفاظت کی پاکستان کے حکمران نے ایبٹ آباد میں اسامہ کے لئے امریکی فراڈ کی حمایت کی امریکہ کو مبارکباد کا خط لکھا مولانا سمیع الحق پہلے روس کے خلاف تھے اب امریکہ کے خلاف ہیں۔

غیروں کے غلام اور اپنوں کے دشمن حکمران

کچھ بے غیرت ایسے پاکستان میں ہیں کہ پہلے وہ روس کے ایجنٹ اور غلام تھے اب امریکہ کے ایجنٹ اور غلام ہیں وہ افغانیوں حقانیوں اور پاکستانیوں کے خلاف ہیں جو جہاد میں یقین رکھتے ہیں فریڈم فائٹر ہیں حریت پسند ہیں مجاہدین ہیں مولانا سمیع الحق کے مدرسے کا نام بھی حقانیہ مدرسہ ہے آج کل امریکہ طالبان کے اتنا خلاف نہیں جتنا حقانیوں کے خلاف ہے امریکہ افغانون کے تو بہر حال خلاف ہے کبھی طالبان کی مخالفت اور کبھی حقانی گروپ کی مخالفت ایک حسین حقانی امریکہ نے پال رکھا ہے مگر وہ

پاکستان کے خلاف کام تو آتا ہے مگر حقانیوں کے نام سے ہی اس کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے مولانا نے اپنے مجاہدانہ اور دلیرانہ کردار کی وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں امریکہ انہیں کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔

دفاع پاکستان کونسل کے خلاف امریکہ کی بزدلانہ کاروائی

اتنی زبردست تقریب میں مقررین نے مولانا کے کردار کے اسی انداز پر گفتگو کی دفاع پاکستان کونسل اصل میں پاکستان کو امریکی استعمال سے بچانے کی ایک کوشش ہے امریکہ دفاع پاکستان کونسل کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں حافظ سعید کے خلاف بھی اسی لئے ایک احمقانہ اور بزدلانہ کاروائی کا اعلان کیا ہے وہ سٹیج پر مولانا سمیع الحق کے ساتھ بیٹھے تھے ہال میں کچھ امریکی ایجنٹ بھی موجود تھے ایک کروڑ ڈالر کا لالچ بھی ایک مجاہد مرد کے خلاف اٹھ کے بولنے کی جرات نہ دے سکا وہ جو سامنے بیٹھا ہے اس کے لئے اتنا بڑا انعام، امریکہ کی ذہنی حالت کی غریبی کا غماز ہے وہ سامنے ہے بلکہ امریکہ کے آمنے سامنے ہے

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

امریکہ پاکستانی حکمرانوں سے نہیں ڈرتا وہ ان لوگوں سے ڈرتا ہے جنہیں ڈر کے دہشت گرد کہتا ہے یہ مجاہدین ہیں ایک پاگل امریکی وزیر دفاع رمزفیلڈ نے کہا تھا کہ ہم صرف ان سے ڈرتے ہیں جو اپنا دل وجاں عشق رسول ﷺ کی دھڑکنوں میں لئے پھرتے ہیں جو موت سے نہیں ڈرتے اور زندگی سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے راہ میں قربان ہونے کے کام آئے علامہ اقبالؒ کی ایک نظم میں شیطان اپنے شتونگڑوں سے کہتا ہے ......

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمدﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں

''مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے''

امریکہ آج کا شیطان بزرگ ہے اس کے شتونگڑے ہر کہیں بکھرے ہوئے ہیں۔

بچوں کا معلم اور سچا مجاہد

مولانا سمیع الحق بچوں کو علم دیتے ہیں اور جذبہ بھی دیتے ہیں ایک ہاتھ میں قرآن ایک ہاتھ میں جھنڈا وہ پاکستان کو عالم اسلام کا لیڈر سمجھتے ہیں اصل میں مجاہدین تو غزوہ ہند کے لئے تیاریوں میں ہیں جو آخری جنگ ہوگی جس میں حضورﷺ بذات خود شریک ہونگے اور جس میں حق غالب آئے گا اور باطل ہمیشہ کیلئے برباد ہو جائے گا۔

امریکہ کی چالوں سے بصیرت اور جرات والے مولانا سمیع الحق جیسے عالم دین اور سچے مجاہد ڈرنے والے نہیں اب امریکہ نے بلوچستان میں سٹنگر میزائل بھی پہنچا دیئے ہیں جسکے استعمال سے مجاہدین نے روس کو شکست دی تھی بلوچستان میں سٹنگر میزائل چلائے گا کون؟ مجاہدین ہر ایسے ہتھکنڈے سے واقف ہیں بلوچستان میں پاک فوج بھی ہے جس نے روس کو افغان مجاہدین اور مجاہدین کے ساتھ مل کے شکست دی تھی جنرل کیانی نے کہا ہے کہ ہم نظریہ پاکستان پہ یقین رکھ کر ہی سرخرو ہو سکتے ہیں ہم مولانا کی جرأتوں کو سلام کرتے ہیں امریکہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا وہ جذبہ جہاد کو مٹانا چاہتا ہے سچے مسلمان کے اندر سے اللہ سے محبت عشق رسولﷺ اور جذبہ جہاد کبھی ختم نہیں کر سکے گا پاکستان میں امریکہ سے زیادہ امریکہ کے زرخرید غلام اور ایجنٹ اس مشن پر ہیں اللہ انہیں خوار کرے گا میں نے ابھی جہاد افغانستان کے حوالے سے مولانا کو لکھے گئے خطوط

کا مطالعہ کیا ہے یہ صرف خطوط کا مجموعہ نہیں مختلف موضوعات پر مولانا کے تجزیے اور تبصرے بھی اس میں شامل ہیں

مکاتیب مشاہیر مولانا سمیع الحق کے کردار اور عمل کی جھلکیاں

یہ مولانا کی آٹو گرافی بن گئی ہے ان کے کردار عمل کی جھلکیاں بھی روشنی کی طرح جھلملاتی ہیں مجھے یقین ہے کہ علامہ اقبالؒ اور قائداعظم بھی اس دور میں ہوتے تو وہ بھی مولانا کو خط لکھتے مولانا کو جس نے چند سطروں کا خط بھی لکھا ہے وہ بھی کتاب میں موجود ہے خط بڑی خوبصورت ثقافت کا مظہر ہے آج ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کتاب کی اہمیت کو کم نہیں کر سکا تو موبائل فون اور ایس ایم ایس خطوں کی روایت کو کیسے ختم کر سکے گا یہ کتاب آج کے دور میں شائع ہوئی ہے موثر اور جامع ہے میرے پاس بھی خطوط کے ڈھیر ہیں اور آج بھی محفوظ ہیں میں آج بھی کئی خط پڑھتا ہوں سرشار ہوتا ہوں بے قرار ہوتا ہوں اور لطف لیتا ہوں مگر مولانا کے لکھے گئے خطوط ایک پوری تاریخ ہے خطوط کی اس کتاب کے بعد جو سات جلدوں پر مشتمل ہے مولانا کے بارے میں مزید کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہے مولانا کے بارے میں یہ جاننے کیلئے خطوط ہی کافی ہیں مگر ان خطوط کیلئے بھی کتاب ہونا چاہیے جو مولانا نے لوگوں کو لکھے وہ بھی مولانا کی شخصیت کو سمجھنے کیلئے ضروری ہیں میرا ایک شعر ہے مگر نجانے یہ کیوں مجھے اس وقت یاد آیا ہے......

کمرے میں چھپ کے اس نے جلائے میرے خط
پھر راکھ سارے شہر میں کیسے بکھر گئی

(بشکریہ نوائے وقت)

خطاب

جناب قیوم نظامی صاحب

تعارف

نامور مصنف، ادیب اور روزنامہ نوائے وقت کے کالم نگار، پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق سیکرٹری اطلاعات، سابق وفاقی وزیر

کتاب سے میرا رشتہ اور تعلق

کتابوں سے پرانا رشتہ

میرا کتاب کے ساتھ رشتہ بہت پرانا ہے، میرا بچپن، میرا لڑکپن، میرا عہد جوانی اوراب یہ بڑھاپا کتابوں کے ماحول میں بسر ہوا ہے، میرے والد محترم عبدالحمید نظامی اردو بازار لاہور میں ایک پبلشرز تھے اوراسلامی پبلشنگ کمپنی کے مالک تھے انہوں نے اپنی زندگی میں ہزار سے زیادہ کتب شائع کیں جن میں ہر طرح کی کتب شامل تھیں، ان میں مذہبی کتب بھی تھیں اور دوسری قسم کی کتب بھی تھیں، اس لئے میرا کتابوں سے رشتہ بہت پرانا ہے اس کے علاوہ میں چند برسوں سے تحقیقی کتب بھی شائع کررہا ہوں اور میں نے چند تحقیقی کتابیں بھی لکھی ہیں جو عوام میں بے حد مقبول ہیں، ان میں سے ایک جرنیل اور سیاست دان عوام کی عدالت میں ہے، دوسری قائداعظم بحیثیت گورنر جنرل، تیسری کا عنوان ہے زندہ اقبال موخرالذکر کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ میں نے جب اس کتاب کا ایک نسخہ امیر جماعت اسلامی سید منور حسن کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کتاب کے ایک سو نسخے طلب کئے تا کہ انہیں اپنی لائبریریوں میں رکھوا سکیں۔

مستقبل کے مؤرخ کو مشاہیر کی ضرورت

یہاں یہ بات میں نے اس لئے ذکر کی ہے کہ جب میں علامہ اقبال پر کام کر رہا تھا تو اس وقت یہ بات میرے سامنے آئی کہ علامہ اقبال نے قائداعظم کو جو خطوط لکھے وہ محفوظ ہیں اور تاریخی ریکارڈ کا حصہ ہیں، مگر قائداعظم کے علامہ اقبال کے نام پر جو خطوط تھے وہ محفوظ نہیں اسی طرح میں آرکائیوز (معروضی دستاویزات) کے محکمہ میں گیا اور میں نے ان سے کہا کہ مجھے وہ کاغذات دکھائیں جن پر قائداعظم نے بحیثیت گورنر جنرل دستخط کئے ہیں تو میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ تو محفوظ نہیں ہے اس لئے کہ تاریخ کو اس طرح ضائع کیا گیا ہے ان حالات میں میں مولانا سمیع الحق کو خراج تحسین ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کتاب شائع کر کے یہ تمام تاریخی ریکارڈ محفوظ کر دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ ان خطوط کی بے حد اہمیت ہے اور شاید ہم اس سے پوری طرح واقف نہ ہوں لیکن جو آنے والا مورخ ہے، کتابیں اس کی رہنمائی بھی کریں گی اور اس کی معاونت بھی کریں گی خواہ وہ معاملہ شرعی ہو یا ادبی اور علمی، اس کتاب میں جہاد افغانستان، ختم نبوت، سیاسی کانفرنسوں، مختلف سیاسی و مذہبی تحریکوں کے بارے میں بہت کچھ ملے گا پھر ۱۹۷۳ء کے آئین کے بارے میں مولانا کا جو کردار ہے وہ اس میں نظر آئے گا اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے کے مقابلے میں جو دوسری رائے ہے وہ بھی اس کتاب میں آپ کو نظر آئے گی، اسی طرح عورت کی حکمرانی کے خلاف جو جدوجہد ہوئی اس کتاب میں اس کا بھی ذکر ملے گا۔

مجھے اس ملاقات کا حال پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی جو مولانا سمیع الحق نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید سے کی مگر مجھے اس مجموعہ میں تشنگی محسوس ہوئی وہ یہ کہ اس میں خواتین

کے خطوط بہت کم ہیں، حالانکہ ان کی آبادی ہمارے ملک میں دوگنی ہے آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی کی کوشش کی جائے۔

میں اس مجموعہ کے پڑھنے سے بڑا حیران ہوا ہوں کہ میرے تو یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ مولانا کی اتنی قدآور شخصیت ہے کہ مولانا کو اندرون ملک اور بیرون ملک سے بھی لوگ خط لکھتے رہے ہیں وہ جو غالب نے کہا تھا ہم تو خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو۔ ہم تو عاشق ہیں، تمہارے نام کے لیکن ان میں خطوط عشق بھی ہیں اور یہ خط ایک عاشق کے نام لکھے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور ان خطوط کے مطالب بھی ہیں، معانی بھی اور مفاہیم بھی۔ کوئی نہ کوئی عشق یا مسئلہ تھا جس کی بناء یہ خطوط لکھے گئے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے خط کا نمونہ: اعمال، اخلاق اور سیاست سب اسلامی ہو۔

اس میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے ہی چالیس کے قریب خطوط ہیں ان میں سے میں ایک خط آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا، وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں آدمی قرآن وحدیث کے پڑھنے بلکہ سمجھنے سے بھی آدمی نہیں بنتا بلکہ ان پر عمل سے بنتا ہے، یہ بات غور کرنے کے قابل ہے اور مفکر اسلام علامہ اقبال نے بھی کہا تھا......

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

یہاں میں اسلامی تاریخ سے حوالہ پیش کرنا چاہوں گا کہ آنحضور ﷺ یتیم تھے، آپ کا کوئی بھائی یا بہن نہیں تھی جو آپ کی رہنمائی کرتا، نہ مکتب، نہ استاد، نہ اسکول اور نہ لائبریری تھی دور جاہلیت تھا پھر جب آپ نے اعلان نبوت کرنا چاہا تو آپ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور آپ نے تمام قبائل کو جمع کیا اور فرمایا اے اہل مکہ! میں نے سارا بچپن اور ساری جوانی تمہارے سامنے گزاری ہے، اب اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس

پہاڑی کے عقب سے کوئی لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کروگے؟ سب لوگوں نے ایڑیاں اٹھا کر اور ہاتھ کھڑے کر کے کہا کہ ہاں، اس لئے کہ آپ امین اور صادق ہیں مگر آج ہمارے سامنے مساجد، مدرسے، لائبریریاں اور ادارے ہیں مگر کیا کوئی سیاست دان اور جرنیل ایسا ہے جو مینار پاکستان پر آئے اور آ کر اپنی زندگی پیش کرے یہی کردار کا بحران ہے جس سے عالم اسلام اس وقت گزر رہا ہے۔

دوسری بات جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ درج ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا، تو میرا سوال یہ ہے کہ جب قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا تو پھر قرآن وسنت کے خلاف حکومت کیسے بنائی جاسکتی ہے تیسری بات یہ ہے کہ آج عبادات کا سلسلہ تو موجود ہے مگر ان کا جو اثر معاشرے پر ہونا چاہیے تھا، وہ نہیں ہو رہا اور اخلاقیات کا جنازہ ہمارے ملک سے نکل چکا ہے اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے......

میں تو اخلاق کے ہاتھوں ہی بکا کرتا ہوں
اور ہوں گے ترے بازار میں بکنے والے

مشاہیر کے خطوط مولانا سمیع الحق کے نام

تاثرات جناب قیوم نظامی صاحب

ماضی کے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں مستقبل کی صورت گری

افراد ہی تاریخ کو تخلیق کرتے ہیں، تاریخ نسل در نسل منتقل ہوتی ہے، نئی نسل ماضی کے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کی صورت گری کرتی ہے، پاکستان کی تاریخ ۶۵ سالوں میں مشتمل ہے۔ افسوس ہم اپنی تاریخ کا ریکارڈ محفوظ رکھنے میں ناکام رہے ہیں، ۱۹۴۶ء میں بانی پاکستان قائداعظم نے تحریک پاکستان کے مفکر اور مصور علامہ محمد اقبال کے خطوط شائع کرنے کا فیصلہ کیا جو علامہ نے قائد کے نام تحریر کئے تھے اور جو قائد کی لائبریری میں محفوظ تھے۔ اس موقع پر قائداعظم کی خواہش تھی کہ علامہ اقبال کے خطوط کے ساتھ قائداعظم کے علامہ کے نام خطوط بھی شائع کئے جائیں مگر وہ یہ جان کر حیران رہ گئے کہ انکے خطوط علامہ اقبال کے ریکارڈ میں موجود نہ تھے۔ اس طرح قائداعظم نے گورنر جنرل پاکستان کی حیثیت میں سینکڑوں فائلوں پر احکامات اور نوٹ لکھے ان کا ریکارڈ بھی کسی سرکاری یا نجی ادارے میں موجود نہیں ہے،

مذہبی، سیاسی، ادبی اور سماجی ورثہ

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے دور کے مشاہیر کے پانچ ہزار خطوط سات جلدوں میں شائع کرکے انہیں محفوظ کردیا ہے، ان کی اس گراں قدر کاوش سے ایک عہد کی تاریخ کا سیاسی، مذہبی، ادبی اور سماجی ورثہ نئی نسلوں کو منتقل ہوگیا ہے۔ موجودہ زمانے کی شاید ہی کوئی ایسی معروف شخصیت ہو جس نے مولانا سمیع الحق صاحب کے نام خط نہ لکھا ہو۔ غالب نے کہا تھا......

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

مشاہیر کے خطوط سے اندازہ ہوتا کہ مولانا سمیع الحق پاکستان کی مقبول شخصیت ہیں، انہوں نے نہ صرف مختلف فرقوں کے مذہبی رہنماؤں بلکہ سیاستدانوں، صحافیوں، دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں کو متاثر کیا جن کے بامعنی اور بامقصد خطوط ''مشاہیر کے خطوط'' میں شامل ہیں۔

مولانا سمیع الحق منظّم اور ہمہ جہت شخصیت

مولانا سمیع الحق صاحب ایک منظّم اور ہمہ جہت شخصیت ہیں انہوں نے پانچ ہزار خطوط کو سنبھال کر رکھا اور کسی تعصب اور امتیاز کے بغیر ان کو مرتب کرکے شائع بھی کردیا، ان خطوط کو مرتب کرنا اور انہیں سات جلدوں میں شائع کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مولانا راشد الحق حقانی، مولانا محمد عاصم مخدوم اور مولانا محمد اسرار ابن مدنی میرے غریب خانے پر تشریف لائے اور کتاب کی تقریب رونمائی کا دعوت نامہ اور سات جلدوں کا سیٹ گفٹ کے طور پر دیا۔ مشاہیر کے خطوط کا طائرانہ جائزہ لینے سے یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ مولانا کی کتب مواد اور موضوعات کے لحاظ سے بھی منفرد ہیں

جس میں جہاد افغانستان، ختم نبوت، مذہبی کانفرنسیں، سیاسی و مذہبی تحریکیں، شرعی و قانونی مسائل، ۱۹۷۳ء کے آئین میں علماء کا کردار، مولانا مودودی کا فکر اور فلسفہ، عورت کی حکمرانی اور دیگر سیاسی و مذہبی مسائل کے بارے میں علمی اور فکری نوعیت کی بحثیں اور تفاصیل موجود ہیں، ایک جلد میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید سے ایک ملاقات کا احوال بھی شامل کیا گیا ہے، البتہ سات جلدوں میں عورتوں کے خطوط شامل نہیں ہیں حالانکہ پاکستان میں عورتوں کی آبادی مردوں سے زیادہ ہے، اگر مولانا سمیع الحق مشاہیر کے نام اپنے خطوط بھی شائع کرنے کا کارنامہ سرانجام دے سکیں تو سیاسی اور مذہبی تاریخ کی مکمل تصویر قارئین کے سامنے آسکے گی، ڈاکٹر حمید اللہ نے مولانا کے نام اپنے ایک خط میں تحریر کیا ہے ''آدمی قرآن اور حدیث جیسی بنیادی چیزوں کے پڑھنے بلکہ سمجھنے سے بھی آدمی نہیں بنتا بلکہ ان پر عمل کرنے سے بنتا ہے'' مفکر اسلام علامہ اقبال نے کہا تھا......

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت سے نوری ہے نہ ناری ہے

جب تک قول و فعل کا تضاد دور نہیں ہوتا مسلمان عالمی اور علاقائی بحرانوں سے باہر نہیں نکل سکتے۔

ہمارا قومی ایک المیہ

ہمارا قومی المیہ یہ بھی ہے کہ ہم زندہ قومی شخصیتوں کی خدمات کا اعتراف ان کی زندگی میں نہیں کرتے بلکہ اکثر کے ساتھ کچھ اس قسم کا سلوک کیا جاتا ہے۔......

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

گزشتہ ماہ محترم مجید نظامی صاحب کی اسلام، پاکستان اور جمہوریت کے لئے

بے مثال قومی خدمات کا اعتراف شاندار اور یادگار تقریب منعقد کر کے کیا گیا۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے پچاس سے زائد شخصیات نے ان کو نذرانہ عقیدت پیش کیا، جناب مجید نظامی صاحب کے اعزاز میں "اعتراف خدمت" کی تقریب منعقد کرنے والے خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک قومی شخصیت کی قومی خدمات کا اعتراف ان کی زندگی میں ہی کیا۔

مولانا سمیع الحق کے خدمات کا اعتراف

مولانا سمیع الحق کے اعزاز میں تقریب کا انعقاد بھی اعتراف خدمت کے لئے ہی تھا مولانا نے پاکستان کی سیاسی اور مذہبی تاریخ میں بلاشبہ ایک فعال اور تحریک کردار ادا کیا ہے، مشاہیر کے خطوط اس حقیقت کا ثبوت ہیں، اس تقریب کی صدارت جماعت اسلامی کے امیر جناب منور حسن نے کی۔ مشاہیر کے خطوط کے بارے میں اظہار خیال کرنے والوں میں مجاہد پاکستان حافظ محمد سعید، مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر اجمل نیازی، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، سینئر صحافی عطاء الرحمٰن، مولانا زاہد الراشدی اور راقم شامل تھے۔ مشاہیر کے خطوط مورخین اور محققین کے لئے بہترین رہنما اور معاون ثابت ہوں گے۔ ان خطوط کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔

خطاب

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب

تعارف

ممتاز سکالر، پنجاب یونیورسٹی سمیت دیگر اداروں میں اہم عہدوں پر فائز رہے، حالاً منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ۔

مشاہیر

مولانا سمیع الحق کی ہمت اور حوصلہ کی دلیل

مولانا کی حوصلہ اور ہمت

میں مولانا سمیع الحق صاحب کی اس کاوش کو سلام پیش کرتا ہوں، اصل میں آج کے دور میں کتاب لکھنا، شائع کرنا اور بازار میں لانا بہت ہی ناپسندیدہ کام ہے، حیرت ہے کہ جس امت میں وحی کی ابتداء اقراء پڑھیے کے لفظ سے ہوئی اور جس کی مقدس کتاب میں کاغذ اور قلم اور دوات کی قسم کھائی گئی کہ فرمایا نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (القلم:۱) اس امت میں لوگ کتاب سے اس قدر بے نیاز ہو گئے ہیں اور میں اپنے تلخ تجربات کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ ایسے تلخ حالات میں مولانا کی طرف سے اتنی ضخیم کتاب لکھنا، مولانا کا حوصلہ اور ان کی ہمت ہے۔ بلاشبہ یہ محنت اور ذوق وشوق کی بات ہے کہ آپ نے ان خطوط کو سنبھالا، محفوظ کیا اور پھر اس شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا کہ اب یہ خطوط محفوظ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مولانا عبدالعزیز میمنی کی نظر میں کتاب کی زکوٰۃ مؤلف کا شکریہ

میرے استاد محترم پروفیسر عبدالعزیز میمنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے جو یہ ہے کہ سب سے پہلے تو مؤلف کتاب کا شکریہ ادا کرے کہ جس کی کوشش آپ تک پہنچی ہے اور پھر ذوق اور شوق سے اس کی ورق گردانی کی جائے اور پھر اس کے بعد، اس کے مندرجات اور محتویات کو دیکھا جائے مگر اس میں کوئی ایسی بات نظر آئے جو کہ میرے علم اور فضل کی حیثیت سے آپ کو اپنی طرف کھینچتی ہے تو اس کو پڑھے بغیر کتاب کو نہ رکھا جائے اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی آپ نے یہ سنا ہوگا کہ نامور عربی اموی شاعر الفرزدق کے سامنے جب حضرت لبید بن ربیعہ کا ایک شعر پڑھا گیا جس میں حضرت لبید نے صحرا میں بارش کے بعد کا منظر پیش کیا ہے تو وہ سجدے میں گر پڑا لوگوں نے پوچھا کہ تم نے ایسے کیوں کیا اس نے کہا جس طرح سجدۂ تلاوت میں ہوتا ہے اسی طرح ایک سجدۂ شعر بھی ہوتا ہے اسی لئے میں اور میرے نزدیک ایک سجدہ کتاب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اقراء ہے اور یہ امر کا صیغہ ہے بعض فقہاء کے نزدیک امر برائے واجوب ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک امر برائے استحباب بھی ہے مگر میرے خیال میں امر صرف برائے وجوب اور فریضہ ہوتا ہے اس لئے کہ آنحضورﷺ نے اس اقراء کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

طلب العلم فريضة على كل مسلم (ابن ماجه: ح ٢٢٤)

’’علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے‘‘

سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ

پچھلے ایک ہزار سال سے صلیبی دنیا نے عالم اسلام کے خلاف ایک غیر اعلانیہ جنگ شروع کر رکھی ہے، دوسری طرف ہمارے مجاہدین ہیں، جو منافق نہیں ہیں اور وہ

اپنے دل کی بات چھپاتے نہیں ہیں، مگر یہ صلیبی سب سے بڑے بزدل ہیں اور سب سے بڑا بزدل تو سابق صدر امریکہ جارج بش تھا جس نے اعلان کیا کہ یہ صلیبی جنگ ہے، مگر اعلان کرنے کے چند منٹ کے بعد ہی اس نے موقف بدل لیا اور کہا کہ نہیں یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے، حالانکہ سب سے بڑا دہشت گرد تو خود امریکہ ہے جس نے سب سے پہلے ایٹم بم چلایا اور لاکھوں انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا اور دہشت گرد کیا ہوتا ہے؟ اور آج یہ بات انہیں بتانے کی ضرورت ہے کہ سب سے بڑے دہشت گرد تو تم خود ہو اور تم نے ہمارے خلاف غیر اعلانیہ صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے اور ہم اب اس صلیبی جنگ کو زیادہ دیر نہیں چلنے دیں گے یا تو تم اعلان کرو ورنہ بزدل جارج بش کی طرح چھپ جاؤ جس نے اعلان کرنے کے فوراً بعد اس سے رجوع کر لیا تھا آج تک مغرب نے دہشت گردی کی کوئی تعریف متعین نہیں کی، اسلامی ملکوں کی طرف سے انہیں کئی مرتبہ چیلنج کیا گیا مگر وہ یہ نہیں بتا سکے کہ جو وہ کرتے ہیں وہ دہشت گردی نہیں ہے اور جو کچھ مسلمان اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے کرتے ہیں وہ دہشت گردی کیوں ہے؟ یہ صرف منافقت اور ریا کاری کے سوا کچھ نہیں ہے۔

خط ایک مشورہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ جو خط لکھنے والا اور اسکا جواب دینے والا ہوتا ہے وہ چند سطروں میں اپنے دماغ کا نچوڑ نکال کر پیش کر دیتا ہے اسی بناء پر مشورے کو عربی میں شوریٰ کہتے ہیں اور شوریٰ کے عربی میں معنی شہد کے چھتے سے خالص شہد نکالنے کے ہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ سے مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی یہی روایت مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے زیادہ کسی کو مشورہ قبول کرتے ہوئے نہیں دیکھا ایک عرب کا قول ہے کہ الرجال ثلاث رجل رجل ورجل لارجل ولارجل ولا رجل

یعنی ایک شخص خود بھی دانا ہے اور دوسرے داناؤں کا مشورہ بھی قبول کرتا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جو خود تو دماغ نہیں رکھتا مگر وہ دوسروں کا مشورہ قبول کرتا ہے اور تیسرا شخص وہ ہے جو نہ تو خود دماغ رکھتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کے مشورے قبول کرتا ہے ہمارے دور کے اکثر حکمران آخرالذکر قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

خط کی اہمیت قرآن کریم کی روشنی میں

خطوط کی اہمیت کا اندازہ قرآن کریم میں مذکور حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ہوتا ہے میں اس خط کے صرف دو الفاظ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں ہدہد بھی تھا یہ ہدہد بڑی شے تھا عربوں نے ہدہد کے بہت سے لطائف گھڑ رکھے ہیں یہ ہدہد ملک سلیمان کے علاقے میں گیا اور واپس آ کر اس علاقے کی روداد بیان کی اور بتایا کہ اس ملک کے لوگ سورج کی پرستش کرتے ہیں، جس پر حضرت سلیمان علیہ اسلام نے ہدہد سے کہا:

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ (النمل: ۲۸)

''میرا یہ خط لے جاؤ اور ان کے سامنے جا کر ڈال دو''

ملکہ بلقیس کی معاملہ فہمی آداب سعادت کاری

یہاں قرآن کریم کا اعجاز اور انداز بلاغت ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں فَاَلْقِهْ اِلَيْهَا ''اس عورت کو میرا خط پہنچا دو'' نہیں کہا گیا اس لئے کہ وہ ملکہ تو محض ایک عورت اور محض ایک فرد تھی اور سلطنت و ریاست میں ایک فرد کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بعد ازاں حضرت سلیمان نے ہدہد کو ہدایت کی

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ (النمل: ۲۸)

''پھر تو ان سے لوٹ آنا اور یہ دیکھنا کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں''

اس جملے میں آداب سفارت کاری سکھائے گئے ہیں نہ کہ خط دے کر واپس آجانا چاہیے چنانچہ اس موقع پر جو قوم سبا کا ردِ عمل تھا وہ ملکہ کے یہ الفاظ ہیں:

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ (النمل: ٣٢)

''ملکہ نے کہا اے سردارو! مجھے میرے اس معاملے میں تقویت دو اور میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتی جب تک تم موجود نہ ہو''

اس طرح قرآن کریم کی یہ تعلیم دراصل جمہوریت، شورائیت اور قومی اسمبلی کی ہے، اس کے بعد ملکہ نے کہا:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً (النمل: ٣٤)

''کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو وہ وہاں فساد مچا دیتے ہیں اور اس کے اپنے والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے''

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس خط نے مسلمانوں کی خطوط نویسی پر کیا اثر ڈالا، اس کا اس امر سے اندازہ ہوتا ہے کہ آج تک خط لکھنے کا وہی انداز چلا آتا ہے کہ پہلے بسم اللہ لکھی جاتی ہے اور پھر خط لکھنے والے کا اور پھر مکتوب الیہ کا ذکر ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر خط بے رنگ ہو جاتا ہے اور اسکی کوئی استفادی اہمیت نہیں رہتی اسی کیساتھ ہی میں مولانا سمیع الحق کو اس دن کی اس خدمت پر ایک مرتبہ پھر سلام پیش کرتا ہوں۔

خطاب
محترم جناب عطاء الرحمٰن صاحب

تعارف

معروف صحافی، کالم نگار، ایڈیٹر روزنامہ ''نئی بات'' لاہور

اردو کی پوری تاریخ
''مشاہیر'' جیسا مجموعہ سے خالی

مشاہیر آئندہ نسل کی ضرورت

لحہ موجودہ میں مردمومن کا کردار مولانا سمیع الحق صاحب ادا کر رہے ہیں، میں انگریزی، عربی اور فارسی کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اردو زبان وادب میں مولانا کی یہ کتاب ایک منفرد کتاب ہے میرے خیال میں اگرچہ ہماری تاریخ میں بہت سے مشاہیر کے خطوط محفوظ ہیں، جن میں غالب کے خطوط، مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط، علامہ اقبال کے خطوط، مولانا سید سلمان ندوی کے خطوط اوران کے مجموعے ہمارے سامنے ہیں، لیکن میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس طرح کے خطوط کا مجموعہ اردو کی پوری تاریخ میں موجود نہیں ان مشاہیر میں بہت سے علمائے کرام ہیں مگراس کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کی بہت سی نامور سیاسی شخصیات بھی شامل ہیں، مولانا نے ان سب کے خطوط جمع کر کے میرے جیسے کم علم لوگوں اور آئندہ آنے والی نسلوں کو یہ تعارف کروا دیا ہے کہ اس عہد کی سربرآوردہ علمی اور سیاسی شخصیات کون کونسی تھیں اوران کے خیالات کیا کیا تھے؟

خطوط کی ابتداء ایک عظیم شخصیت سے

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان خطوط کی ابتداء جس عظیم شخصیت سے ہوئی یعنی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حقانی ہے، مجھے ایک آدھ مرتبہ ان کی زیارت کی توفیق ملی ایک مرتبہ جب میں طالب علم تھا، مولانا حقانی ساٹھ کی دہائی میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے سالانہ جلسے میں شرکت کیلئے آئے تھے، ان کی زیارت کی تھی

مولانا عبدالحقؒ سرچشمہ فیض

اور ایک مرتبہ روس کے خلاف جہاد کے دنوں میں، میں دارالعلوم حقانیہ بھی گیا جہاں کھڑے ہو کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالحقؒ کے دل میں کیا بات ڈالی تھی کہ دیوبند میں دارالعلوم کی صورت میں جو چشمہ فیض اُبلا تھا اس کی ایک شاخ اور برانچ یہاں اکوڑہ خٹک میں قائم کردیں اور جو یہاں تحریک مجاہدین کے عظیم شہداء کی قبریں ہیں اور پھر اس ادارے کے ذریعے جو عظیم الشان جہاد لڑا جارہا ہے اور اس جہاد میں جن اداروں کے افراد نے حصہ لیا، اس میں یہ ادارہ سرفہرست ہے، تو مجھے خیال آیا کہ کچھ لوگ تاریخ لکھا کرتے ہیں اور کچھ لوگ تاریخ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور میں اس قابل تو نہیں کہ تاریخ لکھوں یا تاریخ پر دیرپا اثرات چھوڑوں لیکن میں اس وقت ایک ایسے چوراہے پر کھڑا ہوں کہ جس کے چاروں طرف سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید سے لے کر ملا عمر تک جہاد کی پوری تاریخ کے تانے بانے بنے ہوئے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کی منفرد حیثیت

اور دارالعلوم حقانیہ اس لحاظ سے بالکل ایک منفرد حیثیت اختیار کرچکا ہے اور اس کا ماضی جہاد سے وابستہ ہے اور یہ کہ دارالعلوم حقانیہ کی بانی مبانی شخصیت مولانا

عبدالحقؒ اوران کے فرزند ارجمند مولانا سمیع الحق جنہوں نے اپنے والد کے ورثے کو بڑی اچھی طرح سنبھالا ہے اور آگے بڑھایا ہے تو میرے اندر ایک عجیب جذبہ و کیف کی کیفیت پیدا ہوئی اور میں خود کو ایک معمولی انسان کے طور پر پا رہا تھا۔

اردو زبان میں ایک منفرد کتاب

مجھے ۱۹۹۸ء میں ملا عمر کی زیارت کا موقع بھی ملا اگر چہ اسامہ بن لادن سے ملاقات نہیں ہوسکی مگر اس کی تلافی اس کتاب سے ہوگئی بہرحال میرے خیال میں یہ کتاب اردو زبان میں بالکل ایک منفرد کتاب ہے اور پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ مولانا نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود جس طرح اس کتاب کو مرتب کیا وہ اور بھی قابل تحسین بات ہے، میں مولانا کو اس کتاب کی تکمیل پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

خطاب

مولانا امیر حمزہ صاحب

جماعۃ الدعوۃ پاکستان

تعارف

تحریک حرمت رسول ﷺ کے مرکزی صدر، جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنما اور ہفت روزہ جرار لاہور کے ایڈیٹر

ابھی لکھا جانے والا (اسلم تسلم) والا خط

ملا محمد عمر کی شخصیت اور ان کے خطوط

مولانا سمیع الحق نے علماء ومشائخ کو بہت سے خطوط لکھے اور علماء ومشائخ نے بھی انہیں بہت سے خطوط تحریر کئے مگر ایک خط ہے جو ابھی لکھا جانے والا ہے اور وہ خط مولانا کی اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔

مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق کے مدرسہ حقانیہ میں ایک طالب علم نے تعلیم حاصل کی، مولانا کی مرتب کردہ جلدوں میں سے ایک جلد میں نصف سے زیادہ خطوط اسی شخصیت کے ہیں یہ شخصیت ملا محمد عمر کی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ جب ایک خط لکھا جائے گا جو نبی اکرم ﷺ کے اس خط مبارک کی طرح ہوگا جس طرح آپ وقت کے حکمرانوں کو لکھتے تھے اسلم تسلم تمہیں سلامتی اور امن اس وقت ملے گا جب تم اسلام لے آؤ گے اور یہ اس وقت ہوگا جب امریکہ افغانستان سے رخصت ہوگا اور اس وقت کے من موہن سنگھ کو مولانا بھی یہی خط لکھیں گے کہ اسلام لے آؤ، تمہیں سلامتی مل جائے گی۔

خطاب
رانا شفیق الرحمٰن پسروری صاحب

تعارف

جمعیت اہل حدیث کے سیکرٹری اطلاعات، مذہبی ٹی وی چینل ''پیغام'' کے انچارج اور جناب پروفیسر ساجد میر صاحب کے اہم ساتھی

محبتیں بکھیرنے والے علماء کرام ہیں

خطوط نویسی کی تاریخ اور آغاز

ڈاکٹر اجمل نیازی نے اپنی گفتگو میں فرمایا تھا کہ علمائے کرام کو اتنا خوفناک نہیں ہونا چاہیے میرے خیال میں ان کی یہ بات درست نہیں ہے علمائے کرام تو عوام میں محبتیں بکھیرتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے فرمایا تھا کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان کوئی شے فیصلہ کرے گی تو وہ جنازے ہیں اور ماضی قریب میں لاہور شہر میں ایسے لوگ جو روشن خیال تصور ہوتے اور روشن خیالی پر لکھتے رہے، ان کی رسم جنازہ کے موقع پر چند گنتی کے لوگ افسوس کرتے رہے اور جب کوئی دین اور علم سے تعلق رکھنے والا شخص فوت ہوا تو اس کا جنازہ لوگوں کے کندھوں پر نہیں بلکہ ان کے دلوں پر گیا۔

جہاں تک خطوط نویسی کا تعلق ہے، تو اس حوالے سے بہت کچھ کہا گیا، خطوط نویسی کی تاریخ اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب سے انسان نے لکھنا اور اپنے خیالات کے اظہار کے لئے خطوط کا سہارا لینا شروع کیا کبھی یہ تختیوں پر، کبھی مٹی پر اور بھوسے کے مجموعے پر، کبھی کھال پر، کبھی کاغذ پر اور کبھی کپڑوں پر لکھے گئے یہ خطوط حکمرانوں نے بھی لکھے، طالب علموں نے بھی لکھے اور ہر طرح کے لوگوں نے لکھے۔

لیکن صرف ایسے خطوط تاریخ نے محفوظ رکھے جن کے لکھنے کا کوئی مقصد تھااور جہاں تک بے مطلب خط لکھنے کا تعلق ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خط لکھنے والا غیابت میں بیٹھا رہتا ہے اور مکتوب الیہ، ڈاکیے کے ساتھ بھاگ جاتا ہے۔

برصغیر کی تاریخ میں خطوط کی سب سے بڑی کتاب

مولانا سید عبدالحئ الحسنی (مولانا علی میاں کے والد ماجد) نے برصغیر پاک و ہند کی علمی اور فکری شخصیات کے حالات پر سات جلدوں پر مشتمل نزهة الخواطر مرتب کی جس کی آٹھویں جلد ان کے صاحبزادے نے مکمل کی اس کتاب میں ہندوستان کی تاریخ کی جتنی بھی علمی شخصیات ہیں ان کے حالات جمع کئے گئے ہیں اتنے حالات کسی اور کتاب میں ہمیں نہیں ملتے۔ نزهة الخواطر کی سات جلدوں کے بعد مولانا سمیع الحق کی مرتب کردہ خطوط کی یہ سات جلدیں ہیں، جس میں پندرہ سو بارہ شخصیات کے خطوط اوران خطوط کے حوالے سے ان کا ذکر موجود ہے۔

خانوادۂ شاہ ولی اللہؒ کے خطوط کی تاریخی حیثیت

برصغیر پاک و ہند میں مکتوبات، امام ربانی، مکتوبات شاہ ولی اللہ اور مکتوبات سید احمد بریلوی کے خطوط کی بھی ایک تاریخی حیثیت ہے، اسی طرح مولانا مدنی، مولانا ڈپٹی نذیر حسین دہلوی اور مولانا ابوالکلام کے خطوط، علامہ اقبال کے خطوط، عطیہ فیضی، علامہ شبلی اور علامہ اقبال کے مابین خطوط کی بھی ایک تاریخی اہمیت ہے مگر برصغیر کی تاریخ میں اگر مکاتیب کی روشنی میں کوئی اتنی بڑی کتاب ہم دیکھتے ہیں، تو وہ مولانا کی یہ کتاب ہے، میں اس پر مولانا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں......

بلوح الخط فی القرطاس دھراً

وکاتبہ رمیم فی التراب

اورتاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جولوگ کسی مقصد کے لئے خط لکھتے رہے ہیں وہ رمیم فی التراب نہیں ہوتے بلکہ ان کا نام اپنے کردار کی بدولت ہمیشہ روشنی سے جگمگاتا رہتا ہے بقول شاعر......

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

خطاب
جناب سعود عثمانی صاحب

تعارف

مفتی اعظم مولانا محمد شفیع جیسے شخصیت کے علمی اور ادبی خاندان کے چشم و چراغ، ممتاز شاعر، ادیب، مترجم، مصنف اور ناشر مولانا محمد زکی کیفی کے فرزند ارجمند، برادرم مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے بھتیجے اور ادارۂ اسلامیات لاہور کے روح رواں

مولانا سمیع الحق کی کتاب میں ادبیت اور ادب کی چاشنی

مولانا عبدالحقؒ، مولانا سمیع الحق اور مولانا تقی عثمانی سے والہانہ عقیدت

یہ میرے لئے خوش قسمتی اور سعادت کی بات ہے کہ مجھے اس مجلس میں حاضری کا موقع ملا، میرے چچا، مولانا تقی عثمانی بچپن ہی سے میری والہانہ محبت و عقیدت کا محور رہے ہیں مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں ان کا بھتیجا اوران کے خاندان سے ہوں او راسی محبت عقیدت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر وہ شخص اور ہر وہ تحریر جسے میرے عم محترم پسند کرتے رہے ہیں، جن سے ان کا رابطہ رہا ہے، وہ میرے لئے پسندیدہ اورمحبوب رہی ہیں اور میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی تحریریں پڑھتا رہا ہوں جن کا انہوں نے ذکر کیا اور یا جن شخصیات کوانہوں نے پسند کیا۔

مجھے بچپن سے یہ بات معلوم ہے کہ مولانا تقی عثمانی، مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق سے قلبی تعلق اور رابطہ رہا ہے یہ غالباً ۱۹۸۱ء یا ۱۹۸۲ء کی بات ہے کہ جب مولانا سمیع الحق کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' چھپ کر آئی اور میں اس مجلس میں موجود تھا، جب مولانا نے یہ کتاب میرے عم محترم کو پیش کی،اس وقت انہوں نے کتاب

کا پہلا صفحہ پلٹا تو کہا ''بیسویں صدی اپنے بڑھاپے کی حدود میں جا چکی ہے'' چنانچہ اس کے بعد میں نے مولانا سمیع الحق کی کئی کتابیں پڑھیں اور مجھے علم و ادب کے ایک طالب علم کی حیثیت سے برملا یہ اعتراف ہے کہ مولانا کی کتابوں میں جو ادبیت اور جو ادب کی چاشنی ملتی ہے، وہ عربی ادب ہو یا فارسی یا اردو ادب، وہ ہمارے بہت کم ادیبوں کی تحریروں میں نظر آتی ہے، خواہ وہ الحق کے اداریئے ہوں یا ان کی دوسری تحریریں ہوں اور یہ بات میرے لئے ہمیشہ حیرانی کا باعث رہی ہے کہ مولانا کا تعلق علمی اور سیاسی عمل سے ہے لیکن ادب سے ان کا اتنا جڑا ہوا اور منسلک ہونا یہ میرے لئے باعث حیرت رہا ہے۔

مولانا سمیع الحق دل درد مند رکھنے والی شخصیت

مولانا کی شخصیت ایسی گنی چنی چند شخصیات میں سے ہیں جن کا تذکرہ ہم کتابوں میں پڑھتے تھے یا اپنے بڑوں سے سنتے تھے کہ یہ لوگ دینی اور مذہبی درد بھی رکھتے تھے اور وہ عالم دین ہونے کے ساتھ دیگر علوم و فنون سے بھی منسلک اور جڑے ہوتے تھے اور خاص طور پر ادب اس کا حوالہ ہے اور علم و ادب کے ایک طالب علم کے طور پر تو میں، یہ دیکھ رہا ہوں کہ اہل دین اور اہل ادب میں جتنا فاصلہ اور بعد اب پیدا ہو گیا ہے، وہ اس سے پہلے شاید کبھی نہیں تھا اور یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ادبی حلقوں میں وہ تحریریں جو ہمارے دینی علماء نے مرتب کی ہیں اور بڑی ادبی چاشنی رکھتی ہیں، متعارف نہیں ہیں اور اسی طرح ہمارے دینی حلقوں میں ادیبوں کی ایسی ہی تحریریں پڑھنے کا اب رواج نہیں ہے یہ ایک بڑا لمحہ فکریہ ہے اور یہ خلیج کو کم ہونا چاہیے۔

اس کتاب میں جس کی اشاعت میں میرا بھی کچھ حصہ ہے، ادبیت، بلاغت اور برجستہ اشعار ملیں گے اور یہ ایک ایسی دستاویز ہے جس کی ہماری تاریخ میں کوئی اور مثال موجود نہیں ہے میں آخر میں مولانا کو اس کتاب کی تدوین و اشاعت پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

خطاب

جسٹس (ر) نذیر احمد غازی صاحب

تعارف

بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ممتاز سکالر، مختلف مذہبی تحریکات میں پیش پیش، لاہور ہائیکورٹ کے سابق جج

مشاہیر
دستاویز اور ایک وقیع اضافہ

مولانا سمیع الحق ایک تاریخ ساز شخصیت

مولانا سمیع الحق کی یہ کتاب ایک ایسی دستاویز ہے، جو ہماری تاریخ میں ایک وقیع اضافہ ہے اس مجموعہ میں موجود خطوط پڑھ کر یہ لگتا ہے کہ مولانا سمیع الحق ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں، ان کی طرف سے یہ بہت بڑا اضافہ (Contribution) ہے کہ انہوں نے یہ تمام خطوط جمع کر دیئے اور آئندہ نسلوں کو جہاد افغانستان کو سمجھنے میں ان سے بے حد مدد ملے گی علامہ اقبال نے جو کہا ہے کہ......

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

یہ بالکل درست ہے اور اس کا کبھی اظہار ہو جاتا ہے اور کبھی اظہار نہیں ہوتا مثال کے طور پر آپ حضرات کو علم ہے کہ ایٹم بم سب سے پہلے امریکہ نے بنایا پھر

برطانیہ، فرانس اور دوسرے ملکوں نے بنایا مگر کسی ملک کے بم کو امریکی، جاپانی یا برطانوی بم کا نام نہیں دیا گیا، لیکن جب پاکستان نے ایٹم بم بنایا تو اسے اسلامی بم کا نام دیا گیا جس سے اسلام اور مسلمانوں سے ان کے تعصب کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ دوسری طرف ہمارے حکمرانوں کی خوش فہمی یہ ہے کہ شاید وہ ان کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھاؤ ان کی دشمنی سے بچ سکتے ہیں مگر انہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اندلس میں مسلمانوں پر اسی طرح زوال آیا کہ ایک چھوٹی سی ریاست کا سربراہ عیسائیوں کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اسی طرح عیسائیوں نے ایک ایک مسلمان ریاست کا خاتمہ کردیا، اس لئے ہم اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ حافظ سعید کے سر کی قیمت مقرر ہوئی ہے کل کو دوسروں کے سر کی قیمت بھی مقرر ہوسکتی ہے اور ایک ایک شخص کے سر کی قیمت مقرر ہوگی۔

فضائے بدر پیدا کر

آج کل اسلام کو گالی دیتے ہوئے لوگوں کو ڈر لگتا ہے، ممتاز قادری نے سابق گورنر پنجاب کا قتل کرکے اس امت پر احسان کیا ہے کہ اب یہ لوگ ایسی باتیں کرنے سے ڈر گئے ہیں، اب انہوں نے اسلام پر حملہ کرنے کے لئے ایک نیا طریقہ نکالا ہے، وہ یہ کہ وہ ملا کا نام لے کر اسلام کو برا بھلا کہا جائے وہ کہتے ہیں کہ ملا یہ کہتا ہے اور ملا یوں کہتا ہے اسی طرح ایک مجلس میں جہاں میں بھی تھا اور حافظ سعید صاحب بھی تھے، ایک شخص نے قانون توہین رسالت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس قانون کو اس لئے نہیں مانتا کہ یہ قانون ایک آمر کا بنایا ہوا ہے، اسی طرح اب یہ لوگ اسلام کو براہ راست گالی دینے سے ڈر گئے ہیں، مگر ضیاء الحق یا ملا کے نام لے کر اسلام کو گالی دینا آسان ہے

اور ایسے لوگ اسلام کو اور پیغمبر اسلام کو براہ راست گالی دینے سے اس لئے احتراز کرتے ہیں کہ اس میں جان جانے کا اندیشہ ہے اور ممتاز قادری نے دنیا کو بتا دیا کہ جو شخص اللہ کے نبی کو برا بھلا کہے گا اس کا یہی حشر ہوگا اور یہ امت اسی وقت تک باقی رہے گی جب تک مسلمان ایسی ہی غیرت کا مظاہرہ کریں گے۔

علامہ اقبال نے کہا تھا......

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اتحاد کی ضرورت

میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو خود اسلام کی قوت کا اندازہ نہیں البتہ آپ کے دشمنوں کو البتہ اندازہ ہے اور آج ایسی جماعتیں جو چنگ چی کی جماعتیں ہیں، دس دس بیس بیس بندے جمع کر کے اسلام کے خلاف باتیں کرتے ہیں، اور مال روڈ پر جلوس نکالتے ہیں اور میڈیا ان کی باتوں کو اچھالتا ہے اور دوسری طرف اتنے بڑے بڑے جلوس اور ریلیاں نکلتی ہیں مگر میڈیا ان کو اہمیت نہیں دیتا آخری لڑائی اسلام کے فرزندوں کی ہونے والی ہے......

جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کب ڈرتے ہیں جگر
جب وقت شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

ہمیں صرف آپس کے اتحاد کی ضرورت ہے میں نے جب وکی لیکس میں یہ انکشاف پڑھے تو میں کئی راتوں تک سو نہیں سکا کہ ہمارے علماء کرام امریکہ کے سامنے جھولیاں پھیلائے ہیں اور اس سے پیسے مانگتے ہیں، یہ شرم کی بات ہے، ان لوگوں نے اسلام کو بھی رسوا کر دیا ہے، وہ کہتے ہیں......

کچھ پس پردہ بکے کچھ سربازار بکے
بیوفاؤں کی نہیں بات وفادار بکے
آج پھر ان کے خریدار نظر آتے ہیں
جو سو بار خریدے گئے سو بار بکے
قافلے والو دیکھ کر چلنا
راہ کٹھن ہے ہوش سنبھل کے
جادہ منزل پر بیٹھے ہیں
پھر وہی رہزن بھیس بدل کے

خطاب
پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب

تعارف

لشکر طیبہ کے بانی کشمیر وغیرہ کے جہادی سرگرمیوں میں مصروف ایک بڑا نام، عالم کفر بالخصوص بھارت کے آنکھوں کا کانٹا، ناچیز کے تمام علمی اور سیاسی جدوجہد میں رفیق کار۔

عظیم شخصیت کی عظیم کتاب

دارالعلوم حقانیہ کی ایک مجلس میں

میرے خیال میں خود مولانا سمیع الحق صاحب بہت بڑی کتاب ہیں، مجھے اچھی طرح وہ دن یاد ہیں، جب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ایک مجلس تھی اس وقت امریکہ پاکستان کے راستے استعمال کرتا ہوا افغانستان میں داخل ہو رہا تھا اس وقت بڑی غلط پالیسیاں بن رہی تھیں اور پاکستان کے فوجی حکمران، اپنی تاریخ کا بدترین فیصلہ کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے مولانا سمیع الحق کو یہ جرات عطا فرمائی کہ انہوں نے اکوڑہ خٹک میں ایک اجلاس بلایا اس میں مَیں بھی تھا اور افغانستان کے مجاہدین کے نمائندے اور پاکستان کے مخلص لوگ بھی موجود تھے یہ بڑی طاقتور آواز تھی، جو حکومتی فیصلے کے خلاف اٹھائی گئی کہ ہم امریکہ کو افغانستان میں وہی جواب دیں گے جو ہم نے افغانستان میں روس کو دیا تھا یہ اجلاس اور اس میں اٹھائی گئی آواز اب تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔

سرزمین اکوڑہ خٹک سے صدائے حق

دنیا نے دیکھا کہ جنرل پرویز مشرف کا فیصلہ غلط تھا اور اکوڑہ خٹک سے جو آواز اٹھائی گئی تھی، وہ درست تھی اس وقت ہم لوگ بیٹھے اکوڑہ خٹک میں تھے، مگر بات

افغانستان کی ہو رہی تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل بھی جڑے ہوئے ہیں اور ہمارے جسم بھی جڑے ہوئے ہیں اور ہمارے جوڑنے کے لئے اسلام ہی کافی ہے اور پھر الحمدللہ دنیا نے دیکھا کہ امریکہ افغانستان میں شکست کھا چکا ہے اور اپنی اور نیٹو کی تمام افواج استعمال کرنے کے باوجود بھی وہ شکست سے دوچار ہے آج میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ پاکستان پر پھر برا وقت آرہا ہے اس لئے افغانستان میں شکست کھانے کے بعد امریکہ اپنے ہوش وحواس کھو چکا ہے اور اس صورت حال سے بھارت پورا پورا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اسے یہ سمجھا رہا ہے کہ تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تمہیں شکست سے دوچار کون کر رہا ہے تم صرف افغانستان پر نظر رکھ رہے ہو، مگر تم یہ دیکھو حقانی نیٹ ورک کہاں ہے؟ اور امریکی بھی انڈیا کی ڈکٹیشن پر فیصلے کر رہے ہیں اس وقت پاکستان کے لئے بڑا مسئلہ بن چکا ہے امریکہ اور بھارت کے پاکستان کے خلاف معاہدے ہو چکے ہیں، اس موقع پر بھی جو اللہ کا بندہ میدان میں اترا ہے، اس کا نام مولانا سمیع الحق ہے، تو میں اپنے آپ پر یقین کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ آیت میرے سامنے ہے کہ فرمایا وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (الاحزاب:۲۵)

وہ اس سے اکھٹے ہو کر آنے والے مؤمنین کو ہدف بنا کر آنے والے، وہ اسلام کی قوت کو دبانے اور اپنے قبائلی نظاموں کو قائم رکھنے کا ارادہ لے کر آنے والے ناکام ہو گئے، جب وہ آئے تو اکٹھے ہو کر جڑ کر آئے تھے کہ مدینہ منورہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے ان کے ساتھ جو معاملہ کیا اس کا ذکر اس آیت میں ہے کہ وہ جس غصے سے بھرے ہوئے آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسی غصے کے ساتھ بھرے ہوئے انہیں واپس کر دیا۔ اس لئے جب اللہ کے بندوں نے میدان

جہاد وقتال میں کھڑے ہوکر قربانیاں دینے کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے میدان خود اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

امریکہ کی شکست، ناکامی اور زوال

اور میں افغانستان کے بارے میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں بھی امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے شکست دی ان سب اتحادیوں کو جو اکھٹے ہوکر آئے تھے، اللہ نے ذلیل ورسوا کیا ہے اور جہاد کا نام اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سربلند کردیا ہے اور میں اس پس منظر میں افغانستان کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب دفاع افغانستان کونسل بنی تھی، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے قبول کیا تھا اور اب دفاع پاکستان کونسل بنی ہے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا ہے اور ان شاء اللہ پاکستان میں امریکہ اور نیٹو ممالک کی افواج کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوگی یہ لوگ ناکام ونامراد اور خائب وخاسر ہوکر واپس لوٹیں گے اور ان شاء اللہ انڈیا کی کوششیں بھی ناکام ہوں گی اور اس کے بعد پھر وہ غزوہ ہند برپا ہوگا۔

ہمارا یہ سفر جاری ہے، یہ جاری رہے گا، میں بھی مولانا کا ساتھی ہوں، ہم لوگ اکھٹے چل رہے ہیں اور ہم لوگ میدان میں ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے مولانا کی یہ کتاب بہت ہی قابل مبارک ہے اور مولانا خود بھی قابل مبارک ہیں، یہ کوشش اور یہ عمل جاری رہنا چاہیے یہ تاریخ مرتب ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔

خطبہ اختتامیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

خط وکتابت کا خاتمہ عہد حاضر کا المیہ

آغاز سخن

میں نے اس مجلس کے نقیب ڈاکٹر محمود الحسن عارف سے یہ گزارش کی تھی کہ اس مجلس میں میری تقریر نہ رکھی جائے، اس لئے کہ میری تقریر کی کچھ بات بنتی نہیں بہر حال اس مجلس میں میرے حوالے سے بہت کچھ کہا گیا اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں یہ آپ حضرات کا حسن ظن ہے۔

خطوط کے حوالے سے بات ہوئی یہ خطوط جمع کرنے کا کام مجھ سے اللہ تعالیٰ نے لیا ہے یہ خطوط مشائخ عظام، علمائے کرام اور اہل علم وفضل کے ہیں، انہیں بھی شاید اس وقت یہ احساس یا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ خطوط چھپیں گے اور یوں محفوظ ہوں گے انہوں نے ان خطوط میں پوری آزادی اور سادگی سے اظہار خیال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کام لینا تھا اس لئے اس نے میرے دل میں یہ شوق پیدا کیا اور اس مجموعہ میں پون صدی کے اکابرین اور مشائخ کے خطوط جمع ہیں اور ایسے ایسے لوگوں کے خطوط ہیں جن کے بارے میں گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ مولانا عبدالحقؒ یا مجھے خط لکھیں گے مثال کے طور پر حفیظ جالندھری کا اکوڑہ خٹک سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ لیکن اس مجموعے میں

ان کے خطوط کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اسی طرح اس مجموعہ میں ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، زیڈ اے سلہری، م۔ش اور دوسرے کئی صحافی حضرات کے خطوط محفوظ ہیں۔

اپنے خطوط کی حفاظت نہ کرنے پر افسوس

ان سب حضرات نے مجھے جو خطوط لکھے وہ میرے خط کے جواب میں لکھے یا پھر ان کے جواب میں جس نے بھی خطوط تحریر کئے چونکہ میں سمجھتا تھا کہ میرے جوابات کی کوئی علمی حیثیت نہیں اس لئے میں نے وہ خطوط ضائع کردیئے لیکن اب مولانا تقی عثمانی اور دوسرے حضرات اس بات پر خفا ہوتے ہیں، کہ تم نے وہ جوابات یا خطوط کیوں ضائع کردیئے حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ موجود ہوتے، تو ان کے لئے بھی سات جلدیں درکار ہوتیں ظاہر ہے ان خطوط میں، میں نے بھی اپنے احساسات وجذبات ظاہر کئے۔

بہر حال میں آپ سب حضرات کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ یہاں آئے اور میرے کام کو، پذیرائی بخشی، آپ کی گفتگو سے میرا حوصلہ بڑھا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کے جذبات کو قبول فرمائے۔

بے جان موبائل اور ایس ایم ایس موجودہ دور کا المیہ

موجودہ دور کا المیہ یہ ہے کہ موبائل اور ایس ایم ایس سے خطوط کا یہ دور ختم ہوگیا، خطوط میں لوگوں کے دلی جذبات اور احساسات ہوتے تھے، مگر موبائل نے یہ سب کچھ ختم کردیا اور بڑے بڑے دینی مدرسوں اور دارالعلوموں کے طلباء اظہار کے ذریعے سے محروم ہوگئے اور ان سے قلم نہیں اٹھایا جاتا لہٰذا ہمیں اپنے اپنے اداروں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اخبارات اور ان کے کالموں میں اس بات کا زور دینا چاہیے کہ تاریخ انسانیت میں اظہار کا یہ طاقت اور ذریعہ ختم نہیں ہونا چاہیے مبادا کہ یہ

سلسلہ مکمل طور پر ختم ہو جائے یہ بے حس اور بے الم سم ہمارے جذبات ختم نہیں کر سکتی پہلے ہر روز کئی کئی خطوط آتے تھے اور اب کئی کئی مہینوں میں دو چار خط آتے ہیں۔

میں آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات یہاں آئے اور میری قدر افزائی کی۔

مولانا فضل الرحیم (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور)

آخر میں حضرت مولانا فضل الرحیم نے فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب آپ اس وقت علمائے کرام کو آپس میں ملانے اور جوڑنے پر توجہ مبذول فرمائیں۔

مولانا سمیع الحق عالمی رابطہ ادب اسلامی کمیٹی کا اعزازی صدر

اور انہیں عالمی رابطہ ادب اسلامی کی کمیٹی کا اعزازی صدر بنانے کا بھی اعلان کیا بعد ازاں انہوں نے دعا کرائی اور اجلاس اختتام پذیر ہوگیا۔

ترتیب و تدوین: جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف
شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

تاثرات

مولانا زاہد الراشدی صاحب

تعارف

برادر محترم و مکرم علم و فضل تحریر و تقریر تدریس و خطابت تصنیف و صحافت جیسے تمام صلاحیتوں سے آراستہ ہیں۔ زندگی بھر جمعیۃ علماء اسلام کے فورم سے اعلیٰ خدمات سر انجام دیتے رہے۔ دیگر دینی و ملی پلیٹ فارموں سے بھی سرگرم عمل رہے۔ سیاسی اور جماعتی سرگرمیوں ،قرار دادوں اور رپورٹوں میں ان ہی پر نظر پڑتی ہے جماعت کے دھڑوں میں تقسیم کے بعد حضرت درخواستی اور ناچیز کے شانہ بشانہ کھڑے رہے اور بھرپور دفاع بھی کرتے رہے۔ دینی درد و جذبہ انہیں مغربی ممالک تک لے گئی اور دور جدید کے نئے تقاضوں کے طرف ساتھیوں کو توجہ دلاتے رہے۔ اس وقت ''الشریعۃ'' کے نام سے ایک وقیع پرچہ چلا رہے ہیں اور بوقت ضرورت اب بھی ہماری ہر پکار پر تعاون سے دریغ نہیں کرتے۔

حضرت مولانا عبد الحقؒ عزم وہمت کے کوہ گراں

باہمت اور صاحب عزیمت بزرگ

مولانا سمیع الحق صاحب باہمت اور صاحب عزیمت بزرگ ہیں کہ اس بڑھاپے میں مختلف امراض وعوارض کے باوجود چومکھی جنگ لڑ رہے ہیں اور مختلف شعبوں میں اس انداز سے دینی وقومی خدمات میں مصروف ہیں کہ کسی شعبہ میں بھی انہیں صفِ اول میں جگہ نہ دینا ناانصافی ہوگی دارالعلوم حقانیہ کے اہتمام وتدریس کے ساتھ ساتھ امریکی ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کی ممکنہ بحالی کے خلاف عوامی محاذ کی عملی قیادت کر رہے ہیں، جس میں انہیں ملک کے طول وعرض میں مسلسل عوامی جلسوں اور دوروں کا سامنا ہے، جبکہ قلمی محاذ پر رائے عامہ کی راہ نمائی اور دینی جدوجہد کی تاریخ کو نئی نسل کے لیے محفوظ کرنے میں بھی وہ اسی درجہ میں مصروف دکھائی دیتے ہیں انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور خود اپنے نام مشاہیر کے خطوط کو آٹھ ضخیم جلدوں میں جمع کر کے جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے، اسے دیکھ کر میں خود تحیر وتعجب کے ساتھ خوشیوں کے سمندر کی گہرائی میں ڈبکیاں کھا رہا ہوں، بحمد اللہ تعالیٰ میرا شمار بھی بے ہمت لوگوں میں نہیں ہوتا، مگر مولانا سمیع الحق کی ہمت کی بلندی پر نظر ڈالنے کے لیے بار بار ٹوپی سنبھالنا پڑ رہی ہے۔

تاریخ کا ذوق رکھنے والوں کے لئے قیمتی آثاثہ

گزشتہ روز میں نے جب اس کتاب پر بلکہ کتابوں کے اس مجموعہ پر نظر ڈالی تو میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ سارے کام کاج چھوڑ کر اسی کے سامنے دوزانو بیٹھ جانا چاہیے تاریخ میرے مطالعے کا پسندیدہ موضوع ہے اور اس میں سے اہل حق کی جدوجہد اور خدمات کی تاریخ کے دائرے میں کچھ نہ کچھ کارروائی میں بھی وقتاً فوقتاً ڈالتا رہتا ہوں، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور ان کے فرزند دل بند مولانا سمیع الحق کے نام وقت کے مشاہیر کے خطوط جن میں سیاست دان، حکمران، علمائے کرام، مشائخ عظام، اربابِ فکرودانش، مفکرین ومدبرین، وکلاء، صحافی اور دیگر طبقات کی سرکردہ شخصیات شامل ہیں، تاریخ کا ذوق رکھنے والے اسکالروں اور میرے جیسے طلبہ کے لیے اتنا قیمتی اثاثہ ہیں کہ اس کی قدر وقیمت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

''مشاہیر'' دینی جدوجہد کے پورے دور کا احاطہ

خدا جانے اس کے تفصیلی مطالعہ کا وقت کب ملتا ہے؟ جو بظاہر شوال المکرم کی تعطیلات سے پہلے بہت مشکل دکھائی دے رہا ہے، مگر اس کے سرسری تعارف کے لیے میں نے سردست اس کی پہلی جلد کا انتخاب کیا ہے، جو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے نام ان کے معاصر مشاہیر کے خطوط پر مشتمل ہے اور دینی جدوجہد کے ایک پورے دور کا احاطہ کرتی ہے''مشاہیر'' کے عنوان سے آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل اس کتاب کی عمومی ترتیب یہ ہے کہ پہلی جلد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نام خطوط کے لیے مخصوص ہے، جلد دوم سے جلد پنجم تک حروف تہجی کے لحاظ سے مشاہیر کے مولانا سمیع الحق کے نام خطوط کی چار جلدیں ہیں، جلد ششم افغانستان کے جہاد کے دوران کی اہم رپورٹوں اور جہادی راہ نماؤں کے خطوط اور سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہے،

جلد ہفتم میں بیرونی ملکوں کے مشاہیر کے خطوط شامل کیے گئے ہیں، جبکہ جلد ہشتم ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات کو سمیٹے ہوئے ہے۔

خریداران یوسف میں میرا نام

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نام مشاہیر کے خطوط کے لیے مخصوص پہلی جلد پونے سات سو کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل ہے ان مشاہیر کی فہرست پر میں نے اس خیال سے نظر ڈالی کہ اس کالم میں تذکرہ کے لیے ان میں سے چند زیادہ اہم بزرگوں کے ناموں کا انتخاب کرسکوں، مگر مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی کہ کوئی نام بھی ایسا نہیں ہے جسے اہمیت کے خانہ نمبر دو میں رکھا جاسکے، البتہ اس حوالے سے مولانا سمیع الحق کا بے حد شکر گزار ہوں کہ حضرت شیخ الحدیث کے نام راقم الحروف کے تین خطوط شامل کر کے ان کے اس نیاز مند وعقیدت مند کو بھی ''خریداران یوسف'' کی اس فہرست میں شریک کرلیا ہے، جو میرے لیے اعزاز وافتخار کی بات ہے۔

عزم وہمت کا کوہِ گراں

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاکستان ہی نہیں، بلکہ جنوبی ایشیا کی ان عظیم شخصیتوں میں ہوتا ہے، جو نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ وسطی ایشیا میں علوم دینیہ کی ترویج واشاعت اور اسلامی اقدار وروایات کے تحفظ وفروغ کا ذریعہ بنیں تعلیمی اور تہذیبی حوالے سے مولانا عبدالحق کی دینی، علمی، تدریسی اور فکری خدمات جنوبی ایشیا اور اس کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیا میں دینی جدوجہد کی اساس کی حیثیت رکھتی ہیں اور افغانستان کو دیکھا جائے تو اس کی پشت پر مولانا عبدالحق کی شخصیت پوری آب وتاب کے ساتھ کھڑی دکھائی دیتی ہے، جو بظاہر ایک منحنی سا وجود رکھتے تھے لیکن علم وفضل اور عزم وہمت کے اس کوہِ گراں کے ساتھ کمیونزم کے فلسفہ ونظام نے سر پٹخ پٹخ کر اپنا حلیہ

بگاڑلیا اور آج کا مؤرخ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ جہاد افغانستان کی علمی، فکری اور دینی اساس مولانا عبدالحق کی شخصیت اور ان کی نگرانی میں کام کرنے والا تعلیمی ادارہ دارالعلوم حقانیہ ہے، جس کے اثرات افغانستان اور وسطی ایشیا کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔

جہاد افغانستان کا سرخیل

''جہاد افغانستان'' کی علمی وفکری آبیاری میں ہمارے بہت سے بزرگوں کا حصہ ہے، مگر میں تاریخ کے ایک طالبعلم اور اس جدوجہد کے ایک شعوری کارکن کے طور پر تین شخصیات کو ان سب کا سرخیل سمجھتا ہوں، ان میں سے سب سے پہلا نام حضرت مولانا عبدالحق کا ہے اور ان کے بعد جہاد افغانستان کے علمی وفکری سرپرستوں میں میرے خیال میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور مولانا مفتی محمود کا نام آتا ہے، جنہوں نے نہ صرف پاکستان کے علماء وطلبہ کو جہاد افغانستان کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا، افغان مجاہدین کی سیاسی واخلاقی پشت پناہی کی، جہاد افغانستان کے خلاف مختلف اطراف سے اٹھائے جانے والے شکوک واعتراضات کا جواب دیا اور جہاد افغانستان کی ہر لحاظ سے پشتیبانی کی۔

جداگانہ امتیازی کردار

حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خدمات کو میں ایک اور حوالہ سے بھی تاریخ کا اہم حصہ شمار کرتا ہوں، وہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی دستوری جدوجہد کا باب ہے پاکستان کی دستور ساز اسمبلیوں میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جس شخصیت نے دستور سازی میں سب سے زیادہ سنجیدہ کردار ادا کیا ہے اور دستور سازی کے تمام مراحل میں پوری توجہ اور تیاری کے ساتھ محنت کی ہے، وہ حضرت مولانا عبدالحق

ہیں 73ء کے دستور کی تیاری کے مرحلہ میں حضرت مولانا مفتی محمود قائد حزب اختلاف تھے اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا صدر الشہید، مولانا نعمت اللہ، مولانا عبدالحکیم، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا محمد ذاکر، مولانا ظفر احمد انصاری اور بہت سے دیگر بزرگوں نے اس دستور کو زیادہ سے زیادہ اسلامی بنانے کے لیے محنت کی، مگر دستور ساز اسمبلی کی کارروائی کا مطالعہ کیا جائے اور دستور سازی کے مختلف مراحل پر نظر ڈالی جائے تو حضرت مولانا عبدالحق کے جداگانہ اور امتیازی کردار کا تذکرہ بہر حال ضروری ہو جاتا ہے حضرت مولانا عبدالحق ہمارے ملی اور قومی محسنین میں سے ہیں اور ان کے نام ان کے معاصر مشاہیر کے یہ خطوط ان کی جدوجہد اور خدمات کے مختلف پہلوؤں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ میں ان خطوط کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ دینی جدوجہد اور تاریخ کا ذوق رکھنے والے حضرات اس سے بھرپور استفادہ کریں گے (بشکریہ روزنامہ "اسلام")

تاثرات

مولانا محمد شفیع چترالی

تعارف

مدیر ادارتی صفحہ روزنامہ ''اسلام'' کراچی

مولانا سمیع الحق کا کارنامہ

آغاز سخن

عنوان پڑھ کر قارئین کا ذہن یقیناً دفاع پاکستان کونسل کی کراچی میں کامیاب کانفرنس کی طرف جائے گا اور جانا بھی چاہیے کیونکہ مولانا سمیع الحق صاحب نے پاکستان کی 40 سے زائد دینی وسیاسی جماعتوں اور مذہبی وجہادی تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے دین دشمن اور ملک دشمن قوتوں کو جو ایک پیغام دیا ہے، وہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ ہے جس کے اثرات تادیر محسوس کیے جائیں گے۔ اس سے قبل کراچی کے اسی میدان میں ''اسلام زندہ باد کانفرنس'' کا انعقاد ہوا جو جمعیت علمائے اسلام ف کی جانب سے دینی اور سیاسی قوت کا شاندار اور فقید المثال مظاہرہ تھا۔ دونوں کانفرنسوں کے درمیان کسی موازنے یا ''ترجیح راجح ''کے بغیر ہم اگر مثبت اور ایجابی پہلوؤں پر نظر دوڑائیں تو ''اسلام زندہ باد'' کانفرنس اگر جمعیت علمائے اسلام ف کی بڑھتی ہوئی عوامی مقبولیت اور مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت کی مقناطیسی کشش کا بہترین مظہر تھی تو دفاع پاکستان کانفرنس مولانا سمیع الحق کی دینی حلقوں اور مختلف مکاتب فکر کی تنظیموں کو اکٹھا کرنے کی صلاحیت اور مرکز ومرجع بننے کی بزرگانہ حیثیت کی واضح علامت تھی، اس لحاظ

سے ہمارے لیے موجودہ پرآشوب حالات میں ہمارے اکابر کے یہ دونوں کردار قابل فخر ہیں اور دونوں کانفرنسوں کی اپنی اپنی جگہ اہمیت وافادیت ہے۔

اہل حق کا اتحاد ہر دردمند مسلمان کا خواب

جمعیت کے تمام گروپوں اور اہل حق کی دیگر تمام تنظیموں کا اتحاد ہر دردمند مسلمان کا خواب ہے اور کتنے ہی اللہ والے تھے جو یہ خواب آنکھوں میں سجائے دنیا سے رخصت ہوگئے، اس خواب کی تکمیل مستقبل قریب میں شاید ممکن نہیں ہے لیکن اہل حق کی جماعتیں اگر اپنے اپنے دائرے میں ایک دوسرے سے متصادم ہوئے بغیر کام کرتی رہیں اور اپنی اپنی صلاحیتوں اور استعداد کے مطابق دینی قوتوں کی قیادت کریں تو بھی بہت سے مشترکہ مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں، بالخصوص آیندہ عام انتخابات کے حوالے سے یہ امر ناگزیر ہے کہ اہل حق کی تمام جماعتیں اگر ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہوسکتیں تو کم ازکم ایک دوسرے کے مقابلے میں آنے سے گریز کریں اور دیگر سیکولر اور بے دین لوگوں کی بجائے آپس میں سیٹ ایڈجسٹمنٹ کرلیں اور ایک دوسرے کے فریق بننے کی بجائے رفیق بنیں۔

مولانا سمیع الحق کی شہرۂ آفاق علمی کاوش

یہ جملہ معترضہ تھا جو کافی سے زیادہ لمبا ہوگیا، آج کی نشست میں مولانا سمیع الحق کے جس کارنامے کو بیان کرنا تھا وہ ان کی شہرۂ آفاق علمی کاوش ''مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق'' ہے جو مولانا کی قومی وملی خدمات میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ مولانا نے ازراہ عنایت وشفقت 6 جلدوں پر شائع شدہ کتاب کا سیٹ راقم کے نام ارسال فرمایا اور بندہ کئی روز تک اس کے اوراق میں گم رہا۔ مولانا نے اپنے والدگرامی ولی کامل حضرت شیخ عبدالحق صاحب رحمہ اللہ اور خود اپنے نام لکھے گئے تمام اہم مکتوبات اور خطوط کو جمع

کر کے عمدہ ترتیب اور سلیقے کے ساتھ شائع کر کے عالم اسلام اور برصغیر کی پون صدی کی تاریخ کو ایک نئے انداز سے محفوظ کرلیا ہے جس پر وہ بجا طور پر علمی حلقوں کے شکریے اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہمارے چودہ سو سال کے علمی ورثے میں بزرگوں اور اہل علم کے مکتوبات اور مخطوطات کے مجموعوں کا بھی ایک بڑا حصہ ہے اور ہر دور میں علمی مکاتیب کو جمع اور شائع کرنے کا ذوق اور رواج رہا ہے لیکن موجودہ ڈیجیٹل دور میں فاصلوں کے سمٹ جانے اور اظہار وابلاغ کے قرینے بدلنے سے یہ ذوق اور رجحان ناپید ہوتا جارہا ہے جس کو زندہ کر کے مولانا سمیع الحق نے ایک اہم علمی روایت کا احیاء کیا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے بقول عربی، اردو اور انگریزی کے دستیاب لٹریچر میں مکاتیب کا اتنا بڑا اور جامع مجموعہ ان کی نظر سے نہیں گزرا۔

اکابر کی دینی جدوجہد کی تابناک تاریخ

ان مکاتیب میں جہاں عالم اسلام اور بالخصوص برصغیر کی پون صدی کی سیاست، معروضی حالات، علمی مباحث، ادبی وصحافتی رجحانات، سماجی وتہذیبی اقدار کی جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں وہاں بالخصوص علماء کی دینی وسیاسی جدوجہد کی تابناک تاریخ کے بہت سے دریچے بھی وا ہوتے ہیں، ایک جانب مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا اعزاز علی دیوبندی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا عزیر گل اسیر مالٹا، مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا لال حسین اختر، مولانا جلال الدین حقانی جیسی نابغۂ روزگار شخصیات کے مولانا عبدالحق صاحب کے نام لکھے گئے مکتوبات اس مجموعے کے ماتھے کا جھومر ہیں تو دوسری جانب عالم اسلام کی دیگر کئی ممتاز شخصیات، سربراہان مملکت اور سیاسی رہنماؤں کے خطوط بھی مولانا مرحوم اور مولانا سمیع الحق کی جامع شخصیات کی عکاسی کرتے ہیں۔

متاع گراں مایہ

مولانا سمیع الحق کے نام شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے خطوط بھی خاصے کی چیز ہیں جن میں ان دونوں بزرگوں کے عہد شباب کی قلمی تابانیوں اور باہمی الفت ومودت کے ادیبانہ اظہاریوں سے حظ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مولانا سمیع الحق کے نام مولانا فضل الرحمٰن کے مکاتیب بھی یقینی طور پر دونوں حضرات کے چاہنے والوں کے لیے متاع گراں مایہ کا درجہ رکھتے ہیں جن میں سیاسی مزاج اورافتادطبع کے اختلاف کے باوجود باہمی احترام کے جذبات بھی وافر مقدار میں محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

تعارفی نوٹس اور دلچسپ حواشی

مولانا سمیع الحق صاحب نے اس مجموعے کی جمع وترتیب میں جامعیت کا لحاظ رکھا ہے وہاں مکاتیب نگاروں کے تعارف اور بعض مکاتیب کے پس منظر پر مبنی بہت ہی دلچسپ حواشی بھی لکھے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے بارے میں مولانا سمیع الحق کا یہ تعارف نامہ شاید قارئین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

''حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم کے ہونہار فرزند تقریباً نو برس تک تحصیل علم کے لیے حقانیہ میں قیام رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ذہانت وفطانت کے ساتھ بلاغت وفصاحت سے اظہار مافی الضمیر اور اپنے موقف کی تایید وترجمانی اور زمانہ شناسی کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ سیاسی میدانوں میں ان کی ''فتوحات'' پیش قدمیاں اور پس پائیاں ہمیشہ زیر بحث رہیں مگر ہمیں ہر حال میں ''حقانی'' ہونے کی وجہ سے عزیز ہیں اور حقانی برادری کے ایک فرد فرید ہونے کے ناطے ہمیشہ اپنے ہی لگتے ہیں۔ مروجہ جمہوری اور سیاسی شاطرانہ ستم ظریفیوں کی وجہ سے جمعیۃ کے راستے دو ہوگئے اور اکابر جمعیۃ اور مشائخ امت کے پرزور اصرار اور ان کے حکم کی تعمیل میں ناتواں کندھوں پر بوجھ اٹھانا پڑا مگر حقانی دور کے قرب وانس میں کمی محسوس نہ ہوئی۔''

مولانا سمیع الحق کے قلم کی جولانیاں

مولانا سمیع الحق کا تعارف عوامی حلقوں میں تو محض ایک دینی سیاسی رہنما کی حیثیت سے زیادہ معروف ومشتہر ہے اور یقیناً مولانا نے ایک بھرپور سیاسی زندگی گزاری ہے جس کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا گوشوارہ بنانا یہاں مقصود نہیں ہے تاہم مولانا کی علمی وصحافتی زندگی ہم جیسے طالب علموں کے لئے زیادہ دلچسپی اور معنویت رکھتی ہے۔ جس دور میں پاکستان کی دینی صحافت ماہنامہ اور ہفت روزہ جرائد کے مرہون منت تھی، اس دور میں بینات، البلاغ، الحق اور ترجمان اسلام جیسے جرائد ہی اسلامی صحافت کے نقیب تھے، اس دور میں مولانا سمیع الحق کے قلم کی جولانیاں آج بھی بہت سے لوگوں کو یاد ہیں، میں دوسال قبل مولانا کی خدمت میں جامعہ حقانیہ حاضر ہوا تھا تو مولانا سے درخواست کی تھی کہ آج بھی اگر کبھی کبھار اشہب قلم کو مہمیز دیں اور عہد شباب کو آواز دیں تو بہت سے چاہنے والوں کی تسکین ذوق کا اجر مل سکتا ہے مگر شاید مولانا کی مصروفیات اس کی اجازت نہیں دیتیں۔ ہمارے لیے یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ مولانا روزنامہ اسلام کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے ہیں اور ہم جیسے نو آموز لوگوں کی شکستہ تحریروں کو پسندیدگی کا شرف بخش کر ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

تاثرات

مولانا محمد عمر انور بدخشانی

تعارف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور بدخشانی کے فرزند، استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

”مشاہیر“ نادر ونایاب مکاتیب کا عظیم ذخیرہ
نسخہ ہائے وصل ووفا

تعمیری کتاب میسر ہو جانا ایک نعمت

کسی بھی اچھی علمی ،تاریخی ،اصلاحی اور تعمیری کتاب کا مطالعہ کے لیے میسر ہو جانا دنیا میں اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت ہے، اور پھر وہ کتاب اگر اکابر علماء اہل علم وفن وادب کے نادر ونایاب ذاتی اور غیر مطبوعہ خطوط پر مشتمل ہو تو پھر اس نعمت کا حق شکر زبان وقلم سے ادا کرنا ممکن نہیں، چند روز قبل عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر کی طرف جا رہا تھا، راستے میں کتابوں کی دکان آئی ،دل میں سوچا کہ جا کر دیکھوں تو سہی شاید کوئی نئی کتاب آئی ہو، دکان پہنچا، ادھر ادھر مختلف الماریوں میں نظر دوڑائی تو سب سے اوپر ”مشاہیر“ کے نام سے خطوط ومکاتیب پر مشتمل پانچ جلدوں میں ایک نئی کتاب پر نظر پڑی، تمام جلدیں نیچے اتروا کر دیکھا تو کتاب کی پشت پر موجود شخصیات کے اسمأ گرامی میں سے ہر نام ہی کشش اور دل چسپی کا باعث تھا، دکان میں کھڑے کھڑے اپنی پسندیدہ ترین شخصیت حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط پڑھ ڈالے، پھر یہ سوچ کر کہ جب استطاعت ہوگی خرید لوں گا، کتابوں کی دکان سے نکل کر گھر کا رخ اختیار کیا۔

محض کتاب نہیں ایک قیمتی تاریخی خزانہ

تین دن بعد زمانہ طالب علمی کے ایک پرانے دوست سے کافی طویل عرصے بعد فون پر رابطہ ہوا، باتوں ہی باتوں میں اسی کتاب کا ذکر نکل پڑا، احساس ہوا کہ اس دن وہ کتاب خرید لینی چاہیے تھی، چنانچہ اسی دن دوبارہ اس دکان جاکر خرید لایا، تادم تحریر گذشتہ پانچ راتیں اسی کتاب کے مطالعے میں گم رہا، کسی بھی اچھی کتاب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہوسکتی ہے کہ اس کتاب کی ہر جلد اور ہر صفحہ قاری کو اپنا آپ پڑھنے پر مجبور کرڈالے، ''مشاہیر'' کو ہاتھ میں لینے کے بعد قاری کے لیے یہ فیصلہ کرنا کافی دشوار ہوجاتا ہے کہ کیا پڑھے، کس کا خط پہلے پڑھے اور کس کا بعد میں، یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ ایک قیمتی تاریخی خزانہ ہے جو اب تک مدفون تھا، کوئی بھی کتاب محض اپنے نام یا مصنف کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے مندرجات کی وجہ سے دل چسپی اور شہرت اختیار کرتی ہے، اس کتاب میں برصغیر پاک وہند کی تمام معروف وغیر معروف شخصیات کی نگارشات موجود ہیں، اگلے دن ایک ساتھی سے ''مشاہیر'' کا ذکر ہوا، راقم نے عرض کیا کہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی شخصیت کے نام اتنی بلند بلند ہستیوں کے خطوط یک جا میسر ہوجانا، ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے، چنانچہ جس جس شخصیت کا نام دل ودماغ میں آیا کہ دیکھوں تو سہی ان کے خطوط موجود ہیں یا نہیں اور پھر جیسے ہی فہرست میں دیکھا تو اس مطلوبہ شخصیت کا نام موجود پایا، ''مشاہیر'' کس طرح وجود میں آئی ؟ یہ جاننے سے قبل کچھ تاریخی پس منظر جاننا ضروری ہے۔

مشاہیر مولانا عبدالحق کی جدوجہد کا مظہر

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا سمیع الحق صاحب اور ماہ نامہ ''الحق'' یہ ایک مرقع کی مانند ہیں جس

کا ہر سرا دوسرے سے مربوط ہے، شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا سن پیدائش ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۲ء ہے، آپ نے عظیم علمی و دینی ادارے دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۵۱ھ میں سند فراغت حاصل کی، ۱۳۶۶ھ تک آپ دارالعلوم دیوبند میں تدریس کرتے رہے، اور پاکستان کے بننے کے ساتھ ہی اسی سال یعنی ۱۹۴۷ء میں اکوڑہ خٹک (صوبہ خیبر پختون خواہ) میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی، گویا دارالعلوم حقانیہ اور وطن عزیز پاکستان تاریخی اعتبار سے ہم عمر ہیں، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور دارالعلوم حقانیہ کی جو دینی علمی، ملکی وملی خدمات اور کارنامے ہیں، درحقیقت ''مشاہیر'' کی یہ آٹھ عظیم الشان جلدیں اسی کا مظہر ہیں۔

الحق کی طویل اور پر مشقت سفر

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کے صاجزادے مولانا سمیع الحق صاحب کا سن ولادت ۱۹۳۷ء ہے، بیس سال کی عمر میں ۱۹۵۷ء میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ سے سند فراغت حاصل کی اور ۱۹۵۸ء سے تاحال آپ دارالعلوم حقانیہ میں ہی تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں، مولانا سمیع الحق صاحب نے ۱۹۶۵ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ماہ نامہ ''الحق'' کا اجرا کیا، جس کا شمار آج بھی دنیائے اردو کے بہترین دینی، علمی، اصلاحی رسالوں میں کیا جاتا ہے، اکابر اہل علم وادب نے ہمیشہ اس کو سراہا اور اس کو اردو زبان کے تمام حلقوں میں نمایاں پذیرائی حاصل ہوئی، یہ تقریباً ایک صدی کا طویل اور پر مشقت سفر ہے جو یہاں مختصراً ذکر کیا گیا۔

مولانا سمیع الحق کا شوق تجسس

مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کو نوعمری سے ہی خطوط اور ان کے لفافے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا، اپنے اسی شوق کے بارے میں خود پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

''حضرت والد ماجدؒ کی چارپائی کے سرہانے لگی ہوئی کتابوں سے بھری ہوئی الماری کے ایک کونہ میں لٹکا ہوا سبز رنگ کا مخملی تھیلہ میرے لیے جاذب نظر بنا رہتا ، اس تھیلہ میں حضرت قدس سرہ اپنے اکابر اساتذہ دیوبند اور اہم احباب اور دوستوں کے آئے ہوئے خطوط ڈالتے اور غالباً صرف تبرک اور تذکر کے طور پر یہ عام خطوط کی طرح ضائع ہونے کی چیز نہیں، میرا شوق تجسس حضرت کی غیر موجودگی میں اسے ٹٹولنے پر مجبور کردیتا ، ان خطوط کے لکھنے والوں کے دست خط مثلاً حسین احمدؒ، اعزاز علیؒ ، مبارک علیؒ ،محمد طیبؒ وغیرہ مجھے چمکتے ہوئے ہیروں اور نگینوں کی طرح محسوس ہوتے اور دل میں اتر جاتے ، پھر ساتھ ہی تشویش لاحق ہوتی کہ حضرت کے اردگرد کتابوں ، رسائل ومجلّات اور بکھرے ہوئے درسی افادات اور مخطوطات کے پلندوں میں یہ خطوط کہیں گم نہ ہوجائیں ،پھر اسی طرح حضرت والد ماجدؒ کی زندگی ،درس وتدریس اور سیاسی وملی خدمات میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ انہیں مستقبل میں سنبھالے رکھنا دشوار معلوم ہوتا تھا ، ہرچند کہ حضرت اپنے کاغذات وغیرہ میں نوعمر بچوں وغیرہ کی مداخلت پر ناراض ہوتے تھے لیکن مجھے جب موقع ملتا ایسے خطوط کو چن چن کر اپنی ذاتی الماری میں محفوظ کرتا رہا ،بچپن میں ڈاک کے ٹکٹوں ، پرانے سکوں اور مختلف ڈیزائن کے ماچس جمع کرنے کی بجائے اللہ تعالی نے مجھے ان خطوط کو جمع کرنے کا شوق عطا فرمایا اور شاید اس طرح کاتب تقدیر نے میرے ذریعے ان جواہر نما مکاتیب اور تاریخی اثاثے کو اہتمام کے ساتھ محفوظ کرایا تاکہ یہ خیر کثیر امت کے سامنے آکر ''استفادہ اور رہنمائی'' کے کام آسکے ،حتی کہ خطوط کے ساتھ ساتھ لفافے بھی جمع کرتا رہا ، پھر جوں جوں عقل وشعور کی منزلیں سر کرنے لگا تو ان کی قدر واہمیت اور بھی سامنے آتی گئی''۔

قیمتی مکاتیب ورسائل کی حفاظت

رحمہ اللہ، ماہ نامہ ''الحق'' اوران سب پر مستزاد مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کی ملکی سیاسی وملی خدمات، ان تمام نسبتوں اور حوالوں سے گذشتہ پون صدی میں دنیا بھر سے معروف وغیر معروف علمی، ادبی، دعوتی، صحافتی اور سیاسی شخصیات کے جو بھی مکاتیب ورسائل اور دعوت نامے مولانا سمیع الحق یا ان کے والد بزرگوار کے نام آئے مولانا سمیع الحق صاحب نے انہیں حرز جان بنا کر محفوظ رکھا،ان قیمتی مکاتیب ورسائل کی حفاظت اور نگہداشت مولانا زید مجدہ نے کس طرح کی،اس کا ذکر خود انہی کے قلم سے کتاب کے مقدمہ میں موجود ہے۔مولانا کے ذوق وشوق کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس مجموعے میں خطوط ورسائل کے علاوہ وہ تمام دعوت نامے بھی موجود ہیں جو کسی بھی تقریب کی مناسبت سے مولانا کو ارسال کیے گئے،مولانا زید مجدہ رقم طراز ہیں:

''اس دوران ہمیشہ دل میں یہ کھٹکا رہتا کہ کہیں کسی حادثے اور ناگہانی آفت کے نتیجے میں یہ عظیم ذخیر ضائع نہ ہوجائے،اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی،پچھلے سال ۲۰۱۰ء میں صوبہ سرحد میں خطرناک تباہ کن سیلاب میں جب پانی دارالعلوم کی حدود کے قریب پہنچنے لگا اور اطلاع تھی کہ پشاور میں ایک ڈیم بھی ٹوٹ گیا ہے تو سب سے پہلے آدھی رات کو یہ سارا قیمتی اثاثہ اور کمپیوٹرز سمیت ایوان شریعت کی عظیم بلند بلڈنگ کی چھت پر پہنچایا گیا،پھر دوسرے کاغذات وضروریات وغیرہ اور بعد میں اہل خانہ اور بچوں کی حفاظت کا خیال آیا''۔

گوہر نایاب اور ایک قیمتی دستاویز

''مشاہیر'' کے نام سے یہ ضخیم کتاب بڑے سائز کی آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں سے فی الحال پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں،شنید ہے کہ چھٹی اور ساتویں جلد بھی چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے،جلد اول میں وہ مکاتیب شامل ہیں جو شیخ الحدیث حضرت

مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کے نام لکھے گئے، چار جلدیں ان خطوط ودستاویزات پر مشتمل ہیں جو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدہ مجدہ کے نام لکھے گئے، چھٹی جلد افغانستان، جہادی مشاہیر کے خطوط، رپورٹیں، تحریک طالبان کو سمیٹے ہوئے ہیں، ساتویں جلد بیرونی ممالک، ایران، عالم عرب، افریقہ، سینٹرل ایشیا، فارایسٹ، امریکہ اور یورپی ممالک سے متعلق ہے اور آٹھویں جلد ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات پر مشتمل ہے، گویا یہ آٹھ ضخیم اور بھاری بھرکم جلدیں گذشتہ پون صدی کی ایک قیمتی دستاویز بلکہ تاریخ ہے، آنے والے مؤرخین ان کے ذریعے حسب استطاعت نایاب گوہر ویواقیت نکال سکیں گے، ''مشاہیر'' کے سرورق پر اسکا تعارف ان الفاظ سے کرایا گیا ہے:

''تقریبا پون صدی پر مشتمل اساطین علم وادب، علماء ومحدثین، مشائخ و اکابرین امت، نام ور اہل قلم، شہسواران صحافت، دانش ور و مصنفین، سیاسی زعماء، حکمران وسلاطین کے مکتوبات، نگارشات، تأثرات اور احساسات کا مجموعہ، علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات وبین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مدوجزر پر ارباب فکر ودانش کے خیالات وافکار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ''۔

عام فہم انداز نرالا اسلوب

قارئین کی سہولت کے لیے مکتوب نگاروں کی ترتیب فرق مراتب کا لحاظ کیے بغیر حروف تہجی الف باء کے مطابق رکھی گئی ہے، ہر جلد کے آغاز میں اس جلد میں آنے والے مکتوب نگاروں کے تحریری خطوط کا ایک ایک عکسی نمونہ بھی دیا گیا ہے، اول سے آخر تک ہر خط کو امتیازی عنوان دینے کا اہتمام خاص طور پر کیا گیا ہے، اس طرح ہر متلاشی علم وادب فہرستوں پر ایک نظر ڈال کر اپنے مطلوبہ مواد اور دل چسپی کے امور تک پہنچ سکتا ہے، ورنہ بیشتر مجموعہ مکاتیب بغیر عنوان کے مسلسل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان سے کما حقہ فائدہ حاصل نہیں ہوپاتا۔

تعارفی نوٹس اور حواشی کی جامعیت

مکتوب نگاران کے مختصر تعارف اور خطوط کے پس منظر اور وضاحت طلب امور کی حاشیہ میں توضیح وتشریح نے اس کتاب کے حسن میں مزید اضافہ کردیا ہے، مکتوب نگاروں کے تعارف میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ نے جس جامعیت اور لطافت کو اختیار کیا ہے وہ بے مثال ہے، بلکہ مولانا سے فرمائش ہے کہ شخصیات کے تعارفی حواشی کو اگر مستقل کتابی صورت میں شائع کردیا جائے تو وہ بھی ایک خاصے کی چیز ہوگی، اور تذکرہ نویسی میں یقیناً ایک نئے اسلوب کا اضافہ بھی ہوگا، اس سے ملتا جلتا اسلوب اس سے قبل ''نقش دوام'' میں حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے قلم سے ملتا ہے، جو اَب ''لالہ وگل'' کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوچکے ہیں، ''مشاہیر'' نے صرف مشاہیر ہی کو زندہ نہیں کیا بلکہ بہت سی ایسی گم نام شخصیات کو بھی جلا بخشی جو اب تک ہم سے مخفی تھے اور شاید مخفی ہی رہتے،

اپنی نوعیت کا پہلا مجموعہ

''مشاہیر'' اپنی ضخامت، مختلف میدانوں میں ماضی قریب کی تقریبا تمام بڑی شخصیات کے مکاتیب وخطوط کے حوالے سے کسی بھی زبان میں اپنی نوعیت کا پہلا مجموعہ مکاتیب ہے، اس تمام کدوکاوش پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کی جتنی بھی تحسین وتعریف کی جائے وہ کم ہے کہ وہ اس عظیم، قیمتی اور علمی خزانے کے صحیح امین بنے اور اس امانت کو ہم جیسے ناکارہ طالب علموں تک بحسن وخوبی پہنچایا، مولانا زید مجدہ کی علمی ودینی کارناموں پر میری خامہ فرسائی سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگی، حقیقت میں مولانا زید مجدہ کی ذات اپنی دینی وعلمی خدمات کی بدولت اس مقام پر ہے کہ......

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا

سبق اموز اور عبرت انگیز تلخ مشاہدہ

مولانا زید مجدہ نے کتاب کے پیش لفظ کے آخر میں جو اپنا تلخ مشاہدہ نقل کیا ہے وہ ہم جیسے نوآموزوں کے لیے سبق آموز بھی ہے اور دیدہ عبرت بھی:

''یہاں پر ایک بڑا ہی تلخ مشاہدہ سامنے آرہا ہے کہ عہد جدید کی ٹیکنالوجی، الیکٹرانک میڈیا، ٹیلی کمیونیکیشن، موبائل (موبائل میسج) اور انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولیات نے مکتوب نگاری کے رواج کو بالکل محدود واپاہج کردیا ہے اور مستقبل میں تو مزید نت نئی چیزیں بڑی تیزی کے ساتھ آرہی ہیں جس سے خط وکتابت کے عظیم ورثے کو بڑا خطرہ لاحق ہوگیا ہے، اسی لیے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ یہ عظیم متنوع مجموعہ مکاتیب ایک شاندار عہد اور عظیم الشان تاریخی روایات کا آخری ضخیم ایڈیشن ثابت نہ ہو، کاش کہ امت کے نونہالوں کے ہاتھ قلم کی تقدیس، کاغذ کے لمس اور مضمون نویسی ومکتوب نگاری کی لذت سے تادیر آشنا رہیں اور مکتوب نگاری کا فن اور تاریخی روایات قاصد وکبوتر کی پیغام رسانی کی طرح معدوم نہ ہونے پائیں''۔

ضخیم ذخیرہ، قیمتی خزینہ

مکاتیب ودستاویز کا یہ نادر ونایاب ضخیم ذخیرہ اور قیمتی خزانہ اور مولانا زید مجدہ کا اپنے عہد طفولیت سے لے کر پیرانہ سالی تک ان کو سنبھال کر محفوظ رکھنا اور پھر یہ امانت ہم تک پہنچادینا، شاید اس شعر کا اتنا بہترین مصداق کہیں اور نظر نہ آئے کہ:

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

تاثرات

جناب فصیح الدین (پی ایس پی)

تعارف

پاکستان پولیس سے وابستہ معروف دانشور، ادیب و کالم نگار، مدیر اعلیٰ ریسرچ لائبریری بالمقابل فاٹا سیکرٹریٹ پشاور، یونیورسٹی تعلیم کے دوران مولانا محمد اشرف خان سلیمانی خلیفہ مجاز حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کی صحبت و مجلس نے ان کی فکری کایا پلٹ دی اور کتاب و قلم سے رشتہ استوار ہوا۔

چند اوراقِ کتب چند بزرگوں کے خطوط

مکتوباتِ مشاہیر پر بے لاگ تبصرہ

مکتوب نگاری کا فن

ملکہ سبا کے زمانے میں یہ کام ہد ہد سے لیا جاتا تھا، جب کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا ہوا تو یہ ذمہ داری ''کبوتر جا جا جا'' پر آن پڑی، لیکن زبانِ غیر سے شرحِ آرزو پر جب آوازیں اُٹھنے لگیں تو قاصد کو ڈھونڈا گیا تا کہ خط کے ساتھ ساتھ محبوب یا مخاطب کے رنگِ حیائی کی خبر بھی لیتا آئے، مکتوب نگاری ایک ایسا فن اور صنف سخن بن گیا کہ غالبؔ قاصد کے آتے آتے خط ایک اور لکھ کے رکھ دیتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جواب میں کیا کچھ لکھا گیا ہوگا؟ یہ سلسلہ اس قدر مسلسل اور لامتناہی بن گیا کہ مرنے کے بعد غالبؔ کے گھر سے حسینوں کے خطوط بوریوں کے حساب سے نکلے، یہ منظر جب جناب مولانا سمیع الحق اور ان کے والد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ہاں دیکھنے میں آیا تو پتہ چلا کہ تصویرِ بتاں ہیں نہ حسینوں کے خطوط، البتہ خطوط کا ایک ایسا انبار نکل آیا کہ مولانا کو زندگی ہی میں غالبؔ کے شعر میں ترمیم کرنا پڑی......

چند اوراقِ کتب، چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

قاموسِ مکتوبات

میری نظر میں ''مشاہیر بنام عبدالحق و سمیع الحق'' خطوط کا مجموعہ نہیں ''قاموسِ مکتوبات'' (Encyclopedia of Letters) ہے، خطوط لکھنا ہمارے پیارے پیغمبر حضرت سرور کائنات ﷺ کی سُنت اور خلفائے راشدینؓ کا طریقہ بھی تھا، مومنانہ، فاسقانہ، صوفیانہ، عاشقانہ وغیرہ قسم کی شاعری کی طرح خطوط بھی ہر طرح کے ہو سکتے ہیں، سرونسٹن چرچل اور نپولین کے خطوط جو وہ اپنی محبوباؤں کو میدانِ جنگ سے بھی لکھتے رہے، انسانی جذبات واحساسات کا نمونہ ہیں۔

مکتوب نگاری رہنمائی کا ذریعہ

کانگریس لائبریری واشنگٹن میں نیچے کتابوں کی چھوٹی سی دکان میں جہاں مختلف ممالک کی مقامی کہانیوں کی چھوٹی چھوٹی کتابیں دیکھیں وہاں امریکی صدور کی اپنی بیٹیوں کے نام خطوط کی کتاب بھی نظر آئی، معلوم ہوا کہ امریکی صدور فارغ نہ بھی ہوں تو اپنے بچوں کو راہنمائی کے لیے، خط لکھنے کے لیے وقت نکال ہی لیتے ہیں، پنڈت جواہر لال نہرو نے اندرا گاندھی کے نام جو خطوط لکھے ہیں وہ بھی اب کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔

مغرب میں خطوط نویسی کی اہمیت

مغربی مصنفین بھی خطوط نویسی کو بہت اہم سمجھتے ہیں مثلاً نوبل انعام یافتہ مصنف ہمنگوے کے منتخب خطوط، ہمنگوے نپولین کے خطوط کی تعریف کرتا اور اپنے خطوط کو ''بے مزہ'' اور ''احمقانہ'' کہتا تھا، حالانکہ ایسا تھا نہیں۔

صوفیائے کرام میں مکتوب نگاری کا رواج

ہماری اسلامی تاریخ میں تصوف کا بہت بڑا حصہ ملفوظات کے بعد خطوط کی شکل میں ہے جیسا کہ مکتوباتِ امام ربانیؒ، مکتوباتِ خواجہ معصومؒ، مکتوباتِ شاہ ولی اللہؒ، مکتوبات صدی اور دو صدی (شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ) وغیرہ، ماضی قریب کے ہندوستانی علماء میں مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا یعقوب نانوتویؒ اور قاری محمد طیبؒ اور اُن کا حلقۂ فکر اصلاحِ نفس کے لیے ''مکاتیب'' کا طریقہ اپنائے ہوئے تھے، بعض علماء جو تصوف کے ساتھ ادب و سیاست سے بھی لگاؤ رکھتے تھے، کے خطوط میں اجماعِ ضدّین کا رنگ نمایاں ہے، سید سلیمان ندویؒ، مناظر احسن گیلانیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے مشاہیر کے خطوط اس نوعیت اور رنگ کے ہیں، اقبال کے خطوط جناح کے نام اور پھر مکاتیب اقبال کا پورا سلسلہ فکروسیاست اور قدیم و جدید مباحث کا پتہ دیتا ہے، غالبؔ کے خطوط جسے بہت سے لوگوں نے مرتب کیا، کسی نے حواشی چڑھائے اور کسی نے فارسی سے ترجمہ کیا، اپنی مثال آپ ہیں، مولانا غلام رسول مہرؒ نے بھی مرتب کیے اور پھر کئی جلدوں میں خلیق انجم نے بھی، خود مولانا غلام رسول مہرؒ کے خطوط پر مختار عالم حق نے حواشی لکھنا شروع کیے، مشفق خواجہ کے خطوط اور شبلی کے خطوط میں اگر خالص علمی و ادبی رنگ ہے تو یہ سلسلہ داؤد رہبر کے ''سلام و پیام'' میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتا ہے، ابوالکلام آزادؒ کے خطوط تو بہر حال ایک ایسا شاہکار بن گئے کہ ''غبارِ خاطر'' نام پایا، یہ تاریخ لذیذ بھی ہے اور طویل بھی۔

خطوط کی ترتیب ایک مشکل ترین مرحلہ

خطوط کو جمع کرنا، ترتیب دینا اور پھر اس پر متعلقہ مقامات پر حواشی سے وضاحت کرنا کہ وہ وقت، وہ زمانہ، وہ شخصیت اور وہ واقعہ کیا تھا، خاصی دلسوزی اور

دماغ سوزی کا کام ہے،اس کے لیے فکرونظر کی وسعت کے ساتھ ساتھ غیر جانبداری، وسعتِ قلبی اور برداشت بھی درکار ہوتی ہے، تحقیق وتنقید میں اعتدال و توازن کا دامن پکڑنے یا چھوٹنے سے مؤلف ومرتب کی شخصیت کا اعتدال خود بخود سامنے آجاتا ہے۔کبھی کبھی خطوط کو کوئی ایک فرد یا ادارہ جمع کرنے کا بیڑہ اُٹھاتا ہے جیسے جامشورو یونیورسٹی کے مجلّہ ''تحقیق'' کا مکاتیب نمبر یا ''نقوش'' کا ''خطوط نمبر'' اور ''مکاتیب نمبر''۔غیر مطبوعہ اور نایاب خطوط حواشی کے ساتھ شائع کرنے میں ادبی اور علمی رسائل اکثر پیش پیش رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔خطوط چونکہ زیادہ تر ذاتی ہوتے ہیں اس لیے ان کو ایک جگہ جمع کرنا انتہائی مشکل کام ہے، اگر یہ خطوط کسی ایک شخص یا ادارے کے نام ہوں تب بھی ستر اسّی سال تک ان خطوط کو ایک ترتیب سے رکھنا اور پھر اُن کو کئی جلدوں میں حواشی کے ساتھ شائع کرنا اور بھی مشکل کام بن جاتا ہے۔

مولانا عبدالحق کے نام علماء اور زعماء کے خطوط

پہلے پہل زیرِ نظر خطوط حضرت مولانا عبدالحقؒ کے نام آتے رہے اور جب ماہنامہ ''الحق'' جاری کیا گیا تو پھر ایک ادارہ اس کی ترتیب وتدوین کا ذمہ دار ٹھہرا، میں نے انجمن ترقی اُردو بورڈ کراچی میں جب مشاہیر کے ان خطوط کی تفصیل ڈاکٹر جاوید منظر اور پروفیسر سحر انصاری کے سامنے بیان کی تو وہ عش عش کر اُٹھے۔فون پر مجلسِ ترقی ادب کے ڈائریکٹر پروفیسر تحسین فراقی نے بھی یہی تبصرہ کیا کہ ہماری تاریخ اور جدید دینی ادب کا ایک بیش بہا خزینہ ہاتھ آیا ہے، پروفیسر سحر انصاری جیسے نابغۂ روزگار مصنف نے بتایا کہ میں ہندوستان میں یہ بات کئی سال پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہندوستان میں اُردو کا مستقبل ہمارے ہندوستانی دینی مدارس سے وابستہ ہے جو

اُردو کو ایک علمی اور ادبی زبان کے طور پر ہندوستان میں زندہ رکھے ہوئے ہیں، یہ وہی بات ہے جس کو ان مشاہیر کے خطوط میں فیضؔ احمد فیضؔ اور احمد ندیمؔ قاسمی کے سامنے ممتاز نقاد حسن عسکری نے کہی تھی کہ ''اگر اُردو کا معیاری نثر پڑھنا ہے تو وہ اکوڑہ خٹک سے شائع ہونے والے الحق رسالہ میں آپ کو مل سکتا ہے''۔ (جلد دوم۔ص۔ 75) ''الحق'' کا اشاریہ جو راقم کو مولانا عبدالقیوم حقانی کی وساطت سے ملا ہے، حسن عسکری کی اس بات کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

ادبیات اسلامی کا تصور

جدید دینی ادب جس کے معماران میں ابوالکلام آزادؒ، ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا مودودیؒ اور ان کے ہم فکر رفقا کا نام جلی حروف سے لکھنے کے مترادف ہے، صرف ایک دینی جماعت یا طبقے کو محدود نہیں ہے، دیو بند کے اکابر یا ان سے وابستہ افراد نے اس سلسلے میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ آہستہ آہستہ تحقیقی مقالات کی صورت میں سامنے آرہے ہیں، ان خطوط میں جگہ جگہ ادبیات کے اسلامی تصور پر بھی مشاہیر کی آراء ملتی ہیں، مولانا علی میاںؒ نے مصنوعی اور تقلیدی ادب، مصنوعی اور غیر مصنوعی ادب اور پیشہ ور ادیب یا بہروپیے کی بحث چھیڑ کر ایک نئی راہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے (جلد دوم۔ص۔۳۸)۔

مشاہیر کی تقریب رونمائی

مشاہیر کے یہ خطوط جس کی تقریب رونمائی ۲۰۱۱ء میں ہوئی متواتر ارتقائی عمل سے گزر رہے ہیں، چھٹی اور ساتویں جلدیں جنوری ۲۰۱۲ء کو منظر عام پر آئیں، آخری جلد میں تقریب رونمائی کی تقاریر اور تحسین و آفرین کے مضامین بھی شامل کر دیئے گئے ہیں، ساتویں جلد جو جہادِ افغانستان کے بارے میں ہے کے آخر میں ان

تمام مضامین کا اشاریہ دیا گیا ہے جو ''الحق'' میں ۱۹۶۹ء سے لے کر ۲۰۱۱ء تک افغانستان سے متعلق شائع ہوئے ہیں، علمائے کرام اور تاریخِ افغانستان کے محققین کے علاوہ ان میں طالبان راہنماؤں اور جنرل اسلم بیگ کے مضامین خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

افغانستان کی انوکھی تاریخ

سات سو سے زائد صفحات پر مبنی یہ جلد جدید تاریخ افغانستان کے بارے میں بہت سے واقعات وحوادث اور نظریات وافکار کے بارے میں ایک مستند دستاویز ہے جس سے ایک خاص نقطۂ نظر کے بارے میں آگاہی ملتی ہے، مثال کے طور پر اعجاز الحق نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں کہا تھا کہ'' مسلمانوں نے جب تک اپنے افغان مجاہدین کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے اوپر برکتیں نازل کیں اور کوئی آٹے کا بحران نہیں آیا'' (جلد ہفتم۔ص۔422) بائیں بازو کے لوگ ان ''برکات'' کو شاید ''ڈالروں کی بارش'' سے جوڑ دیں، امریکی صدر اوبامہ کی افغانستان پاکستان (Af-Pak) پالیسی سے تقریباً دس سال پہلے ڈاکٹر اسرار احمد نے مؤلف کے نام اپنے خط میں کیسی عجیب بات لکھی ہے کہ'' پاک افغانستان دونوں ایک ہو جائیں۔ یک جان دو قالب ہی نہیں بلکہ یک جان اور یک قالب بن جائیں اور مجھے اُمید ہے کہ ایسا لازماً ہوگا'' (جلد دوم۔ص۔238) کیا یہ جملہ آج کے حالات میں انسان کو حیرت میں مُبتلا نہیں کرتا؟

عالم اسلام اور عالم عرب کی جھلکیاں

چھٹی جلد میں عالمِ اسلام اور بیرون ممالک کے مشاہیر، سیاسی راہنماؤں اور سفارت کاروں کے خطوط کو یکجا کیا گیا ہے، ان خطوط میں عالمِ عرب کو خصوصی طور

پر یاد رکھا گیا ہے اور ان کا حصّہ زیادہ ہے، سعودی عرب اور اس کے حکمرانوں سے وابستہ توقعات کا نمایاں طور پر پتہ چلتا ہے، شاہ فیصل شہیدؒ اور خادم الحرمین شریفین شاہ فہدؒ کی وفات حسرت آیات پر حواشی تبصرے اور خطوط ''یادرفتگاں'' میں ایک خوبصورت اضافہ ہے، دلچسپی کی بات یہ نظر آئی کہ شاہ فہدؒ کے جنازے میں جانے کے لیے صدر جنرل پرویز مشرف مولانا سمیع الحق کو خصوصی طیارے میں ساتھ اس لیے گئے کہ مولانا کے نظریات کا قبلہ درست ہو اور ان کی ''برین واشنگ'' ہو سکے مگر طرفہ تماشا یہ ہوا کہ مولانا نے جنازے میں جنرل پرویز مشرف کو غلط سمت میں کھڑے دیکھ کر ان کا قبلہ درست کیا، مولانا کو ڈر رہا کہ کہیں کوئی کیمرے کی آنکھ جنرل مشرف کو دیکھ نہ لے کہ ان کا تو قبلہ ہی غلط تھا (جلد ششم، ص: ۵۰)، کمال یہ ہے کہ اسی جلد میں مسلمانانِ عالم کی ایران سے متعلقہ توقعات کا بھی بھرپور ذکر ہے۔

مشاہیر میں سفرناموں کا احاطہ

خطوط میں سفرناموں کا احاطہ بھی عجیب لطف پیدا کر رہا ہے، مولانا اور اُن کے رفقائے سفر کو تہران میں سُنّی علماء نے بتایا کہ ''دونوں فرقے ایران میں خوش اسلوبی سے وقت گزارتے ہیں'' (ص:۲۶۷)، ایران میں شیعہ سُنی فساد اور باہمی جھگڑے کے نہ ہونے کا خصوصی ذکر ہے، البتہ مولانا اور ان کے ساتھیوں کو ایرانی کھانوں میں مرچ مصالحوں کی کمی کی شکایت ضرور رہی ہے، مولانا نے کانفرنسوں کے حال احوال کے ساتھ اپنی سفری یادداشتیں جس انداز سے مختصراً لکھی ہیں جیسا کہ ''امام مسلمؒ کے دیس خراسان (ایران) میں چند روز'' اگر ان کو وسعت دی جاتی تو مولانا تقی عثمانی کے علمی سفرناموں کی طرح ایک اور علمی سفرنامہ ہمارے ہاتھ آجاتا جس میں سفر کا حال کم اور تاریخ اسلام کے شاندار ماضی اور موجودہ زبوں حال پر رونا زیادہ ہوتا

ہے،بعض اوقات مؤلف کے کوئی دوست یا دارالعلوم کے کسی عالم نے بھی بیرون ملک سفر کے دوران کوئی خط لکھا ہے تو وہ بھی ایک مکمل سفرنامہ کی شکل اختیار کر چکا ہے جیسا کہ مولانا شیر علی شاہ کا مکتوبِ بغداد (جلد چہارم، ص:۱۲۱۲)۔خود مؤلف کے اپنے والد کے نام خطوط میں عمرے اور حج کی تفصیلات بھی ایک علمی سفرنامے سے کم نہیں، ایک کانفرنس کے اختتام پر اتحادِ ملّت کا جو نقشہ مختلف مکاتبِ فکر کے ۳۱ علماء نے تیار کیا تھا وہ بائیس نکات کا ضابطۂ اخلاق (جلد ششم، ص:۲۹۵) تو آج بھی اپنے عمل پذیر ہونے کو ترس رہا ہوگا، محسوس ہوتا ہے حکومتی پالیسیوں کی طرح اتحاد بین المِلّت بھی صرف کاغذی کارروائی تک محدود رہتا ہے، ان ''خطوط کے قاموس'' میں البتہ مستقبل کے مؤرخ اور نقاد کے لیے اِس قسم کی کاروائیاں محفوظ کر لی گئیں ہیں کہ مخصوص حالات کے پیدا ہونے پر مختلف طبقوں اور حلقوں کا کیا ردِ عمل تھا؟

مشاہیر لامحدود موضوعات کا خزینہ

مشاہیر کے ان خطوط کا جائزہ کسی ایک مضمون میں نہیں سمایا جا سکتا، ان خطوط اور ان کی مختلف جہات پر الگ الگ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھنے چاہیئے، اس مختصر مضمون میں میں چیدہ چیدہ نکات کا بیان کروں گا، سب سے پہلی تحقیق طلب بات تو یہ ہے کہ پون صدی تک ان خطوط کو کیسے جمع کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے؟ یہ کہانی اس مجموعے میں صرف اتنی بیان کی گئی ہے کہ ابھی مؤلف کے کھیلنے کودنے کے دن تھے اور سن یہی آٹھ نو کا تھا کہ خطوط کی ایک زنبیل ان کے والد کے نام کتابوں سمیت آتی تھی، پیغام رسانی کے دوسرے جدید ذرائع ابھی انسان کی فکری ایجاد میں لوٹ پھوٹ رہے ہوں گے۔

مولانا سمیع الحق کی دلچسپی کا ساماں

مولانا پیشِ لفظ میں اس کا ذکر یوں کرتے ہیں: ''یہ خطوط میرے بچپن کے ذوق وشوق کا پہلے پہل سامان بن گئے بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ دوات کی روشنائی کی خوشبو، قلم کی روانی کا نغمہ، صریر خامہ کا بانکپن اور رنگ برنگ لفافوں اور خطوط کی چمک دمک گویا میرے گھٹی میں شامل ہوگئی تھی'' لاشعوری کے زمانے میں اپنے باپ کے سرہانے سبز رنگ کے مخملی تھیلے کو للچائی نظروں سے دیکھنے والا بچہ شعور کی زندگی میں اُسے عقیدت سے دیکھنے لگا، نتیجہ اس ''قاموس مکاتیب'' کی صورت میں نکلا۔

مولانا سمیع الحق کا احتیاط اور نظم وضبط

پون صدی کے اس جزم واحتیاط اور نظم وضبط کے مظاہرے نے ہندوستانی علماء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے جن کا عمومی خیال اس خطے اور پختون قوم کے بارے میں یہ ہوتا ہے کہ شاید نظم وضبط (ڈسپلن)، ترتیب اور مینجمنٹ پختونوں کو چھو کر بھی نہیں گزری۔ مولانا نے اس خیال کی ایسی تردید کی ہے کہ خود مولانا محمد تقی عثمانیؒ جیسے محتاط عالم کو اس کا اظہار کرنا پڑا ہے، اس کہانی اور جمع مکاتیب میں زمانے کے اُتار چڑھاؤ بھی آئے ہوں گے جن کے بیان سے یہ خطوط خالی ہیں، البتہ پیش لفظ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۱۰ء میں پختونخوا میں جو خطرناک اور تباہ کن سیلاب آیا اور دارالعلوم حقانیہ کی حدود میں بھی پانی پہنچ گیا تو مولانا باقی تمام چیزیں اور مال و اسباب چھوڑتے ہوئے صرف ان خطوط اور اس کے ساتھ کے کمپیوٹر کو دارالعلوم کی ایک بلند عمارت کی چھت پر لے گیا کہ کہیں یہ قیمتی اثاثہ ضائع نہ ہو، پشتو کہاوت ہے کہ جب گھر تک بات آپہنچے تو صرف اپنی خیر منانی چاہیئے مگر مولانا صاحب نے اسلاف کی ان یادگار خطوط کو بچانا ضروری اور مقدم سمجھا۔

مولانا سمیع الحق اور اُردو زبان کی خدمت

اُردو زبان و ادب اور تاریخِ اسلام و پاکستان کے لیے ان کی یہ خدمت اور یہ جذبہ اس لائق ہے کہ ان کو اس کارنامے پر بجا طور پر پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگری عطا کی جاسکتی ہے۔ عوام اس کا اندازہ نہیں کر سکتے مگر مجھ جیسے تاریخ و ادب کے طالب علم یہ بات جانتے ہیں کہ یہ کام بڑے بڑے ادارے نہیں کر سکتے جو ایک شخص کے بچپن کے کھلونوں سے شروع ہو کر میدانِ جنگ کی تلواروں تک علم و فضل کی تلاش و حفاظت کے جذبے نے ممکن بنایا ہے، اس کہانی کے کئی اہم موڑ پون صدی کے انسانی اور تاریخی واقعات و حوادث پر مبنی ہوں گے جس پر ایک تحقیقی مقالہ لکھنے کی ضرورت موجود رہے گی۔

مکاتیب میں برصغیر کی تحریکات کا ذکر

دوسری اہم بات یہ کہ ان خطوط میں ہندوستان و پاکستان کے اندر برپا ہونے والی دینی و سیاسی تحریکات کا بہت زیادہ ذکر ملتا ہے، تحریکِ ختمِ نبوت سے دفاعِ پاکستان کونسل تک کتنی ہنگامہ خیز تحریکات برپا ہوئیں وہ ان سات جلدوں میں جگہ جگہ دل کے ٹکڑوں کی طرح بکھری ہیں، یہ خطوط انہی تحریکات اور ان سے وابستہ شخصیات و قوانین کا ایک ایسا دستاویز ہے جس پر اُٹھائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے کا مصرعہ پوری طرح صادق آتا ہے، بعض شخصیات کے بارے میں عام قاری کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کس درجے کا عالم یا ذاتی طور پر کس قسم کے اخلاق کا مالک تھا۔ یہ کام مؤلف نے حواشی میں سرانجام دیا ہے، حواشی میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ مؤلف نے کسی کا دل عمداً دُکھانے کی کوشش نہیں کی ہے، اگر مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی شخصیت پر تفصیلی حواشی لکھے ہیں (جلد پنجم، ص:۱۷۹۰) تو حیات محمد خان شیر پاؤ کی

بھی تعریف کی ہے، (جلد اول، ص: ۱۸۳)، مخالف حلقۂ فکر کے مشاہیر کا ذکر بھی انتہائی محتاط انداز سے کیا ہے، لیفٹیننٹ جنرل اعظم خان کے ایک طویل اور ملکی حالات پر ایک پُرسوز خط کے آخری کلمات کچھ اس طرح ہیں: ''میں پورے خلوص، دل سوزی اور حب الوطنی کے جذبے کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ یہ وقت ذاتی اناؤں کی پرورش کا نہیں کیونکہ اگر خُدانخواستہ، خُدانخواستہ یہ ملک نہ رہا تو نہ کسی کی وزارت رہے گی اور نہ ان کی جرنیلی رہے گی۔ انہیں بھی لندن کے کسی ہوٹل میں ہیڈ ویٹر کی ملازمت ڈھونڈنی ہوگی'' (جلد اول، ص: ۱۱۲) مولانا نے حواشی میں اس شخصیت کا ذکر نہیں کیا ہے کہ لندن کے کس ہوٹل میں ان کو ہیڈ ویٹر کی ملازمت کرنی پڑی۔ معلوم نہیں یہ مولانا کی طبعی شرافت کا نتیجہ ہے یا اس بات کا اقرار ہے کہ اس ملک میں کئی اضلاع میں ڈپٹی کمشنر رہنے والی یہ شخصیت صدرِ پاکستان بھی رہ چکے ہیں۔ پھر بھی ان کے ریٹائرمنٹ کی ذاتی زندگی میں گزر اوقات کے لیے کچھ نہ تھا۔ لوگ اس ذہین اور نابغۂ روزگار صدر پاکستان جنرل سکندر مرزا کو کچھ بھی کہیں، بعض لوگ ان کی عظمت کی گواہی دیں گے کہ اس نے ہوٹل میں ویٹر بننا گوارا کیا، قدرت کی تقسیم پر تسلیم و رضاء کا مظاہرہ کیا مگر کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا اور نہ ہی ملازمت کے بعد کسی بیرون ملک کے وطن دشمن اداروں اور این جی اوز میں کنسلٹنٹ بنا۔

مولانا سمیع الحق سے ایک اپیل

مولانا سے اپیل ہے کہ اگلے ایڈیشن میں ان پر بھی ایسا ہی ایک حاشیہ لکھیں جیسا کہ اپنے مایۂ ناز شاگرد اور سیاست میں میرے ممدوح مولانا فضل الرحمان صاحب پر لکھا ہے۔ (جلد پنجم، ص: ۱۸۳۸) افسوس کہ مولانا فضل الرحمان کے تمام تر خطوط دارالعلوم میں طلباء کے داخلوں سے متعلق ہیں، وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے

تھے۔ مولانا نے حواشی میں اگر چہ بہت زیادہ وسیع القلبی کا مظاہرہ کیا ہے البتہ مولانا مودودیؒ کا ایک عدد خط جو قادیانیوں کے بارے میں ایک استفسار کے جواب میں لکھا گیا ہے کے نیچے حاشیہ مولانا مودودیؒ کی شخصیت سے زیادہ جماعت اسلامی کے بارے میں ہے، میری نظر میں اس حاشیہ اگر اگلے ایڈیشن میں نظر ثانی کی کیا جائے تو مناسب ہوگا اس لیے کہ مولانا کی شخصیت ،علمیّت اور تحریروں پر ان خطوط میں جا بجا ذکر کیا گیا ہے اور جماعت اسلامی کی سیاست خصوصاً جس دور کے بارے میں مؤلف نے لکھا ہے مولانا مودودیؒ سے بہت بعد کی باتیں ہیں، جماعت اسلامی والے تو اپنا دفاع خود کریں گے البتہ مولانا مودودیؒ کی عالمانہ شان اور جرأت کے بارے میں یہ حاشیہ زیادہ نہیں جچتا۔ (جلد دوم،ص:۶۱)

مکاتیب میں قلمی معرکے

ان خطوط میں ایک مزے کی چیز مشاہیر کے قلمی معرکے ہیں۔ مولانا مدار اللہ مدار کے خطوط (جلد پنجم، ص:۲۰۱۲) اور ہندوستان کے خان غازی کابلی کے خطوط (جلد سوم،ص:۴۷۷) اس کا نمونہ ہیں۔ ایک نہیں درجنوں مشاہیر کے خطوط میں کسی علمی کتاب کا محاکمہ ہے یا کسی مضمون کے مندرجات پر تنقیدی رائے کا اظہار ہے۔ ان قلمی معرکوں میں کئی علمی و تاریخی مباحث کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ ان پر مستقل مضامین لکھنے کی ضرورت آج بھی موجود ہے۔ مثال کے طور پر باچا خان مرحوم سے متعلق ابوعمار قریشی کا خط (جلد دوم،ص:۸۵)،نظریۂ پاکستان اور بانی پاکستان سے متعلق ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کے خطوط (جلد دوم،ص:۸۰)، پروفیسر محمد اسلم کا قاضی عبدالحلیم اثر افغانیؒ کی لغزش پر خط کہ کیا شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، ابوالکلام آزادؒ اور مولانا انور شاہ کشمیریؒ حسنی سیّد تھے یا ان کا سادات سے حسب ونسب کا کوئی واسطہ نہیں

ہے؟ یا پروفیسر محمد اسلم کا یہ سوال اُٹھانا کہ کیا مولانا عبدالماجد دریا بادی قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے؟ (جلد دوم، ص:۲۵۴) محمد اعظم علی خان خسروی کا اقبالؒ پر زبر دست قلمی حملہ اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی خاموشی بھی خاصا معرکے کی چیز ہے (جلد دوم، ص:۳۲۲) یہ پون صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں، ہر جلد میں اس قسم کے مناظرانہ اور معاصرانہ معرکوں اور چشمک پر مبنی درجنوں خطوط کا مزہ ہی کچھ اور ہے، ''الحق کے قلمی معرکوں'' کے نام سے ان خطوط کی روشنی میں متعلقہ مضامین سمیت کم از کم کوئی ایم فل کا مقالہ لکھا جا سکتا ہے جو خود ایک معرکے کی چیز ہوگی۔

مکاتیب میں کتابوں پر وقیع تبصرہ

ایک اور مزے کی چیز کتابوں پر تبصرے ہیں، اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں، عبدالرشید ارشد کی طرف سے ''بیس بڑے مسلمان'' پر تبصرہ میں سرقہ اور علمی بد دیانتی کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں (جلد پنجم، ص:۱۸۱۲)، بعض اوقات مکتوب نگار نے کسی اہم مسئلے پر کتاب لکھنے کی ضرورت محسوس کی تو ''الحق'' کی وساطت سے یہ سوال اُٹھایا کہ اس اہم موضوع پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے جس سے ظاہر ہے کہ علما اور مصنفین کو ایک تحریک ملتی ہوگی جیسا کہ قاری فیاض الرحمان ہزاروی کی ۱۹۷۱ء سے تادمِ اشاعت ۳۷ عدد خطوط کا تمام تر محور علمی اور سوانحی کتابوں کا تذکرہ ہے، (جلد پنجم، ص:۱۸۶۷) یا پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی کے خطوط (جلد پنجم، ص:۲۲۰۹)، کیسی عجیب بات ہے کہ این جی اوز کے موجودہ شور شرابے سے ۳۴ سال قبل ڈاکٹر محمد یوسف نے یہ دہائی دی کہ اسلام میں بچوں کی قدر و قیمت، حقوق اور تعلیم و تربیت پر مزید لکھا جائے، ان کا مضمون اس بارے میں ''الحق'' میں چھپ چکا تھا، بعض کتابوں پر تنقیدی خطوط بھی اہم ہوتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر فضل الرحمان کی کتاب پڑھا کہ سے

۱۹۶۸ء میں مولانا محی الدین کا خط (جلد پنجم، ص:۲۰۰۵)، بعض اوقات مصنفین نے اپنی کتابیں ارسال کرتے ہوئے خطوط بھی لکھے ہیں جیسا کہ مشہور عالم محقق فضل احمد عارف کے خطوط کہ آج اگر اُن کی کتابیں بازار سے دستیاب نہ ہوں پھر بھی پڑھنے والے کو ان کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے۔ (جلد پنجم، ص:۱۸۳۵) خطوط کے اس عظیم الشان مجموعے سے گویا ''کتابیات'' کا ایک دبستان کُھل جاتا ہے، بعض اوقات خطوط میں بڑے معرکتہ الآراء مضامین پر فقیہانہ بحث ملتی ہے جیسا کہ قاضی عبدالکریم کلاچوی کے خطوط اور بالخصوص خط نمبر ۵۱ جو خود کش حملوں کی شرعی حیثیت کے بارے میں ہے (جلد چہارم، ص:۱۵۷۶) اور بعض میں بڑے تاریخی مباحث سمٹ آئے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خطوط (جلد سوم، ص:۷۰۹)، جہاد افغانستان کا ذکر تو ایک الگ جلد میں ہے البتہ مولانا بشیر احمد شاد کا اگست ۱۹۹۹ء کا خط کتنا چشم کشا ہے جب کہ مکتوب نگار مسلمانوں کو بر وقت خبر دار کیا تھا کہ امریکہ طالبان، افغانستان اور اسامہ بن لادن پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ (جلد دوم، ص:۴۸۸)۔

مکاتیب میں اہم مسائل پر روشنی

خطوط میں ذاتی گپ شپ، بیماری اور عیادت کے احوال، کتابوں اور تحفے تحائف کی رسیدیں تو ہوا کرتی ہیں، خطوط اُس وقت ایک اور طرح کا علمی شہ پارہ بن جاتے ہیں جب اس میں پورے کے پورے سوالنامے درج کیے جائیں۔ ان خطوط میں جگہ جگہ ایسے سوالنامے ملتے ہیں جن سے مشاہیر کے نزدیک اہم مسائل پر روشنی پڑتی ہے، پروفیسر ڈاکٹر قبلہ آیاز (حالیہ وائس چانسلر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی) نے ایک خط مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق سے متعلق سوالات پر مؤلف کو بھیجا تھا، ایک سوالنامہ بطور خط سینیٹر پروفیسر خورشید احمد (جماعت اسلامی والے) نے اسلامی مدارس میں اصلاحات

کے بارے میں ارسال کیا تھا، (جلد سوم،ص:۷۸۷) دینی مدارس سے متعلق اس قسم کے بعض سوالات مولانا تقی عثمانی نے بھی اُٹھائے ہیں، (جلد اول،ص:۱۵۲) کیا یہ سوالات آج بھی تشنہ لب نہیں ہیں؟ کیا ان سوالات کا کوئی جواب ہم سے بن پڑا ہے؟ یہ سوالات کئی سال پہلے بھی اہم تھے اور آج بھی اہم ہیں۔ خود مولانا مؤلف کا سوالنامہ ''میری علمی اور مطالعاتی زندگی'' بھی کافی چشم کشا، غور طلب اور پریشان کن سوالات پر مبنی ہے۔ایک سوالنامہ جو میر شکیل الرحمان کی طرف سے ہے بڑا ہی دلچسپ ہے جس میں اسلام میں عورتوں کے کھیل کو دیعنی کرکٹ ہاکی، سوئمنگ یا مردوں کے سامنے کھیل کھیلنے کی شرعی حدود کے احکام دریافت کیے گئے ہیں (جلد اول، ص:۲۸۶ تا ۲۸۷)، معلوم نہیں ان بارہ سوالات پر مبنی سوالنامے کا کیا جواب دیا گیا تھا مگر یہ شاید اُس زمانے کی بات ہو جب آتش جوان تھا اور پسینے سے گلاب کی خوشبو آتی تھی۔ موجودہ دور کے اخبارات اور ٹی وی چینلو اور ''میرا سلطان'' جیسے ڈرامے دیکھنے کے بعد اس قسم کے سوالناموں کی کوئی زیادہ ضرورت نہیں رہی ہے کہ غلامی میں بدلتا ہے قوموں کا ضمیر۔

مکاتیب کی ترتیب میں حفظ مراتب کا لحاظ

خطوط کے اس قاموس کی ترتیب حروفِ تہجی کے اعتبار سے حفظ مراتب کے نہ رکھنے کے الزام سے حفاظت کے طور پر کی گئی ہے۔ ہر جلد کے پیچھے معروف مشاہیر اور مشہور سیاسی راہنماؤں کے نام درج ہیں۔ یہ کوئی پانچ سو سے زیادہ مشاہیر کے نام ہیں جبکہ اس قاموس میں کل پندرہ سو سے زائد مشاہیر کے خطوط سات ضخیم جلدوں کی ہزاروں صفحات پر پھیلے ہیں، حواشی کے علاوہ ایک مکتوب نگار کے مضامین اگر ''الحق'' میں شائع ہوئے ہوں تو ان کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جیسا کہ مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ

(جلد دوم،ص:۲۸۷) اور مولانا غلام محمدؒ (جلد پنجم،ص:۱۸۱۷) کے مضامین کی تفصیل۔ دونوں سید سلیمان ندویؒ کے اجل خلفاء تھے۔ یہ اس قاموسِ مکاتیب کا خاص انداز ہے۔بعض اوقات ایسے خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں جس میں اچھا خاصا گلہ شکوہ اور تند وتیز انداز بھی ہوتا ہے مثلاً نوابزادہ محمد علی خان ہوتی کا خط جو''الحق'' کے ایک اداریے سے متعلق ہے، یہ مؤلف کی غیر جانبداری کا ایک نمونہ ہے کہ اس خط کے ساتھ وہ اداریہ بھی نقل کیا ہے جس سے مکتوب نگار کو شکوہ اور رنج ہوا تھا (جلد پنجم،ص:۱۹۷۶)، قارئین کو خطوط میں درج مباحث کو دریافت کرنے کے لیے آسانی یہ پیدا کی گئی ہے کہ خطوط کے اوپر عنوانات بھی دیئے گئے ہیں اس لیے کسی بھی ایک صاحب کا خط آسانی سے ڈھونڈا جا سکتا ہے،حوالہ دینے کے لیے مکتوب نگار کے خطوط اگر ایک سے زیادہ ہوں تو باقاعدہ زمانی اعتبار سے اس کو نمبر دیے گئے ہیں اور کسی بھی خط کا حوالہ انتہائی آسان بنا دیا گیا ہے، تحقیق کے شائقین کے لیے یہ کام جتنا آسان بنایا جا سکتا ہے، مؤلف نے اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

مکاتیب میں مشاہیر کے یادگار نمونے

مشاہیر کے خطوط کے نمونے بھی یادگار کے طور پر شائع کیے گئے ہیں، سب سے پہلا نمونہ شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ کا ہے، تبرک اور شہادت دونوں جمع ہوئے ہیں، بعض خطوط عربی اور بعض پشتو اور انگریزی میں ہیں جن کو من وعن نقل کیا گیا ہے، کسی کسی جگہ انگریزی اور پشتو خطوط کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے مگر یہ کیفیت ہر جگہ یکساں نہیں ہے جس سے ایک گونہ تشنگی کا احساس ہوتا ہے، پشتو زبان میں سب سے خوبصورت خطوط حاجی محمد آمین ترنگزئیؒ (جلد اوّل،ص:۱۱۸) اور شیخ الحدیث مولانا امین گل کھوئیؒ برمول (جلد دوم،ص:۴۳۱) کے ہیں، اول الذکر نے راقم کی والدہ ماجدہ کو

قرآن پڑھایا کہ میرے نانا مولانا نذر محمدؒ کے دوست اور شیخ تھے اور مؤخر الذکر سے راقم نے کئی پارے دورۂ تفسیر میں پڑھے اور اکثر ان کے درس میں شامل رہتا تھا۔اپنے پیرومرشد مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ کے خطوط سمیت ان سب مشاہیر کے خطوط دیکھ کر دیر تک میری آنکھوں میں آنسو تیرتے رہے۔

ان خطوط سے ایک محقق کئی عالمانہ دفتر نکال سکتا ہے اور کوئی شرارت پسند طالب علم ایک شرارتی کرائم رپورٹر کی طرح کئی گھڑے مردے اُکھاڑ کر کئی زخم تازہ کرسکتا ہے، میں بھی چاشنی اور لطف کے لیے ایسے درجنوں نکات نکال سکتا ہوں مگر مقصد اِن خطوط کی علمی، تاریخی، تہذیبی ، دینی ،سیاسی اور ادبی حیثیت کو اُجاگر کرنا تھا جو کہ اس ایک مضمون میں قطعاً نہیں ہوسکتا، آٹھویں جلد کا انتظار رہے گا۔خوفِ فساد خلق سے جو ناگفتنی رہ گئی تھی وہ اب ان خطوط میں پوری آب وتاب کے ساتھ تاریخی دستاویز کی شکل میں موجود ہے، مولانا مؤلف نے اپنے اشاعتی ادارے مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک ،نوشہرہ سے شائع کیا اور سات جلدوں کی قیمت دوہزار پانچ سو روپے رکھی جو کہ انتہائی مناسب ہے۔رہے نام اللہ کا۔

تاثرات

اسد اللہ خان غالب

تعارف

معروف کالم نگار، دانشور، ادیب اور تجزیہ نگار، روزنامہ نوائے وقت کے ادارتی صفحات کے مستقل لکھاری، ''اندازِ بیاں'' کالم کا عنوان۔

مولانا سمیع الحق کی نئی انگریزی کتاب

''افغان طالبان اور 9/11 کے تناظر میں''

Afghan TALIBAN : *WAR of Ideology* Struggle for Peace

پر روزنامہ ''نوائے وقت'' ۳۰ مئی ۲۰۱۵ء کا تبصرہ

حقانیہ اور مولانا سمیع الحق سے تعارف

میں مولانا سمیع الحق اور ان کے دارالعلوم حقانیہ سے بچپن سے متعارف اور ان کا معتقد ہوں جب میں نے ان کے والد گرامی مولانا عبدالحق کے جریدے الحق کا باقاعدہ خریدار بن کر مطالعہ شروع کیا۔اس جریدے کی زبان بڑی سلیس تھی، اور حالات حاضرہ پر اس کے تبصرے مختصر، کاٹ دار اور جامع محسوس ہوتے تھے۔

مولانا سمیع الحق کی انگریزی کتاب اعلیٰ معیار

مجھے ابھی کوریئر کے ذریعے دو پیکٹ موصول ہوئے ہیں ، ایک تو افواج کا ترجمان ہلال ہے جس کے معیار کا میں بے حد معترف ہوں، اس بار یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ انگریزی اور اردو کے ہلال الگ الگ شائع کئے گئے ہیں، اس جدت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا، ہلال ایک زمانے میں ہفت روزہ تھا، اب ماہنامہ ہے، یقینی

طور پر مالی دشواریوں کی وجہ سے۔ مگر اس کے مندرجات اس امر کے متقاضی ہیں کہ اسے دوبارہ ہفت روزہ کیا جائے بلکہ اسے روزنامہ کیا جائے، اس لئے کہ حالات کی رفتار بہت تیز ہے۔

دوسرے پیکٹ سے ایک کتاب برآمد ہوئی ہے، یہ مولانا سمیع الحق کی تصنیف ہے اور حیرت والی بات یہ ہے کہ بزبان انگریزی ہے۔ دوسری حیرت یہ ہے کہ اس میں ترجمے والا عنصر نظر نہیں آتا، اس پر اوریجنل تحریر کا گمان ہوتا ہے، اس لئے کہ زبان و بیان میں سلاست اور روانی ہے، وہی تاثرات جو میرے دل پر الحق نے زمانہ طالب علمی میں نقش کئے تھے۔

کتاب کا ٹائٹل ہے، وار آف آئیڈیالوجی: افغان طالبان اور ان کی جدو جہد برائے قیام امن۔

طالبان کے متعلق سوالات اور اس کے مدلل اور تسلی بخش جوابات

اس کتاب میں ان تمام سوالات کا جواب موجود ہے جو طالبان کے قول و فعل کے بارے میں اٹھائے جاتے رہے، یہ کتاب طالبان کے دفاع میں نہیں۔ بلکہ ان کے موقف کی تفصیل اور تشریح ہے، اس کا لب ولہجہ معذرت خواہانہ نہیں۔

مولانا سمیع الحق کو یہ کام کیوں کرنا پڑا، اس کی ایک معقول وجہ ہے، جن لوگوں کو افغان طالبان کہا جاتا ہے، وہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طالب علم رہے ہیں، ایچی سن سے فراغت پانے والوں کو ایچی سونین، گورنمنٹ کالج کے طلبہ کو راوین، علی گڑھ والے علیگ اور گھوڑا گلی والے گیلین کہلاتے ہیں۔ اسی طرح ہر درسگاہ، کالج اور یونیورسٹی والے کسی نہ کسی مخصوص نام سے پکارے جاتے ہیں، اس لئے محض طالبان ہونا ایک تعارف تو ہے مگر کوئی گالی نہیں جیسے کہ بنالی گئی ہے۔

طالبان کی آئینی اور قانونی حکومت

طالبان کی حکومت اسی طرح آئینی اور قانونی اور جائز حکومت تھی جیسے یمن میں ہادی کی حکومت کے بارے میں دعوی کیا جاتا ہے اور اس کی بحالی کے لئے عرب دنیا نے لڑائی چھیڑ رکھی ہے مگر عراق میں صدام حسین، لیبیا میں کرنل قذافی، مصر میں حسنی مبارک اور اس کے بعد صدر مرسی کی حکومت بھی جائز اور قانونی تھی مگر عرب ممالک نے جس طرح ان کا دفاع نہیں کیا، اسی طرح طالبان کی جائز حکومت کو بھی حالات کے جبر کے حوالے کر دیا گیا، طالبان کا نائن الیون میں کوئی گناہ نہیں تھا مگر انہیں صرف اس جرم کی سزا دی گئی کہ انہوں نے امریکی مطالبے پر اسامہ بن لادن کی حوالگی سے انکار کیا۔ اس انکار کے باوجود طالبان نے عالمی طور پر مسلمہ اصولوں اور روایات کے تحت امریکہ کو پیشکش کہ اسامہ کے خلاف ثبوت مہیا کئے جائیں، اس پر مقدمہ افغانستان میں چلے گا۔ یہ وہی موقف ہے جو حافظ محمد سعید اور مولانا ذکی الرحمٰن لکھوی کے سلسلے میں بھارت کے مقابل پاکستان نے اختیار کر رکھا ہے۔ مگر طالبان کی حد تک اس موقف کو قبول نہ کیا گیا اور دنیا نائن الیون کے بعد سے مسلسل جہنم بنتی جا رہی ہے۔ امریکی اور اتحادی افواج نے بہت زور لگا لیا، مگر وہ اقوام عالم کے حق حاکیت کی تڑپ کو ختم نہیں کر سکیں، نہ کر سکتی ہیں، اس لئے کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور کوئی اسے غلام بنانے پر قادر نہیں۔

طالبان کا جرم کیا تھا؟

طالبان کا تو یہ گناہ ہو گیا کہ انہوں نے اسامہ کو حوالے کرنے سے انکار کیا مگر پاکستان کا گناہ کیا تھا کہ امریکہ نے اس پر ڈرون مارنے کے لئے قواعد کو نرم کر دیا، اس کا کیا جواز ہے؟ اس موضوع پر ہزاروں مرتبہ لکھا جا چکا ہے اور اس وقت تک لکھا جاتا رہے گا جب تک عقل و دانش کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا، عراق میں کٹھ پتلی حکومتیں بنا کر تجربہ

کرلیا گیا، وہاں اسلامی خلافت اور داعش نے پھریرا لہرا دیا، اب افغانستان میں کبھی کرزئی، کبھی اشرف غنی اور جن طالبان کی قانونی اور جائز حکومت تھی وہ ڈرونز کے نشانے پر ہیں اور اتحادی افواج اپنی جگہ بھارتی سیکورٹی فورسز کے غلبے کی کوشش میں ہیں، اشرف غنی نے بھاگم بھاگ نئی دہلی کا کل ہی ایک دورہ کیا ہے۔

اسلام کا فلسفہ حیات

مولانا سمیع الحق کا کہنا ہے کہ آج ہر مسلمان کو دہشت گرد، تشدد پرست اور انتہا پسند سمجھا جاتا ہے جبکہ لفظ مسلمان اور مومن میں سلامتی اور امن ایک بنیادی عنصر ہے۔

اسلام کا فلسفہ حیات بہر حال وہ نہیں جو اہل مغرب کا ہے مگر اہل مغرب کو اگر حق حاصل ہے کہ وہ اپنے فلسفہ حیات کو بزور طاقت مسلط کریں اور فروغ دیں تو اہل اسلام کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے نظریات پر کاربند رہیں اور ان کی ترویج کے لئے کوشاں رہیں۔

نظریے کی جنگ اور تہذیبی کشمکش

مولانا سمیع الحق نے اسی لئے کتاب کو نظریے کی جنگ کا نام دیا ہے اور اہل مغرب اسے تہذیبوں کی کشمکش سمجھتے ہیں، تاریخ میں یہ کشمکش بار ہا دیکھنے میں آئی، مصر فرعونوں کی سرزمین بھی رہا، برصغیر میں بدھ کلچر کو فروغ حاصل ہوا، ٹیکسلا، موہنجوڈارو اور ہڑپہ کے کھنڈرات بتاتے ہیں کہ عمارت عجیب تھی۔ کبھی عجمی تہذیب وثقافت کو بول بالا حاصل رہا تو کبھی رومیوں کا ڈنکا بجا، اور پھر ایک طویل عرصے تک مسلم کلچر نے دنیا کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا، بنیادی طور پر یہ علم کی روشنی تھی جس نے ازمنہ وسطی کے اندھیروں کو دور کیا۔

مولانا سمیع الحق کے شفاف نظریات

مجھے مولانا سمیع الحق کے نظریات میں شفافیت نظر آتی ہے،انہوں نے ما فی الضمیر کا اظہار بلاکم وکاست کیا ہے۔میں کتاب پڑھوں گا اور ضروری ہوا تو مزید لکھوں گا، فی الوقت ذہن حاضر نہیں کہ پچھلے تین ہفتوں سے پل صراط پر لٹکا ہوا ہوں، جی تو چاہتا تھا کہ لکھنے سے کچھ عرصے کے لئے چھٹی کروں تاکہ جب ذہن یک سو ہو تو دل جمعی سے لکھ سکوں مگر قارئین نے حوصلہ افزائی کی،حالات کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ انہیں عقل کے بھیڑیوں کے چنگل میں جانے سے بچایا جائے،سو میں نے قلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ قلم بہت بڑا سہارا ہے،خدا نے قلم کی قسم کھائی ہے۔

مولانا مودودی کے بعد کھری بات کرنے والی شخصیت

مولانا سمیع الحق کی کتاب انتہائی وقیع ہے، یونی رڈلے، سید مشاہد حسین، ایاز امیر اور احمد رشید کے بلیغ تبصرے اس کتاب کی سند کیلئے بیش قیمت ہیں۔میرے نزدیک مولانا مودودی کے بعد اگر کسی نے کھری بات کی ہے اور شرح صدر سے لکھا ہے تو اس صف میں مولانا سمیع الحق کا نام سرفہرست ہے، میں پہلے ہی ان کے اس احسان تلے دبا ہوں کہ انہوں نے کئی ضخیم جلدوں پر محیط اپنی شہرہ آفاق تصنیف مشاہیر مجھے ہدیہ کی، یہ ایک نادر ذخیرہ ہے جو ہماری پچھلی سو سالہ تاریخ کو قریب سے سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔مسلم دنیا مولانا سمیع الحق کی اس حق پرستانہ تصنیف کے لئے شکر گزار رہے گی، یہ کتاب کج بحثی کی کثیف دھند کو دور کرنے کا باعث بنے گی۔